بعون صناع مکین ومکان وفضل خلاق زمین وزمان

دیوان امیر

معروف بہ اسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر شایع ہوا

(باہتمام کیسر داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع)

جزو

التماس - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست ہر شائق کو چھاپہ خانے سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹئٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب کلیات ودواوین اُردو کتب کلیات ودواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کلیات ودواوین اُردو	
کلیات انشاء اللہ خان۔ بہ نتیجہ طبع شاعر نامی میر انشاء اللہ خان۔	عہ ر
انتخاب کلیات ظفر۔	۶ ر
کلیات نعتیہ مجید۔	عہ ر
کلیات نظیر اکبرآبادی کلان	ع۸ ر
دیوان وقار۔	۱۰ ر
کلیات صفدر۔	عہ ر
بہارستان اشعار۔	۳ ر
دیوان میر حسن۔	۸ ر
گلدستہ حفیظ اللہ خان	عہ ر
کلیات صنعت۔	ور۹ پائی
کلیات سودا۔ قصائد ومثنویات و دواوین ورباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا۔	عہ ۴ر

نام کتاب	قیمت
کلیات نظیر اکبرآبادی۔	۶ر ۹ پائی
کلیات ترات۔ مجموعہ جسمین چند کتاب ہین ۱۔ دیوان۔ ۲۔ مثنوی عاشق صنم ۳۔ ٹھمریان۔ ۴۔ شجرہ قادریہ	۱۱ر ۳ پائی
کلیات ناسخ۔ طبعزاد سخنور نامی شیخ امام بخش ناسخ معاصر آتش لکھنوی۔	۱۲ر ۹ پائی
کلیات تسلیم۔ جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہی۔ نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی۔	۱۴ ر
کلیات میر تقی۔ استاد مستند مسلم الثبوت کا	یہ
کلیات ظفر۔ کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین۔ ۱۔ جلد اول ودوم یکجائی۔ جلد سوم وچارم یکجائی۔	عہ ۴ر
ایضاً۔ کاغذ سفید گندہ۔	۱۵ ر

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

دیوان امیر

معروف بہ اسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں [illegible] طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم و اقبالہم مشتمل بر مناظرۂ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہِ قلم
دائرے طبل کی صورت ہین الف شکلِ علم

ہین جو یہ عرصۂ کاغذ پہ حروف و حرکات
یہی لشکر ہی یہی فوج یہی خیل و خدم

ہی فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہی ندیم
وزرا مرتبۂ و دبدبۂ و جاہ و حشم

منتخب ہین جو مضامین تو معانی ہین لطیف
ہین وہی گنج و خزائن وہی دینار و درم

اہلِ دفتر نے ہی کی کھول کے بستونکو نشست
گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

کبھی منصب کبھی تقسیم مین دین جاگیرین
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
مژدہا تھا جو ادب کا وہ پکارا یہ ہم

رو برو خسرو جمجاہ فلک فر کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہِ عالم

ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل
مسندِ حکم ہوئی مطلعِ انوارِ قدم

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلائق کے برآئے مطلب
بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے ڈو دانش ووہم
بحث اک بات کی دونون مین پڑی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضر بزم
حاضرِ بزم ہوئے وہ تو ہوا یہ ایما
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہی فلک جاہ خرد مند زکی
نام ہی کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود وکرم وہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اُسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہی ناممکن
کیسے کیسے نہین گذرے ہین جہان مین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چارسو ہمت حاتم کا ہی آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے ہی بڑھکر کوئی
مین یہ کہتا ہون ہین سب سے مین ہون اپنے صادق

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہوئے لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اِک پرچہ ہوا پیش اُسدم
درِ دولت پہ ہی ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورتِ خطِّ توام
دیکھین کیا کہتے ہین خیج دو دونون ہین ہم ہو نگے حکم
کیون لڑے کیا سببِ جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانانِ زمانہ رؤسائے عالم
صاحب علم و ہنر معدنِ اخلاق وکرم
جسکے خدّام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہی وہ یکتائے زمانہ سرِ اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ مارا رہِ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگان عربستان وصنادید عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہی علم
حکم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرت جم
شش جہت پر ہی عیان سب ہے جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب لِسنے ہم
ہین دلائل جو ہون گوشِ شنوا گوش اصم

کچھ یہ سُنتا نہین اِنکار پہ باندھے ہی کمر
ہو گیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اُسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدلِ رسولؐ
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چُپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
ہنس کے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ ہی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خُدا
بیش از ین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا فیح
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہی حد
اِتنے سائل تھے قبیلے مین بنی طے کے کہان
روز پاتے ہین زرِ گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحبِ زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اُسکا
سُنکے اس بات کو دانش کی ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سایل
میرے ممدوح کی جرأت تھی بھلا اُسمین کہان

گفتگو سے طرفین آپ سُنین ہو کے بہم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لاہو کہ نعم
نام کسریٰ کا ہی انصاف و عدالت مین علم
چاہ بے آب بھی پاتا ہی کہین رتبۂ یم
عدل کسریٰ مین ضلالت کے طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی پئے جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اُسمین جتنے ہون میسر اُسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہی خلائق کا زہے جود و کرم
جمع اُسکی درِ دولت پہ ہی سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہی کہ ہین اِسکے گدا تک حاتم
نطق ہو بند تو منھ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائلِ جرأتِ رستم ہی عرب تا بعجم
ہین ابھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہی یہ فردوسیِ اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنا یا رستم
رعب سے اُسکے صفین ہوتی ہین درہم برہم

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
اُسپہ پڑجائے صفِ فوجِ عدو مین بھاگڑ
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکرِ نبرد
جامِ جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سُنکے دانش نے کہا خوب کہان تجکو تمیز
فرض کردم کہ مُہیا ہون سب اسبابِ نشاط
آپ ہی ہین جو نہو اُسکو ہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگون ہین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشکِ چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت وحسین ماہ جبین پیشِ نظر
کبک وطاؤس کی رفتار تو چلتے کی کمر
رقص وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤس فلک
جامِ جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان
طرح ہین وضع مین ترصیع مین ایجادون مین
نہ چلی وہم کی اسمین بھی تو بولا مجبور
حکم نادر کا فلاطون کی ہے حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم ہین ہی
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین بیجرم
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغِ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سرِ میدان جو ڈکارے صفتِ ضیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کسنے آراستہ کی بزمِ طرب صورتِ جم
جس سے تھا پیشِ نظر آئینہ حالِ عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نُقل و می و اصوات و نغم
لذتِ سامعہ و ذائقہ و قوتِ شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شیم
زیورون مین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف رسا آئنے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالانِ حرم
کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ مزامیر و نغم
راز کونین سے آگاہ یہان دل ہر دم
متاخرین سراسر قدما سے اقدم
خیر قائل ہون پہ ہی فارقِ انوار و ظلم
فرق انکا بھی سُنون کون سوا کون ہے کم
لائقِ مدح ہے ممدوح وہ ہین قابلِ ذم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
شعر مردہ و دشتی عشتم ہے یہان خاکِ قدم
اگر دنین سیکڑون احسان سے اسکے ہین خم

اور حکمت مین فلاطون کا ہی کیا ذکر کہ وہ
بیٹھکر خم مین ہُوا راہی اقلیم عدم

یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب
پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہوا اعظم

طرفہ حکمت کہ نبی کا بھی وہ قایل ہوا
دل صفا سے ہی یہان مطلع انوار قدم

کفر و ایمان مین بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز
وہ اگر ہیمۂ دوزخ تو یہ ہی ہمسر ارم

جب سُنے ایسے براہین یہ ہُوا وہم کا حال
خم کیا سر کو لیے دوڑ کے دانش کے قدم

چشم الطاف سے دانش نے بھی کی اُسپہ نظر
بہر تفہیم کہا سُن کہ تو ہی نیک شیم

یہ تو تھے تیرے سوالات کے اے وہم جواب
وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم

علم مین حلم مین الطاف مین دانائی مین
ایک ہی فرد ہی یکتا ہی وہ فخر عالم

ہر سحر مشغلہ فریادرسی دادرسی
میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم

جلنے جس شہر سے آتے ہین مسافر یہان
کیمیا کرتی ہی اُنکو نظر فیض شیم

اِس جگہہ چاہیے موزون ہون کئی مطلع صاف
گھر مین بیٹون کے لگین آئنے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہی زر ریز عجب فیض قدم
نقش پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم

در دولت کی وہ عظمت ہی کہ جس سے ہر دم
لو لگائے ہوئے ہی لام ہو یا واو قسم

تنگدل وہ ہی عدو نام جو اُسکا ہو رقم
ساحت لوح یہ سمجھے کہ ہو میدان قلم

چشمۂ فیض سے اُسکے جو شجر ہون سیراب
عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم

دلمین وہ سخت دلون کے بھی جگہہ کرتا ہی
سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم

ہی تواضع کا نتیجہ کہ ہی سب پر غالب
کسر نفس اُسکو نہ کس طرح کرے فخر سے ضم

عفو ایسا کہ خطاکار سے بھی ہی اغماض
صاف پی جائے جو کھائے کوئی جھوٹی بھی قسم

زائر در جو رہ شوق مین ہوتے ہین رواں
حسرت آنکھون کو یہ ہوتی ہی ہوے ہم نہ قدم

بینی دولت والا نے یہ پامال کیا
کہین ڈھونڈھے نہین ملتا ہی نشان سر گم

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا سر میم — درمیان مین جو نہوتا قدم راے کرم

وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا — ق — کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہِ عدم

صور سے کہدے تو وہ بھول بجلیان نبجائے — کہ بھٹکتا ہی پھرے اُسمین سرافیل کا دم

فیض سے اُسکے وہ کرتے ہین دوشالے تقسیم — کملیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین موے غنم

قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اُسکا ہی — آنکھ دکھلائے جسے اُسکا ہو دم عین عدم

صرصرِ قہر چلے اُسکی تو ہستی کیسی — چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت خیم

سود خورہ ہی عدو کیون نہ زمین پر لوٹے — ق — عدمِ ہضم غذا ہی سببِ دردِ شکم

عہد مین اُسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہی سزا — کہ ستم ہی حق معشوق مین عاشق پہ ستم

اثر اُلٹا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون — پڑھکے لیلی جو کرے سورۂ جن قیس پہ دم

بُت پرستی کا مٹا عہد مین اُسکے یہ رواج — قابلِ حد ہوے اطفال بھی کھیلے جو صنم

بسکہ پابند شریعت ہی وہ مقبولِ خدا — اسقدر کی ہی شریعت کی بنا مستحکم

کہ کسی راہ سے چلنے مین کسی رہرو کا — سرحد شرع سے باہر نہین پڑتا ہی قدم

آپ عابد ہی وہ کرتا ہی نصیحت سبکو — غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم

تمسے ہوتی ہین شب و روز نمازین جو قضا — دیکھو ماتم مین اُنھین کے ہی سیہ پوش حرم

اُٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین — ق — بند دروازۂ بتخانہ ہی وا باب حرم

ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے — سجدہ گاہ ہین وہ بناتے جو بگڑتے بھی صنم

تن پہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہی فروغ — خود ہی مشعلۂ طور زرہ رخشت حرم

ہی سپر پشت مبارک پہ کہ حمزہ کی سپر — ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دودم

حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ — ق — باندھکے چست کمر کھینچ کے شمشیر دودم

کسبت کشتو نکا نہ طیار بھی ہونے پائے — ہو چکی تیغ و قضا مین برضا بیع سلم

تھا سپہ رو جو عدو اُسکو کیا خون مین تر — کیا تماشا ہی کہ اسود کو بنایا ارقم

نثر مین نظم مین سب طرح کی رنگینی ہی ‏ ق ‏ ہی ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم
کیون نہ عالی سخن اُسکا ہو کہ ہو استعداد ‏ بیت محکم ہی وہی جسکی بنا ہو محکم
یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ ‏ واہ کیا نظم ہی جسکا ہی ثنا خوان عالم
تاج کہتا ہی کہ ہی تاج سکندر کیا مال ‏ تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان سے مین کم
تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوی چتر ‏ سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہی قول علم
اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھولون ‏ فیل کا عزم سر چرخ پہ رکھدون مین قدم
تیغ کہتی ہی کہ مجھسے دلِ مریخ ہی آب ‏ نیزہ کہتا ہی کہ مجھسے سر بہرام ہی خم
مدح ممدوح بہت تجھسے ہی دشوار امیر ‏ آتشین ہی یہ رہِ سخت تو چوبین ہی قلم
روک لے رہوار طبیعت کی عنان ‏ کر دعا حق سے کہ ای خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اُسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدا سے دژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

تا کجا گو تہی ای دست ہوس کر چھوٹ ‏ پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے اُلٹ
جیتنا ہو جو سوارانِ سخن سے میدان ‏ پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ
یہی گو ہی یہی میدان یہی معنی یہی لفظ ‏ اپنی اپنی ہی دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ
پی چکے گو کہ دُرد صاف سخن کو مے نوش ‏ رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ
خم ہین میخانے مین ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مُہر ‏ کھول مُنھ بھر کے صراحی کو لے پیجا غٹ غٹ
وہ قصیدے جو سُنے مُصحفی و انشا کے ‏ واقعی سکۂ رائج ہین ولیکن سلپٹ
سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ ناما نوس ‏ کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اُنکی اُچٹ
ذائقہ ہی تو فقط گرمی و بیباکی کا ‏ پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ چل دور ہو ہٹ
ہمت فکر نے باندھی جو کمر بہر جواب ‏ اوّل اوّل تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا	کر لیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ
وشنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح	وہ مُے صاف نہین نام کو جسمین تلچھٹ

مطلع

شب وہ شنبہ جو لی خواب مین مین نے کروٹ	آئی اک حور لقا پاس اولٹ کر گھونگھٹ
کچھ عجب فتنہ کہ اُسکی جو نظر جائے پلٹ	ساتھ ہی چرخ پھرے لے یہ زمانہ کروٹ
شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت	شوخ عیّار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ
رحم دکھلائے جو مُنھ دور سے پھر جائے نگاہ	شرم آجائے تو آنکھین کہین چل دور ہو ہٹ
گر پڑے جان پہ زیور کی چمک سے بجلی	کھینچ لے دل کو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ
وہ نگاہین غضب آلود وہ مژگان کی صفین	لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھونگھٹ
لے کے انجم کا جو لشکر اُتر آئے مریخ	کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ
پختہ کار اُسکو جو دیکھین طمع خام کرین	ثمر پیش رس حسن مین وہ گدرا ہسٹ
طرفہ چہرے کی لطافت وہ سُنہری رنگت	دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ
آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر حد سے بڑھے	توسن ناز کو پوئی سے وہ پھینکے سرپٹ
مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ	بے چھوے گاہ لجالو کی طرح جائے سمٹ
پتلیان آنکھونکی در پردہ اشارون سے کہین	ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہان کا گھونگھٹ
مانگ لے مانگ دکھا کر کبھی عشاق کے دل	باندھ لے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ
رخ و گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو	مقبرے ہو گئے تعمیر بھرے سب مرگھٹ
فتنۂ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ	لا جھپٹنے مین اسے دیر نہ کر دوڑ جھپٹ
طاق کاکل وہ بھنکیتی مین کہ سر کی کوئی چوٹ	روک لے مڑ کے تو وہ جھک کے لگائے پالٹ
ہاتھ چھو جائے جو گیسو کو تو کھائے یون پیچ	جسطرح کاٹ کے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ
دیکھکر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان	پہلوان دو وہین کہ کشتی مین ہوے ہین غٹاپٹ

جلوہ گر مردم چشم وصفِ مژگان سے یہ صاف
پھیر کر آنکھ کہے آنکھین مین نرگس کی پھٹی
چوری چوری چمنِ رُخ مین جو آجائے نگاہ
وصف لکھے لبِ شیرین کا جو کوئی کاتب
بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ کہے رنگین نازک
آرزو مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
استخوان تن مین نہین لیک یہ ہوتا تھا گمان
کس طرح ہو نہ گلا کیفیِ حُسن سے مست
سینۂ آئینہ شفاف شکم چشمۂ حُسن
شورِ خلخال سنائے جو روان ہو دو گام
غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان
شوق دل نے یہ کہا مست ہی یہ سروِ سہی
ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی
چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
ہنسکے ظاہر مین کہا واہ رہی ٹھنڈی گرمی
چُپ رہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہی کیسا ہی مزاج
مین وہ ہون جسکی ہوس مین ہین ہزارون نامی
زہرہ بالا سے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
مُرغِ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
ذوق وصلت مین ہوے گور کنارے کتنے

حور بیٹھی ہی درِ غلد پہ کھولے ہوئے پٹ
دہن تنگ نہ دے مُنھ کہ ہی غنچہ مُنھ پھٹ
زلف مشکین کی رسن باندھلے مشکین جھٹ پٹ
صفحہ سے صفحہ عذوبت کے سبب جائے چمٹ
غنچے لین انگلیو نکی کیون نہ بلائین چٹ چٹ
کہین جوشن کیطرح جاؤن مین بازو سے لپٹ
گُلِ مخمل کی طرح تن مین غضب نرماہٹ
بی ہی نشے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ
موج دریا سے لطافت شکمِ صاف کی بٹ
مُردے اُٹھ بیٹھین تہِ خاک یہ ہو گھبراہٹ
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ
عشق پیچے کی طرح جائیے مستی مین لپٹ
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ
تازیانے سے نہین کم وہ پڑے تیغ جو پٹ
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ
تھی ملاقات کہان کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ
حلق مریخ کو پھانسی ہی مری زلف کی لٹ
خال وہ زاغ سیہ ہی کہ کلیجے کیے چٹ
شوق دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ اُلٹ

ہند سے روم تلک جتنے کہ ہین شہزادے
صبح تا شام ہوا اُنکا مرے در پہ جمگھٹ

پانون کتنون کے گھسے مثل سبو سر پھوڑے
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ

ناطقہ خانۂ دولت ہی مرا نام صفت
مین مکین ہون تو مکان جائے زر و سیم سے پٹ

ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
ہو گران تجھکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ

وصف تو کرتا ہی جسکا مین اُسی کی ہون صفت
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اُلٹ

راے انور سے اُسی کے مری آنکھون مین ہی نور
خلق اُسکا مرے گیسو مین ہی خوشبو کی لپٹ

صف مژگان سے عیان پنجۂ پر زور کی شکل
عزم اُسکا مری شاہین نگہ کی ہی جھپٹ

اُسکی جورہ استی طبع وہی قد میرا
دامن فیض کا لٹکا وُ مری زلف کی لٹ

مصحف رُخ کو جو دیکھو تو نمایان وُہی شان
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اُسی کی چوکھٹ

کون وہ کلب علیخان بہادر جمجاہ
دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رپٹ

مطلع

حاکم مُطلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپٹ
کرلیا سارے گلستان کا علاقہ کو رٹ

کیا شگفتہ ہی بہار چمن نزہت طبع
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا اکرکٹ

بزم مین زمزمۂ حُسن ہی یا نغمۂ عشق
اُنھین لوگون کا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ

شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سُنا کرتا ہی
لن ترانی کا ترانہ اَرِنی کی ترو رٹ

طرفہ محفل کہ سپے رقص یہان آتا ہی
سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنھیا کا مُکٹ

واہ کیا قصر حکومت ہی رفیع اور وسیع
جسکے دروازے کے ہین جرأت و ہمت دو پٹ

فیض مقدم سے تونگر فقرا ہوتے ہین
بخت خفتہ کو جگاتی ہی قدم کی آہٹ

شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
کعبہ ان چار مصلّون سے ہی اُسکی چوکھٹ

جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
بڑھکے کوثر چہ زمزم ہو اگر جائے سمٹ

وہ بخشش اُسکے در کا ہی خم حیدر ان مدقی
کھو نیسان سے کہ بجز ان کا لکھ لے پو مٹ

کسقدر نام ہی شیرین جو زبان پر آجائے
مُنھ مین بیمار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

رزم مین لیتا ہی بندوق کا توتلاہی نام — بزم مین طوطیِ مینا کو اُسی کی ہو رٹ

اِسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی — دل کی اِس حرزیمانی سے گئی گھبراہٹ

عدل وہ ہی کہ زمانے مین نہین ہوے فساد — ہو تہتک جو چھپکیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ

درِ دولت ہی عجب فیض کی چوپڑ کہ جہان — کبھی پڑتا نہین پانسا کسی تقدیر کا پٹ

آگے ہمت کے ہی یہ دولتِ دنیا کیا مال — لعل و گوہر کو سمجھتا ہی وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجہ و بازو مین خدا نے طاقت — امتحان چاہے اگر کوئی توڑے کوہ اُلٹ

گھور ستم سے کہ کیا جان کے مُنھ چڑھتا ہی — یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

نگہِ قہر کرے سنگدلون کو چو رنگ — یہ وہ شمشیر نہین جاے جو پتھر پہ اُچٹ

کب عدو کو ہی چہ پستی قسمت سے نجات — آنکھین دولاب مین سر اُسکا ہی چکر سے رہٹ

برق جاکر جو جلاتی ہی عدو کے خرمن — بولتا ہی وہین اُس تیغ سے رعد آکے رپٹ

زشت کیا دشمن کافر ہی کہ ہے اُسکی جگہ — زیست مین خانۂ زندان پس مُردن مرگھٹ

اس جگہ سے مین کرون ہو کے مخاطب تعریف — چاہیے شاہدِ معنی کی بدل دون کروٹ

غائبانہ ہی اگر نصف خطابی بھی ہو نصف — ایک دروازے کی خاطر مین مناسب دو پٹ

مطلع

ہین ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ — ملکے یہ چار کڑی ایک بنی ہی چوکھٹ

تب دنی اِس سے ترے خاک قدم کی اکسیر — چرخ نے ماہ کو شق کرکے کیا جب سمپٹ

کیا ترے قہر کا وادی ہی تماشے کی جگہ — پیچ کھاتے ہین بگولے کہ کلا کرتے ہین نٹ

ہر کہاری ہی ہوادار کی صورت مین پری — تختِ جم لے کے یہ پریونکا چلا ہی جمگھٹ

زیر فرمان رہے ہر دم جو کہے تو وہ کہے — زالِ دنیا کو مناسب نہین اب تریاہٹ

حق تو یہ ہی کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا — مال جو غیر کے قبضے مین ہی وہ ہو تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اُسنے خزانہ پایا — خط لکھا جسکو اُسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ

حکم تنگیِ دہنِ تنگ سے جائے جو نکل — سارا آفاق ہو ذرّہ یہ زمین جائے سمٹ

وسعتِ طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ

عاجزون کو جو ملے عدل سے تیرے قوت
شیر کو دُنبے لگائے شکمِ گاؤ کی بٹ

سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
کر دیا کیا تری چٹکی نے کسل کر سلپٹ

تار ہی اُسپہ تری رائے منور کا چراغ
بنکے چوبِ شجرِ طور سے آئی ڈیوٹ

سب رئیسون سے ریاست ہی تری بالاتر
معتبر ایسے جو اخبار مین اخبار گزٹ

حُسن وہ جائے اگر قاف مین کھنچکر تصویر
جتنی پریان ہین وہ لین تیری بلائین چٹ چٹ

چین آتا نہین جبتک کہ عروسِ دولت
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اُٹھا کر گھونگھٹ

کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہی حُسن شباب
کیا مزہ دیتا ہی میوے مین جو ہو گدراہٹ

تجکو ساقی سے مے صاف ملی روز ازل
آ گئے خسرو و جمشید تو پائی تلچھٹ

تھام رکھین نہ اگر تیری امانت کے ستون
ہو ابھی صحنِ فلک گر کے زمین پر چوپٹ

ہین پھکیتی مین چھٹے یہ ترے ارض و سما
سر کی چوٹ انسے نہ رکتی ہی نہ اُنسے پالٹ

خُلق سے کیون نہ معطر ہو زمانے کا دماغ
مشک نافے سے سوا اسمین ہی خوشبو کی لپٹ

علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ

ہی یہان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
اہلِ منطق سے کہو لائے کہان کا جھنجھٹ

تجسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہما سے کھوسٹ

فیل گردون کرے دونون کو مسلکر پامال
سیار سینگی اُسے دے لا کے جو گیدڑ پاکھٹ

کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
خوف ہنگامِ سخن ہی کہ کہین جائے نہ کٹ

آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
جسطرح بیٹھ رہے جام مین مے کے تلچھٹ

پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہی ٹھیک
برجِ آبی مین ستارون نے کیا ہی جمگھٹ

کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
روحین پیاسونکی ہوئین جمع سمجھکر پنگھٹ

ایک دم مین صفِ اعدا کو کیا دو ٹکڑے
سیکڑون بار چلی پر نہ پڑی یہ کبھی پٹ

حصن تن کے لیے ہی چال قیامت اِسکی
ایک ٹھوکر مین ہی یہ قلعۂ نُہ در چوپٹ

پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہی جو دم
ملک الموت سے کہتی ہی کہ بول آکے رپٹ

جسکو تا کے وہ کبھی جان نہ چھوڑے اُسکی
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کہے دور ہو ہٹ

وصفِ رہوار سبکرو کا کرے کیا کوئی
چال دُلدل کی تو ہی رخش کی صورت جیوٹ

شبِ مہتاب سے کم منھ پہ نہین اندھیاری
بلکہ زیبا ہی اگر کہیے دولھن کا گھونگھٹ

دامنِ شاہدِ کنعان ہی ہر اک دامنِ زین
سر پہ کلگی کہ کنہیا کا ہی یہ مور مکٹ

شرق سے غرب مین پھر غرب سے آئے سوے شرق
دم مین سو بار جو راکب سے پھینکے سرپٹ

وقتِ رفتار کبھی رہروِ خفتہ کی طرح
ہو نہ راکب کو خبر راہِ سفر جائے کٹ

ورقِ گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو اُلٹ اور پلٹ

ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم برہم
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غٹ پٹ

فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
آندھی آجا کے سیہ جائے فلک گرد مین اَٹ

دم رفتار اُسے خضر بھی دیکھین تو کہین
دستِ صرصر سے گیا پردۂ ظلمات سمٹ

زور ساز ور ہی کچھ پائون مین اُسکے جو پڑے
عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ

کمرِ کوہ سے کیونکر ہو تحمل اِسکا
پائون رکھدے یہ اگر گاو زمین لے کروٹ

ہی کشادہ دہن اِسکا کہ درِ باغِ ارم
دونون دندان ہین کہ موتی کے ہین گویا دوپٹ

اس جسامت پہ کہ ہی صورتِ اندیشہ جسیم
چشمِ سوزن سے نکلجائے اگر جائے سمٹ

لیلۃ القدر رکھا اب نام قصیدے کا امیر
کہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ

ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
سجدہ گہ سارے زمانے کی رہے یہ چوکھٹ

حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان
درِ دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفسِ چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون تلے جائین بڑے لطف سے کٹ

قصیدہ ۵

قصیدہ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان — بڑھ کے رضوان سے ہوا ان روزون داغ باغبان
ہر طرف گلہاے رنگارنگ گلشن مین کھلے — جیسے صبحِ عید یکجا ہون حسینانِ جہان
خم نہین شاخین درختون کی ہوا سے خاک پر — کر رہے ہین سجدۂ شکرِ خداے انس و جان
قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار — جی اُٹھے جو ہو گئے تھے مُردہ والم قتِ خزان
جھوم کر آیا ہی ابرِ کوہساری باغ مین — رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہو کر شادمان
لالہ کہتا ہی کہان موسیٰ ہین آ کر دیکھ لین — صاف جلوہ ہی چراغِ طور کا مجھسے عیان
جھومنا مستون کی صورت ہی درختون کا بجا — نکہتِ گل مین بھی ہی کیفِ شرابِ ارغوان
لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست — نرگسِ شہلا نے رکھی میفروشی کی دُکان
داربستِ تاک مین خوشے نظر آنے لگے — جس طرح جھرمٹ ستارون کا فرازِ آسمان
سیر غنچہ کیون نہ بیحد ہو زرِ گل بیشمار — رکھتی ہی اکسیر کی بوٹی بہارِ بوستان
ہر روش پر بیٹھی ہی بزاز بنکر خُرمی — جس طرف دیکھو کھلی ہی سبز مخمل کی دُکان
فیضِ شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس — بر مین ہی مردم گیا کے جامۂ آبِ روان
نو عروسانِ چمن کو ہی جواہر کا جو شوق — بیچنے فیروزہ آیا ہی چمن مین آسمان
یون ہی جنبش مین ہوا سے ہر نہالِ سایہ دار — ہو خرامان جس طرح کوئی حسین دامن کشان
ہی مبارک فال کوئی ہونیوالی ہی خوشی — ہر چراغ لالہ جوشِ رنگ سے ہی گلفشان
جان پھولونمین پڑی زندہ ہوئی خاکِ چمن — ہی دمِ جان بخشِ عیسیٰ یا نسیمِ بوستان
قمریون کا قول ہی ہم ہین طیورِ باغِ خلد — سرو کہتا ہی کہ مین ہون طوبیٰ باغِ جنان
صحنِ گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ — مرغِ بو کا آشیان ہی شاخِ گلبن پر کہان
ہی بلندی و درازی اسقدر ہر شاخ مین — ہی محیطِ مشرق و مغرب برنگِ کہکشان

پاے گرسورج نمکی کے سایہ مین تھوڑی جگہ
بھول جائے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی
چادرِ مہتاب ہی فرشِ فضاے بوستان

سیر کو جو آئے اُسکا ناف آہو ہو مشام
گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہی
خواب مین کرتا ہی سبزہ سیر گلزارِ جنان

ہی تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار
نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چھوتے ہین سنان

جس طرف دیکھو زرِ گل باغ مین انبار ہی
شکل فوّارہ اُگلتی ہی زمین گنج نہان

غنچہ وسوسن سے کیا ہو شکر احسانِ بہار
وہ زبانِ بیدہن ہی یہ دہانِ بیزبان

اسقدر جوشِ طراوت ہی عجب کیا ہی اگر
یاسمین پیدا کرین گر گرکر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کے عوض نکلین گل و یاقوت لعل
نشترِ فساد اگر کھولے رگِ سنگِ گران

ہی عجب فیض ہوا ہیکان کے غنچے کھل گئے
تر ہی چوب خشک ناوک بارورِ شاخِ کمان

مصر کا بازار کہیے باغ کے بازار کو
گل ہی یوسف گرد اُسکے بلبلون کا کاروان

ق

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین
عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رایگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب
اُن مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر سو عیان

آئنہ خانہ ہی گلشن آئنہ ہی برگ برگ
جلوہ گر ہی ہر طرف رنگِ بہار بیخزان

گرچہ صحنِ باغ مین ہر سال آتی ہی بہار
اور آتا ہی نظر رنگ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہو مسند نشین
سروِ گلزار ریاست صاحبِ بخت و جوان

منبع جود و سخاوت معدن لطف و کرم
ماہ اوج چرخ قدرت مہر اوجِ کن فکان

انتخاب صنع حق عالی نسب والا حسب
روح جسم انس و جان فخر زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہی سبکے نگین دل پہ نقش
نامور کلب علیخان بہادر نوجوان

اُسکے وصف پاک کا دل نے ارادہ جب کیا
بے تکلف آگیا مطلع یہ بالاے زبان

مطلع ثانی

مطلع ثانی

شمس جہت میں ہی جو یہ خورشید یکتاے جہان ۔ گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب ۔ حبذا وہ سر جو ہو صرف سجود آستان
ای خوشا وہ سرزمین جائین جدھر اُسکے قدم ۔ ای خوشا کشور پھرے جسکی طرف اُسکی عنان
مرحبا اُسکو جو صبح و شام ہو اُسکا مطیع ۔ آفرین اُسکو جو روز و شب ہو اُسکا مدح خوان
ہو وہی دل جسمین ہو اُسکی محبت کا مقام ۔ ہو وہی سینہ ہو جسمین اُسکی اُلفت کا مکان
رستمی مین رشک رستم زور مین افراسیاب ۔ ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
طفل مکتب ہو ارسطو وہ جہان کے درس علم ۔ روبرو اُسکے فلاطون عامی کج مج زبان
شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو ۔ شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہی کہان
فی الحقیقۃ ختم ہی اُسپر رعایا پروری ۔ واقعی ایسا شریفون کا کہان ہی قدردان
دستگیری کی ضعیفون کی قوی بازو ہوے ۔ حق یہ ہو محنت نہین جاتی کسی کی رایگان
شہرۂ بخشش سے خلقت ہی در دولت پہ جمع ۔ جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان
آکے اُسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر ۔ ڈھونڈھتے تھے موسم طفلی سے جو بخت جوان
قلب روشن ہی وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس ۔ صاف آتے ہین نظر اشکال اسرار نہان
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ ۔ سب ہین خالی در پہ اُسکے جمع ہی سارا جہان
دامن لطف و کرم جبتک نہ تھا اُسکا دراز ۔ تھا سفینہ آرزوے خلق کا بے بادبان
خاک کو اُسکی نگاہ مہر کردیتی ہی زر ۔ جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان
عہد نصفت مہد مین سرکش نظر آتے نہین ۔ خوف کے مارے ہو آتش سنگ آہن مین نہان
جسطرف چاہے اِسے پھیرے اُسے ہو اختیار ۔ ابلق ایام کی ہی دست قدرت مین عنان
زور بازوے توانا سے کبادہ ہوگئی ۔ پہلوانون سے نہ کھنچ سکتی تھی جو مطلق کمان
ہمت عالی سے ہین فیلہاے عالم مطمئن ۔ ہی عصا سے پیر نیزۂ طفل شمشیر جوان

ذکر خط کیا خط پیشانی کو پڑھ لیں کم سواد
بھر کحل چشم لیجائیں جو خاک آستان

کیا ہی شمع راے روشن کی تجلی میں کلام
جب زبانہ بھی نہ شمع طور کا ہو ہمزبان

بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہیں
ہی نصیب خلق گلگشت بہار بیخزان

ہو جسے جس چیز کی خواہش ملے اِس بزم میں
ڈھونڈھے گر عاشق تو یان معشوق کا ملے دہان

حکم ہی عالی دماغی کا شبستان میں یہی
نکہت گل بن کے نکلے شمع محفل کا دھوان

ہی رواج شرع ایسا عہد نصفت مہد میں
پوست کھینچا جائے می کھینچے اگر پیر مغان

دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط مطرب نہیں
خشک یہ باجے ہیں تن میں پوست ہی یا استخوان

بتکدے تھے جس جگہ اُسجا بنی ہیں مسجدیں
جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہیں ہی اب اذان

قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اُٹھ گئی
خار ہیں جزو تن ماہی بجاے استخوان

صرف گر اُسکے تصدق میں نہو ہنگام صبح
پھر گل خورشید میں ہی کون شاخ زعفران

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر میں
ہی بہار اُسکی عنایت قہر ہی اُسکا خزان

اور اِک مطلع سناؤں جسکا مضمون ہی صحیح
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہی یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیوں نہو دور جہان
تابع حکم معلی ہیں زمین و آسمان

آستان تیرا ہی اے عالی مکان وہ آستان
بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہی فرق فرقدان

کاتب قدرت نے تب تیرا خط ہستی لکھا
دے لیے انجم کے نقطے جب براے امتحان

کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہیں ایسی شبیہ
گو کہ تصویریں ہزاروں ہیں مرقع ہی جہان

آنکھیں نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
یہ وہ گلشن ہی کہ خود جسکا خدا ہی باغبان

دیدۂ حق بین ملے ہیں تجکو گوش حق شنو
دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان

وصف رخ روشن بیانوں سے بھی ہو سکتا نہیں
شمع کی صورت فقط کہنے کو رکھتے ہیں زبان

دونوں رخسار دنکی لکھیں ہم جو کاغذ پر صفت
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے
جھک گئی ہی تیغ پُر خم تیری شکلِ کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جسنے سعادت کی حصول
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران

چاہتا ہی غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
نطق ہو سکتا نہین جب پھول جاتی ہی زبان

کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
گل گریزان مثل بو ہر سرو ہی سرو روان

ساعدِ سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
یہ سراپا مغز ہی اور وہ سراپا استخوان

مہر و مہ کو ہی قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
سر جھکاتے ہین زمین پر پانُون پڑتا ہی جہان

حُسن مین تجسے سوا وہ ماہ کنعان کو کہین
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان

تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
خال لب اُسکا ہی خجلت کے سبب مہرِ دہان

کیا ہوا اگر تو زمین پر ہی فلک پر آفتاب
وہ سُبک پلہ ہی تیری حُسن صورت کا گران

کسقدر دریا تری دریادلی کا ہی وسیع
مثل نیلوفر نظر آتا ہی جس مین آسمان

کون عالم مین جمال پاک پر عاشق نہین
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقدِ جان

حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہی رونق پذیر
باغ کو آراستہ کرتا ہی جیسے باغبان

رزق تو نے اسقدر سب اہلِ عالم کو دیا
اُٹھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہر نان

تھی جو بہر رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کار فسان

ہو گئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
تھا غنیمت جن غریبون کو زمستان کا دھوان

کوئی عالی منزلت تجسا زمانے مین نہین
بہ چرخ ہفتم ہی ترا ایوان زحل ہی پاسبان

ہی عجب تیری مسیحائی کی مسجد جا نفزا
صبح اُٹھکر مرغ بسم اللہ دیتا ہی اذان

خلق پر تو مہربان ہی خلق تیری خیر خواہ
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہی درمیان

ق

جو ترا دشمن کہ کرتا ہی عداوت بیخرد
مثل شیطان ہی وہ مردودِ خداے انس و جان

کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ دانے کی طرح
پیس ڈالیگی اُسے خود آسیاے آسمان

شامتِ اعمال سے جلتا ہی نارِ قہر مین
تیرہ بختی اُسکی ہی اُسکو جہنم کا دھوان

کون ہی تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ / روح رستم مانگتی ہی آجتک جس سے امان
تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہی / جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعانِ جہان
چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم / ہی طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان
دشمنون کے سر گراتی ہی تری شمشیر یون / نخل سے جھڑتے ہین پتّے جیسے ہنگامِ خزان
رعشہ ہی مریخ کے تن مین رُخ خورشید زرد / رنگ دہشت سے بدلتا ہی وہ تُرکِ آسمان
حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آواز تیغ / صور اسرافیل اور آکر ملائے ہان مین ہان
کِسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چک نجائے / جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان
تیر چھوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام / ہی درِ ملکِ عدم گویا کہ کھنچنے مین کمان
جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے / ہی دمِ ہیجا زبانِ اژدرِ آتش فشان
تیزیِ اسپ سبکرو آئے کیونکر عقل مین / تنگ ہی ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان
ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرصر قدم / تازیانے سے نہین کم اسکو تحریکِ عنان
تا ہدف ہوپنچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر / دو کرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان
تا کجا طول سخن اب ہی مناسب اختصار / کس سے ہوسکتا ہی اوصافِ معلّی کا بیان
جبتلک روشن رہین افلاک پر خورشید و ماہ / جبتلک گردش کرے روے زمین و آسمان
جبتلک ہو سنگ سے پیدایش یاقوت و لعل / جبتلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان
مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سُرخرو / روے دشمن زرد یارب صورتِ بادِ خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ اے اہلِ تماشا کہ ہی ہنگام نظر / بزم عشرت مین ہوے جمع حسین رشکِ قمر
صرفِ آرایش زینت ہین حسینانِ جہان / بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور
بدھیان پھولون کی ہین زیب فزاے ہر دوش / دست و پا مین ہی حنا سرمہ ہی منظورِ نظر
کُرتیان ہین شکمِ صاف پہ اونچی اونچی / بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر مست مئے حُسن کہ سر سے سر دوش
شانہ ہوتا ہی طلب آئینہ آتا ہی حضور
شانہ و آئینہ ہین اسکے مصاحب دونون
آئینہ شانے سے کہتا ہی کہ سر چڑہو نہ بہت
دیکھ مجھکو کہ جگہہ گو کہ ہی زانو پہ مری
مرتبہ جو ہی مرا تجکو وہ حاصل ہی کہان
کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوی جو کرے
یمن ہی اہلِ جہان کو مرا نظارۂ رُخ
صافیِ قلب سے پایا ہی یہ رتبہ مین نے
آب و نان مجکو نہین ہی کسی مہمان سے عزیز
نہین یہ کہتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
مُجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کُھلتا ہی
بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے ابتک
مجلسِ خاص نبیؐ مین تھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر دل ہون عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کبھی یدم چھوٹا
اہلِ تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
بولتا ہی مری تائید سے طوطی اِسکا
خاکساری ہی اِن اوصاف پہ مجھ مین ایسی
ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

آرہا ڈھل کے دوپٹہ نہین اتنی بھی خبر
بنتے ہین گیسو و رُخ کرتے ہین جوبن پہ نظر
ایک سے ایک نے باندھی ہی رقابت پہ کمر
مُنھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
حیرتِ حسن سے مُہرے کی طرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر
خانہ بردوش ہون پر دلمین امیرون کے ہی گھر
روبرو صاحبِ انصاف کے جھوٹا ہو گُہر
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہی مجھے اللہ نے گھر
دشمن و دوست کے مُنھ پر ہی کشادہ مرا در
صاف کہدیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہی اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہی چراغ لحد اسکندر
ابتدا سے مرے طالع کا ہی روشن اختر
جتنے اصحابؓ تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی مین کہان ہی کوئی سُرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہین اور بجز خاکستر
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت / چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہلِ ہنر
بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین ترے دانت / دانت دینے لگین ایذا تو شکستہ بہتر
قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی / پیش جائے نہ تری ایک کرین زیر و زبر
پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام / خشک ہو شاخ تو اُس سے نہین اُمید ثمر
بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہی / جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر
کر کری تیزیِ دندان سے ہوئی اور تری / جسمین دندانے پڑین تیغ ہی وہ بے جوہر
کشمکش نے تری کانٹون مین گھسیٹا ہی مجھے / پہلوؤن مین ہین ترے خار اِدھر اور اُدھر
سو زبانین ہین ترے مُنھ مین تو حاصل کیا ہی / کنگ کی طرح سے خاموش ہی تو آٹھ پہر
اِس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو / کہ چڑھے لالہ رخانِ سمن اندام کے سر
کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے / ایسی ذلت سے تو ہی خاک مین مِلنا بہتر
صاف صاف اُسنے نے بڑھ کے کیا جب یہ کلام / غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر
کھُپ گیا شانہ ملامت کا فشانہ ہو کر / موے تن راست ہوے تیر کی صورت یکسر
ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سرِ دست / مُنھ بنا چاہیے عاقل کو تعلّی سے حذر
رُتبہ میرا تجھے معلوم نہین سُن مجھ سے / منحصر ہی صفتِ عقدہ کشائی مجھ پر
ہی حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے / کوچۂ زلف مین میری ہی جگہ آٹھ پہر
راتدن خندۂ شادی سے عیان میرے دانت / اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھ ہی تر
میری ہی شکل سے مقبولِ دلِ عالم ہی / پنجہ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر
کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر / اُسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین اربابِ نظر
ہی جو لبریز عسل شانۂ زنبورِ عسل / اس غدوبت کا سبب نام کا میرے ہی اثر
کی ہی تشدید نے پیدا جو شباہت میری / لفظ اللہ مین شامل ہی وہ کرخوب نظر
شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی / شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

صاحبِ ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
ہو نہ حاصل شرفِ پیروی پیغمبر

اسمین بھی لفظ ہی شانے کا زہے عز و شرف
جَل شانہ ہی جو توصیف خدائے اکبر

تو نمانے تو نہ مانے مجھے کیا پروا ہی
عیب مین جو ہی اُسے کب نظر آتا ہی ہُنر

سُوجھ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھ مین کتنے
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بد گوہر

سوجھتا خاک نہین کوردلی سے تجکو
سخت جان تیرہ درون اصل ہی تیری پتھر

موبرو اور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
صاف عالم کی دورنگی کا ہی تجھ مین بھی اثر

چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن مین سراب
دھو کے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر

خودنمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر

صاف بین ہی من الناس کہ شب کور ہی تو
شبِ تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہی نظر

نہ بچے پر نہ بچے شکل جو ہو ذہن نشین
نہ مٹے پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر

قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
تھے جوان دونون کے حامی اُنھین پہونچی یہ خبر

آئنے کا تو رُخِ صاف طرفدار ہوا
باندھی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر

لشکرِ روز تو زیرِ علم خسرو رُخ
فوج شب بادشہِ گیسوے پرچین کی سپر

اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتوِ مہر
اک طرف شام ہوئی ایک طرف نورِ سحر

سپہ سنبل و شبو طرفِ زلف سیاہ
لشکر لالہ و گل جانبِ روے انور

پیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر

بیچ مین پڑ کے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح ہی بہتر

حق مین دونون کے یہ اولیٰ ہی کہ پاس اُسکے چلو
صاحب حکم جو ہی مہر عدالت گستر

کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
منبعِ جود و سخا زیب دہِ علم و ہُنر

نقش پا تاج شرف مہر سر چرخ بلند
خاک پا سُرمۂ بینائی چشمِ اختر

فکر کی اسپ معلیٰ مین جو میرے دل نے
آ گیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حکم اُسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر	عود آتش مین سلامت رہے پانی مین شکر
جس چمن مین نہ ہوا اُسکی حفاظت کی چلے	شاخ ارّہ ہو درختون کے لیے برگ تبر
پرتوِ قہر سے اُسکے ہو زمین چشمۂ مہر	شعلۂ قہر سے اُسکے ہو فلک خاکستر
چرخ کہتے ہین جسے ہی درِ دولت کی زمین	عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کُرسی زر
کاہ فربہ اثرِ لطف سے ہو صورتِ کوہ	قہر سے کوہ پرِ کاہ کی صورت لاغر
دستِ ہمّت نے یہ تقسیم کیا مالِ جہان	لعل کہسار مین باقی ہی نہ دریا مین گہر
پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست	سرو قدر وز وغا ہی علمِ فتح و ظفر
ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ مُنھ موڑے	دل جو سہراب کا رکھتا ہی تو رستم کا جگر
صاحبِ علم جو ہین مدرسۂ عالم مین	سب وہ مشتق ہین فقط ذاتِ معلّٰی مصدر
وہ کرے حُکم تو فرمان قضا ہو جاری	دستخط اُسکے ہین طغراے منشورِ ظفر
ذرّہ صحراے عنایت کا ہی ربع مسکون	قطرہ دریاے لطافت کا ہی چرخِ اخضر
صاحبِ تخت جو رکھتا ہی جُدائی اُس سے	مثل طاؤس جدا سر سے ہی اُسکے افسر
ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اُسکی	بُت جو سنگِ درِ عالی سے تراشے آذر
بخشش عام کی توصیف ہی دریا دریا	ہمّتِ خاص کا آوازہ ہی کشور کشور
فیض کہتے ہین اُسے جس سے جو مانگا پایا	گل دیے اُسنے زمین کو تو فلک کو اختر
سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے	ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر
راے روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا	جرمِ خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در
لوگ کہتے ہین کہ ہی مہر کے پہلو مین ہلال	تیغ ہوتی ہی کسی روز اگر زیبِ کمر
دستِ ہمّت مرے ممدوح کے ہین دو چشمے	اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اُسکو کوثر
واہ جان بخش ہی کیا مجلسِ عالی کی ہوا	طرفِ صحنِ گلستان ہو اگر اُسکا گذر

گوش گل مین ابھی ہوجائے سماعت پیدا
دیدۂ نرگسِ شہلا کو ہو یارائے نظر

وہی حق بین ہی جسے اُس رُخِ روشن کی ہی دید
وہی حافظ ہی جسے مصحفِ رب ہی ازبر

بھول کر دے جو کوئی اُس دُرِ دندان سے مثال
لعل آسا رُخ گوہر ہو خوشی سے احمر

سایۂ قد مین ہی آرام سے سب خلق خدا
ہی علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر

اُسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
تابشِ برق کی جا ابر سے ہو بارشِ زر

شست سے تیر جو چھوٹے تو ہون نسرین شکار
سَرِ مرغ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر

اُسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائشِ خلق
کہ چمکتا ہی کہین رنگ عرض بے جوہر

ملک دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
قوتِ عقل سے کھینچی ہی سدِ اسکندر

تیغ ایما سے ہوا بند ہر ایک تیغ کا دم
تیر فرمان سے ہوے قطع ہر اک تیر کے پر

ہو شررِ مورِ آفت جو جلائے پلبہ
شمعِ روشن جو بجھائے ہو معاتب صرصر

حال احرام یہ ہی راے منور کے حضور
جیسے ذرات زمین عاشقِ مہرِ انور

بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
عمر مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر

تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برقِ اجل
قتلِ کفار کا جسمین ہی ازل سے جوہر

جنگ مین کرتی ہی یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
جس طرح چرخ پر انگشتِ پیمبر سے قمر

ہو جو اوجی تو کرے شیرِ فلک کو چورنگ
ہو جو نیچی تو کرے گاوِ زمین کا پیکر

اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہی یہ تیغ
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر

دو ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
چار حملون مین مُسخّر ہوے ساتون کشور

تیز وہ صورتِ خورشید ہی توسن کہ جسے
باختر سے ہی طریق دو قدم تا خاور

دامن زین نہین اٹھتے ہین ہوا سے دمِ سیر
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھولے شہپر

تیز تر ماہی دریا سے میانِ دریا
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر

آب نرمی مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش دیدۂ راکب اُسے چلنے مین عنان	تازیانہ دمِ رفتار اُسے تارِ نظر
بس امیرؔ آگے نہ بڑھ روک عنانِ خامہ	عذرِ تقصیر ہی لازم دمِ اظہارِ ہنر
پانؤن اِس راہ مین قاصر ہین سرِ عجز نگون	مدح ممدوح حقیقت مین نہین حد بشر
ہاتھ اُٹھا بھر دعا جلد کہ ہی وقت دعا	وا فرشتون نے کیے دیر سے ابوابِ اثر
جبتلک لالہ و گل سے ہی گلستان کی بہار	جبتلک چرخ پہ ہی جلوۂ خورشید و قمر

نخلِ امید مین یارب گلِ مقصد پھولین
مہرِ اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریر بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہدِ ماہ آسمان پہ جلوہ فروش	عزیزِ ہالہ پھرا گرد کھول کر آغوش
سوادِ شب مین نظر آئے اس طرح انجم	اُڑے ہون گرد مین جسطرح طفل بازی کوش
وہ چاندنی کہ ہوا قلزمِ ضیا موّاج	بسانِ رعشۂ اندام رند ساغر نوش
نہ شورِ مردمِ بازار تھا نہ بانگِ درا	کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبان خروش
جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر	برنگِ صورتِ دیبا پڑے ہوے خاموش
گلوے ناطقہ مین مرسلہ سکوت کا طوق	عذار سامعہ پنہان بزیر پردۂ گوش
نماز پڑھکے عشا کی جو مین نے خواب کیا	تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثل سروش
جگا رہا ہی مجھے کہ رہا ہی مجھسے یہ بات	شتاب اُٹھکے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش
ہوئی ہی آج مرتب وہ بزمِ اہلِ کمال	کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش
حکیم و شاعر و نثّار و عالم و فاضل	صفین درست ہین بیٹھے ہوئے ہین دوش بدوش
طلب سے تیری بھی جلدی ہی دیکھ سن چلکر	زہے رسائی تقدیر چشم و طالع و گوش
یہ مژدہ سُنکے مین خوش خوش اُٹھا روانہ ہوا	قبا عمامہ عبا کر کے زینتِ سر و دوش
ہوا جو داخلِ محفل عجب سمان دیکھا	درِ مکان تھا کہ کھولے ہوے تھی جو آغوش

عجیب فرش عجب روشنی عجب شب ماہ
ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہائے نور کا جوش

بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین
ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش

خداشناس خدارس اِدھر اُدھر کچھ لوگ
زبان پہ ذکر خدا دل مین معرفت کا جوش

جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحبِ علم
وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش

یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا مین رعب سے زرد
کہ سمجھے سب کوئی وارد ہی زعفرانی پوش

سلام کر کے ہوا مین شریک صف لیکن
ہوے حواس سراسیمہ صورتِ مدہوش

کمال مجکو پریشان و مضطرب پاکر
کہا یہ مجھسے مرے ہمنشین نے گوش بگوش

کہ ہی یہ صدر نشین پیر و مرشدِ عالم
زمین ہی تاج سرِ آسمان تہِ پاپوش

فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا
تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش

یہ راست چپ جو ہین بیٹھے ہوے ملک صورت
مُرید خاص ہین اسکے شراب عرفان نوش

یہ روبرو جو ہی صف انمین سب ہین اہلِ کمال
بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدۂ ہوش

یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی
یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش

یہ شیخ سعدی رح ہی جسنے کہ چشم روشن کو
کیا ہی نظم گلستان کی بیت مین حسن روش

منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت
غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش

طلب ہوے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہی
دُرِ سخن کسی کامل کا ہوگا زیورِ گوش

مُرید ایک ہی اس مقتدا کا خاص اخصاص
وہ مست بادۂ عرفان یہ پیر بادہ فروش

رہینہ تاجور شہر مصطفےٰ آباد
مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش

جناب کلب علیخان بہادرِ ذیجاہ
جو آنکھ اُسکی ہی حق بین تو گوش عذر نیوش

سحاب فیض غبارِ قدم ہی ہاتھ تو کیا
جو کوس فوج ظفر موج ہی وہ رعد خروش

صداے ضربتِ شمشیر وہ کہ سُنکے جسے
کھڑے ہون کان ہزبرون کے صورتِ خرگوش

بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین
طبق زمین کا ہی خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تر اُسکے فیض سے خندان — فلک پہ ماہ ہی ہالے سے اُسکے حلقہ بگوش
وہ نثر خدمتِ مرشد مین اُسنے بھیجی ہے — کہ بنیش اہل حسد کو ہی منصفون کو ہی نوش
نہین ہی دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین — بنین گے کان جواہر دم سماعت گوش
سُنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین — لگا کے تکیۂ دیوار مطمئن خاموش
جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا — لئے ہوے کئی اجزا ورق ورق گلپوش
بلا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان — پڑھی وہ نثر مقفیٰ کہ سب کے اُڑ گئے ہوش
نکل کے طفل مضامین زبانِ قاری سے — در آئے دیدۂ حساد مین مع پاپوش
زبان کا قصد کہ جائے فلک پہ شورِ ثنا — پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش
کہا کسی نے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ — جو سر سے سر تو لڑے جھومنے مین دوش سے دوش
اُچھالے دست زبان نے یہ اُسکے وصف مین پھول — زمین تو کیا قفس آسمان ہوا گل پوش
اُچھل پڑے گلِ مضمون تو یہ فردوسی — اُٹھایا لطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش
کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر — بیان کے نور سے کی شمع انوری خاموش
بکھرے ہوے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے — یہ رشک سے ہوے لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش
وہ فربہی نہ رہی سُنکے وہ سخن سرسبز — دوا ورم کی ہی جیسے گیاہ مرزنجوش
خفا پسند ظہوری خطا مقر طغرا — وحید فرط غلط شوکت انکسار فروش
کہان جلال جلالا و شان برخوردار — زبان گنگ تھی جویاے گوش عذر نیوش
قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان — کہ ہی سخن کے قلمرو مین ایک دست فروش
جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین — ثنا و مدح مین گویا کیے لب خاموش
ہوا خوشی مین جو دریاے مرحمت موّاج — منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش
جو پارچے کوئی پوچھے تو ایک سو اڑتیس — کہین قبول کے اعداد جنکو صاحب ہوش
زیادہ اسپہ کیا تحفۂ دعا مہر دست — دیا وہ حامل خط کو کہ جاے مثل سروش

جو نثر کا ہی مصنف اُسے کرے تفویض — کہ دولتِ ابدی پاے وہ نیاز فروغ
اُٹھا جو نامہ رسان بزم ہوگئی برخاست — یہ واقعہ ہی امیر اپنے شوق کا سرجوش
خداے پاک رسول کریم کا صدقہ — صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش
جہان ہمیشہ رہے اُسکی ذات سے روشن — چراغ دولتِ علیا کبھی نہ ہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سربکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتمل بر مضامین تعزیت

سپاہ اشک کی آنکھون نے کی ہی تیاری — کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری
ہجوم غم کا ہوا نیند ہوگئی پامال — وہ آئی آنکھون مین طالع مین تھی جو بیداری
نگاہ دل مین ہی یون صورت جہان سیاہ — کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری
زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہی — کہ جانتا ہی سبب فخر کا دل آزاری
پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے — کہے کہ نہر روان ہی جو اشک ہون جاری
عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا — یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہی جاری
ہر اک سوار ہی پا در رکاب عالم مین — سمند عمر مین کٹتی ہی تیز رفتاری
جو دن کو مرتے ہین ہر شام اُنکے ماتم مین — پہن کے آتی ہی شب جامۂ عزاداری
اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ — نہین ہی قلعۂ آہن یہ چار دیواری
بجا ہی گرم چھری جو ایسی موت کی ہی — کیا ہی منشیِ تقدیر نے قلم جاری
اُمید زال جہان سے عبث ہی اُلفت کی — یہ ہند جانتی ہی شیوۂ جگرخواری
اُٹھا ہی آب دمِ تیغ مرگ کا طوفان — جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری
اِدھر تو تیر اُدھر تن پہ تیغ پڑتی ہی — کہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری
اِدھر مکان بنا اُس طرف مزار کھدا — اِدھر لباس اُدھر ہی کفن کی تیاری

سحر ہوئی ہی کھلا ہی سرا کا دروازہ	مسافرون سے کہو کوچ کی ہی تیاری
وہ خوشخرام ہوے خاک جنکے ماتم مین	زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبک کہساری
وہ برق وش ہوے آزار کھینچکر معدوم	کہ جنکی خاک پہ روتا ہی ابر آذاری
لحد مین اُنپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا	کسیکی جن سے نہوتی تھی نازبرداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا	لحد نہین یہ ہی زنبیل بہر عیاری
کہان وہ تاج فریدون کی تھی جو آرایش	کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر	کہان وہ حضرت یوسفؑ کی گرم بازاری
کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل	کہ باغ سبز دکھاتا ہی چرخ زنگاری
یہی حقیقت دنیا ہی تو ہی کیا دنیا	کسی سے کی نہ کریگی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان	وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری
مسافر اسمین روانہ ہین آنکھ بند کئے	عدم کی راہ مین دیکھو ہی کتنی ہمواری
اگرچہ پڑتے ہین دُنیا مین حادثے دن رات	نشست گور ہو آخر اُٹھا کے بیماری
مگر ہواے خزان آجکل ہو ایسی گرم	کہ صحن باغ ہوا جامۂ عزاداری
فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان	بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری
یہ ایک سال مین دو حادثے پڑے ایسے	کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ یہ ماتم	ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری
جگر یہ حضرت آقاے نامدار کا تھا	کہا یہ داغ اُٹھا کر جو مرضی باری
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ	کہ جس سے امن مین ہی خلقت خدا ساری
لکھون بطرز مخاطب یہان کوئی مطلع	سنے جو اُسکو تو نیسان کرے گہر باری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکساری	کہ بُت سے کر نہین سکتا ہی شیخ دل بھاری

مٹا ہی نام یہ علت کا دور مین تیرے / سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آقداری
ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل / نہو سکے کبھی لیلےٰ کی نازبرداری
رواج صدق کو مدحت گذر گئی اتنی / کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیّاری
کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکوچہ زخم / نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری
نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو / چھپی ہی دیدۂ نرگس مین جاکے بیماری
وہ رعب ہی جو یہ چھایا رہے قیامت تک / دہانِ صور سے نکلے صدا بدُشواری
وہ عدل ہی کہ کھنچے دار موے مژگان پہ / کرے جو نرگسِ محبوب مردم آزاری
بدون مین بھی یہ اثر اب ہی حُسن نیکی کا / بکین گُناہ تو توبہ کرے خریداری
عدو نے لذتِ دُنیا مین مفت کھوئی جان / مگس کو شہد ہُوا باعثِ گرفتاری
جو وقت نزع بھی پانی ترا عدو مانگے / زبان پہ اُسکے ہو پانی کی بوند چنگاری
ق پہونچ کے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہی / یہان ہی مجکو سزاوار مردم آزاری
خوشی یہ اُسکو ہی ہولی کے کھیلنے مین فقط / لہو ہی رنگ تو ناسورِ چشم پچکاری
جو سرکشونکی سزائین یہ ہین عجب کیا ہی / کہ سرو بید سے لے غارتِ نگونساری
نہین یہ غار زمین نے جو کی ہی سرتابی / پڑے ہین زخم تری تیغ قہر کے کاری
بہی شدید یہ ہین مجرمون پہ گر تہدید / یقین ہی چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری
کسی دیار مین ہو سدِّ رہ جو حکم ترا / جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری
دہن ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو / سخن جو رنگ کو پکڑے سمجھ کے بیکاری
حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے / مُضر جو اُسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری
یہ باغ دہر مین پژمردگی ہوئی پامال / خزان بہار تک آئی تو بنکے زنہاری
بجا ہی مدح جو عارض کی ہو نئی ہر بار / کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری
لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی / تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوائے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن
بنے وہ کرمک شب تاب اُڑے جو چنگاری

علوِ مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہی شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت لیکر
صبا نے باغ مین رکھی دُکان عطاری

لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعام خاص ہی خلقِ خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری

گہرفشان ہی خلائق پہ بسکہ دست کرم
برس رہا ہی عجب ابر رحمتِ باری

جو دام عشق مین تیرے ہین ہونگے دولتمند
یہ قید حضرتِ یوسف کی ہی گرفتاری

ہوا ہی بسکہ زمانہ ملازم سرکار
عدم مین خانہ نشین ہوگئی ہی بیکاری

نہین ہی باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گُل
نکل نکل کے ہوے ہین یہ جمع درباری

امیر مدحتِ ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہی بیماری

ترا یہ حال ہی اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

گلہ عبث ہی دعا کر کہ ہی یہ وقت دعا
اُٹھا کے ہاتھ بدرگاہِ حضرتِ باری

رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین ہمیشہ کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہی کیا بلکہ جن مسخّر ہون
مطیع حکم معلّےٰ ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی نعمت دام اقبالہ

عالمِ خواب مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجرِ طور کو جس باغ کی سکیے کہبل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھے
خواب ہو طالع خوابیدہ کا خوابِ مخمل

سامنے اُسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گُلشنِ خلد بھی مجکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اُسی باغ کا باغ عشرت
ایک غنچہ اُسی گلزار کا گلزار امل

ساغرِ عشرت کونین وہین کے دو پھول
میوۂ مقصدِ دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشوِ گل و لالہ اگر عکس پڑے
خون لعل آئے رگِ کوہِ بدخشان سے نکل

سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کس سے مثال
کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین ڈول

دستِ مژگان سے سنبھالے تھین نگہ کو آنکھین
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل

لالہ آتا تھا نظر یون پسِ دیوارِ چمن
جس طرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل

خطِ گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر
نقش ثانی ہے یہ فردوس ہے نقش اول

طوبیٰ و سدرہ کی شاخین پئے تسلیم ہین خم
عرش تک فرش سے ہے بادِ بہاری کا عمل

ہے یہ تاثیرِ نمو ہاتھ جو مجرم کے کٹین
صورتِ دستِ چنار آئین نئے سر سے نکل

قوتِ نامیہ کا تھا یہ تعلّی سے کلام
طارم پست ہے اس باغ مین چرخ اول

سبزۂ کاہکشان غنچۂ پروین کیسا
خوشۂ تاک رگِ تاک سے آیا ہے نکل

اور شاخون کا تو کیا ذکر یہ ہے فیضِ نمو
نکلے گر پات مین بھی شاخ تو پھوٹے کوپل

خواب مین دیکھے اگر ترکِ فلک یا نکی بہار
شب ہی مین گلشنِ انجم کو کرے مستاصل

کچھ بھی دکھلائے اگر بادِ بہاری نیرنگ
گل ہون گلدان مین انگارے درونِ منقل

لکڑے بدلی کے نہ تھے ہندوے سوسن کے لیے
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلو مین گنگا جل

نوجوانانِ چمن دھوپ سے کیا کمھلاتے
چتر کھولے ہوے پھرتے تھے ہوا پر بادل

ہر روش سبزے پہ وان عکسِ گل و لالہ نہ تھا
سیج تھی پھولون کی بالاے بساطِ مخمل

دور تھے رقص مین مصروف برنگِ بطِ مے
جھومتے پھرتے تھے مستونکی طرح سے بادل

سینے تانے ہوے پھرتے تھے چمن مین طاؤس
اس تمنا مین کہ لگجائے گلے سے بادل

لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پاے نسیم
غنچہ کہتا تھا چٹاک کر کہ خبردار سنبھل

چمنِ دل مین جو عارف کے چلی وا نکی نسیم
گلِ صد برگ سے غنچۂ اسرار ازل

سوے بتخانہ جو پہونچی تھی ہواے جان بخش
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل

کیا عجب دانۂ اسپند ہو جلکر پھر سبز
کہ دھوان اُٹھتے ہی بنتا ہے ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
قوتِ نامیہ کے جوش سے آئینے مین
تخم تخم اُسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا
پانی دیتا صفتِ دامن تر وقت فشار
گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
نقش پاتھا صفتِ جام لبالب مے سے
گلِ نسرین پہ تھا یون عکس شعاعِ خورشید
غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہی گل ہی کھلتا
ایکدم بلبلِ سرمست جو ہوتی تھی خموش
دل سے کلفت کو مٹا ہا یہ صفائے گل نے
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
آبدار ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہو اگر
نکہت گل سے ہر اک موج جوابِ رگِ گل
شہد کی نہر روان مثلِ جنان ہوتی تھی
ہوگیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر
لے اُڑی ہوش مرے حیرتِ نظارۂ باغ
متحیر تھا کہ یارب ہی یہ کیسا گلزار
گوشِ گل مین ہی ہوائے طرب انگیز بھری
قمریون کو نہین کو کو سے مجالِ گفتار
تھا اسی فکر سے دریائے تحیر مین غرق
ناگہان طرفِ چمن مین نظر آیا اک نور

نخل مومی کو بھی لے آتے تو لے آتا پھل
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئے نکل
ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پھل
تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا مخمل
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا اُبل
جیسے سونے کو کرین ساغرِ الماس مین حل
عقدۂ گیسوے خوبان جو وہان ہوتا حل
جام منقار سے آتی تھی مے نغمہ اُبل
زنگ آئینے کا جس طرح مٹا دے صیقل
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل
آب مین چشمۂ خورشید کے آجائے خلل
پر تو گل سے حبابِ لب جو رنگ محل
پھول پر بیٹھ کے اُڑتی تھی جو زنبور عسل
پانون کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل
آگیا غش مجھے بیہوش گرا سر کے بھل
غنچہ ہی تنگ دہن کس سے معمّا ہو یہ حل
کون سُنتا ہی جو پوچھون مین کہ کیا ہی یہ محل
بُلبُلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل
کہ رہا تھا کہ زہے صنعتِ صنّاعِ ازل
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ کے اُسکو کہ سنبھل

کہا

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حورلقا
گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کے تازہ
حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور
فرق سے تا بقدم پیکر انداز و ادا
گرمی حُسن سے رخسار بھبوکا ایسا
چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام
چھا گلون کے یہی دو علم تھے وقت رفتار
جو کڑی آہوے مشکین کو ختن مین بھولے
قطرے کہتے تھے پسینے کے رخ گلگون پر
لب نازک پہ چھائی تھی بلا کی مستی
ہاے رے ناز لچکتی تھی نزاکت سے کمر
پتلیون کا جو اُن آنکھون کی تماشا دیکھا
تیر پر تیر پڑے دل پہ نگاہین جو لڑین
اور کی عرض کہ اے عشوہ گر و غمزہ فروش
رخ روشن کی طرح آئنہ تو مجکو کیا
کونسا باغ ہے یہ کون ہے تو مین ہون کہان
متبسم ہوا سنتے ہی تو وہ سرمایۂ ناز
سر اٹھا پائون سے یہ بے ادبی خوب نہین
ہوش مین آ نہین یہ قسم نباتات سے باغ

کھل گیا دیکھتے ہی اُسکو مرے دل کا کنول
کچھ حسین گرد مین آگئے ہی فروزان مشعل
پھول سوسن کا بنا اُٹھتے ہی دو دو مشعل
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل
غمزہ و ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل
شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جائے پگھل
چرخ بر مثل زمین جس سے پڑے اک پل چل
ہے یقین جائے زمین پانو تلے نیچے سے نکل
زندہ مر جائین پڑین مردہ صد سالہ اُچھل
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائے چھل بل
جوش کھا گرمی حسن آئی ہے چہرے پر اُبل
اور آنکھون مین لگایا تھا غضب کا کاجل
کچھ جو کاندھے سے ڈوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل
دل نادان مرے پہلو مین گیا اور مچل
نیمجان پائون پہ اُسکے مین گرا سر کے بل
رحم کر رحم بس آ گئے دل مضطر کو نہ چھل
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدون کو بھی حل
تجھ سے وحشت نہین یہ اور ہے حیرت کا محل
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل
ہے سراپا چمن صنعت خلاق ازل

انس کچھ آج نیا تجکو نہین ہی مجسے
کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روز ازل

نہ پری ہون نہ انسان نہ غلمان ہون نہ حور
پر لطافت مین نزاکت مین ہون اُنسے افضل

باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اُسکی
حسن فطرت مین جو یوسف سے کہین ہی اکمل

ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
اور کاسہ ہی کہ سونا ہی کیا اسمین حل

ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کی صورت
سائل اُسکے در دولت پہ ہین ارباب دول

ہاتھ پھیلائے جو شاخین زر گل دیتی ہین
ہی یہ مطلب کہ دہش مین ہی وہ بیمثل و بدل

اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل

رمز یہ ہی کہ پھلے پھولے ہین نخل امید
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل

قطعہ

نظر آتی ہی چہکتی ہوئی طوطی جو تجھے
ذوق مستی مین عنادل سے جو سنتا ہی غزل

یہ اشارہ ہی کہ ہر عضو بدن حضرت کا
ہی نوا سنج سپاس کرم عز و جل

بار ور آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ سب نخل امل

جوش رحمت کا ہی اُس بحر کرم کے شمہ
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل

دیکھتا ہی جو رواں نہر مین پانی شفاف
چشمۂ فیض یہ اُسکا ہی نہین گنگا جل

پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
طبع نازک ترے آفاقی ہون ای عبد اقل

مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
گرم ہی آٹھ پہر شاہد مضمون سے بغل

نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور اُدھر
یہ قصیدہ وہ مخمس ہی یہ قطعہ وہ غزل

جسکو سب کہتے ہین وہ سوخت شرارتہ ہی مری
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چھل بل

شجر سیب و انار و چمن خلد برین
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل

اک اشارہ مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
آہوے چین و ختن مین یہ کہان ہی چھل بل

تربیت تیری ہی در پردہ سے مجھے مد نظر
روز سنتا ہی مرے فیض سے تو تازہ غزل

سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو
ہوئی تقدیر رسا دن گئے کلفت کے نکل

تازہ تر ہونیکا باعث ہی یہ اس گلشن کے
شجر عیش کی پھوٹی ہی نئی اک کونپل

خلعتِ خاص پنھانے کو ترے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل

ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہی غافل نہین حیرت کا محل

سر اٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش مین آ
حل ہوے جتنے کہ عقدے تھے ترے لاینحل

تہنیت مین تجھے لازم ہی قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قصہ فیصل

پڑھ کے دربار گہربار مین اشعار مدیح
صلۂ مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی آنکھ ہوے جمع حواسِ مختل

مستعد ہوکے لکھا مطلع روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجائے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہی عمل
بچہ آہو کا ہی اور شیر نیستان کی بغل

ناخنِ کبک بنے سیخ کبابِ دل باز
صیدگہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

عام ہی فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہی اب شہر کی صورت جنگل

شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہی سامنے روشن مشعل

چارسو امن رعایا ہی تری شکر گذار
نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل

مل گئے زخم کے مانند شگافِ درکوہ
نرہا چاک گریبان کو وہان بھی مدخل

پھنک اٹھے دشت مین ہر جادہ فتیلے کیطرح
پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخش گردون کی طرح گاؤ زمین چل نکلے
منھ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجائے کہ چل

موجۂ حکم کا پائے تری ایما گر سیل
الٹے پانون سوے کہسار پھرے سر کے بھل

دیر ہی منھ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف
گرد سے شہپر عنقا کے ہو تیار محل

تیر ہو چلہ نشین جا کے کمان کے گھر مین
دہم بیکار اگر حکم ہو تیر اکہ نہ چل

شکل منقار ہون دونون لبِ سوفار بہم
حرف لا منھ سے ترے جائے جو دو بار نکل

زلف لیلی سے بہے قیس کا دل خون ہو کر
شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھائے بہ مثل

گر ترے مرکب اقبال و سعادت کا ہو قصد
کہ مٹا دے بجے کواکب سے نحوست کا خلل

جسطرح لالے کی آنکھون مین چمن ہی مشہد
یون ہی مریخ کی آنکھو نمین فلک ہو مقتل

جسطرح داغ ہے آغوش مین لالے کے یوہین
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل

نیچ سے شق ہو سرِ خامۂ فولاد کیطرح
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالاے جبل

ہے یقین شاخ سرگار زمین پر ٹھہرے
کہین وہ ہوکے مین پڑے میان سے تیرے جو اگل

جان غمگین ترے دشمن کی بدن سے نکلے
نالہ جیسے دل پُر درد سے آتا ہی نکل

پھل نہ پائے ترا حاسد کبھی بٹھلا کے درخت
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل

جیسے گر جاتی ہی دستار سر سرکش سے
کاسۂ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل

کشت دل مین جو مخالف کی ترے جا نکلے
جوہر تیغ سلے مور کو دانے کی بدل

رنگ اڑ کر رخِ دشمن سے پرِ ناوک ہو
گر اشارہ ہو ترا ناوک بے پر کو کہ چل

چشم بد دور سرِ مردمک دیدۂ فتح
چشم دشمن مین جیسے دیکھکے آجائے سبل

کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط
وسعت خلق کا یہ دور مین تیرے ہی عمل

پانون مین خار کرے ناخن تدبیر کا کام
چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل

ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح
تجکو پائے جو طرفدار سماک اعزل

گر تری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے
پر نکالے صفت مور ہر اک حرف ازل

گرد اڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہی
زہرہ آنکھون مین لگاتی ہی سمجھکر کا جل

زلف جوزا کو ہی جاروب کشی کی خدمت
ہی اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل

فیض سے تیرے مہندس صفت چرخ فلک
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل

رگ گل بنتا ہی لب تک ترے آتا ہی جو شعر
بوے گل بنکے معانی وہین آتے ہین نکل

برق صرصر سے جو توسن کو ترے دون تمثیل
جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکے مختل

دور ہی عقل سے تشبیہ سکون و سرعت / سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا ایمان مین خلل
سبقت اندیش ہی ہر عضو سے عضو آخر / پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل

قطعہ

وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے / کر کے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل
لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اُڑ بھاگین / دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل
لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا / نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل

قطعہ

آئنہ نعل کا اُسکے ہو جو بنکر سیّارہ / اور آنکھ اُس سے مقابل ہو تو دیکھے جھل بل
حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے / اور ناکام ہی آخر کو گرے ہوکر شل
جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ اُن مین ہی فرد / سخت سُم نرم دُم آگندہ سرین پہن کفل
فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد / عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل
ایک ہتھنی مگر اُن سب مین جو سب سے ہی بلند / اُسکی تعریف کرون نام ہی اُسکا چنچل
فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل / دانت پائے کی جگہ اُسکے ہین خرطوم زحل
اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہی ابھی / مار خرطوم ہی دندان ہین درخت صندل
پابزنجیر ہی ہر چند مگر ہی آزاد / نالے کی طرح سلاسل سے وہ جاتی ہی نکل
عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اُسکی بیان / متشکل ہوئی ہی قدرت خلاق ازل
ہی در قلعۂ گردون کی کلید اُسکی کجک / فیلبان اُسپہ کہ سیمرغ ہی بالائے جبل
اُسکی طرفہ ہی رفتار مین با اینہمہ شان / غیر ممکن کہ سر مور کہین جائے کچل
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فطرت / ہمنے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل
پر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید / گرزبان بند نہین ہی یہ تعلّی کا محل
شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اُسکا / خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطایا و زلل
قدر دان سخن و اہل سخن ہی ممدوح / ہاتھ اُٹھا بہر دعا پیش خداوند اجل
اور یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری / کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سُرخرو رنگ سعادت سے ہی جب تک نہ ہرہ
حُسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز
جب تلک مہر سے پُرنور رہی سارا عالم
پرتوِ مہ سے کتان کا ہی جگر جبتک چاک
جب تلک شہد کے حصّے مین رہے شیرینی
نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار
سروِ کے گرد کرے فاختہ جب تک کوکو
مست جبتک رہین فدا ساقی دریا دل پر
جتنی امیدین رہین بر آئین مرے آقا کی

روسیہ داغ نحوست سے ہی جبتک کہ زحل
رہے معشوق کا جبتک دل عاشق مین عمل
جب تلک ماہ کی روشن ہی فلک پر مشعل
گرمیِ مہر سے تا موم کا دل جاسے پگھل
تلخکامی رہے جبتک کہ نصیب حنظل
لے مزہ بیٹھ کے ہر پھول پہ زنبور عسل
گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل
شور طاؤس کرے دیکھ کے جبتک بادل
خلد کی طرح سے شاداب رہے باغ امل

ملک و اقبال کو یا رب ہو ترقی گھڑیون
یہ کٹہر تو ہی کیا ہند مین ہو جائے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ غم نہین جو پیش ہی دفترِ قصور کا
عنوانِ نامہ نام ہی ربِّ غفور کا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا
دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا

ہمّت ہی شرطِ راہ خدا ہی کھلی ہوئی
پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہِ دُور کا

محروم اُسکے خوانِ تجلّی سے کون ہی
حصّہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہی نور کا

کہتے ہی یا کریم اِدھر سے اُدھر گئے
لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دُور کا

مین خاک بھی ہوا تو ہوا اُسکی خاکِ در
چھوٹا نہ دستِ عجز سے دامن غرور کا

وہ صاف دل ہون مردمکِ چشم کی طرح
میرے سیاہ خانے مین عالم ہی نور کا

مے اعتقادِ صاف کی اِسمین رہے مدام
مینا سے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغِ زہد
جھوکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

دیکھین کہ کیا دکھائے قیامت مین شوقِ دید
در پیش مرحلہ ہی شہود و ظہور کا

حاضر مرے جنازے پہ ہون سب ملائکہ / سایہ ہو سر پہ مثل سلیمانؑ طیور کا
کیا ڈر جو قصرِ عفو مقام بلند ہی / زینہ لگا کے پہونچونگا عذرِ قصور کا
دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو / ارشاد ہو علاج دلِ ناصبور کا
عاشق کیا ہی شوق نے تیرے حبیب پر / یارب امیدوار ہون عفوِ قصور کا
دیکھا نہین ہی تجکو مگر شوقِ دید ہی / مشتاق غائبانہ ہون تیری حضور کا

ق

مرکر ملے نجات لحد کے فشار سے / صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا
پھیلا کے پانٔون چین سے سؤون مزار مین / تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا
یارب اکیلے رہنے کی عادت نہین مجھے / جمگھٹ رہے مزار مین غلمان و حور کا
محشر کے روز ساقیِ کوثر کا واسطہ / اِک جام تشنگی مین شرابِ طہور کا
عُریان اُٹھون تو دامنِ رحمت مین دے جگہ / ڈھکجائے اِس طرح سے بدن تیرے عور کا

اُلفت امیر آلِ محمدؐ سے فرض ہی / مشکل ہی بے سفینہ ارادہ عبور کا

نام عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہوگیا / خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہوگیا
مرغِ عصیان اُڑ کے صیدِ بازِ رحمت ہوگیا / ڈنک شاہینِ ترازوے عدالت ہوگیا
زرد رو تھا وقتِ پرسش پر رہا سرسبز مین / فرش استبرق مجھے صحنِ قیامت ہوگیا
گرمیِ خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات / شامیانہ سر پہ میرے ابرِ رحمت ہوگیا
آلِ احمدؐ کی محبت کا چُبھا تھا دلمین خار / بڑھ کے محشر مین کلیدِ بابِ جنت ہوگیا
جم گیا تھا دلمین جو مشقِ معاصی سے غبار / سُرمہ بہرِ دیدۂ عینِ عنایت ہوگیا
واہ رے رحمت جو رکھا پانٔون بالاے صراط / دستگیری اُس نے کی خوف رخصت ہوگیا
جس علم کے نیچے پائی فیضِ احمدؐ سے جگہ / میری بیجرمی پہ انگشتِ شہادت ہوگیا
دفعتًا صورت بدل کر بنگئی امید یاس / خار زارِ رنج فرشِ خوابِ راحت ہوگیا

راستہ تھا اولِ منزل جو ناہموار پیش	رفتہ رفتہ نردبانِ بامِ رفعت ہوگیا
قصرِ یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید	باغِ جنّت کا قبالہ داغِ محنت ہوگیا
تشنگی مین کوثر و تسنیم کے چشمون پہ ہم	اسطرح پہونچے کہ رضوان غرقِ حیرت ہوگیا

صبحِ محشر جلد چھٹکارا ملا ہمکو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجمِ قسمت ہوگیا

نہین سود انقطِ یوسف کو اُسکے دَورِ امان کا	گدا ادریس بھی ہی کوچۂ چاکِ گریبان کا
مزہ عاشق کے دلسے پوچھ حُسنِ شعلہ رویان کا	تماشا دیکھ پروانون کی آنکھون سے چراغان کا
یہ تیری تیغ نے روکا ہی ناکا شہرِ امکان کا	کہ چھایا ہی قضا کے ہاتھ پر خونِ شہیدان کا
دلِ پُرداغ پر یہ حسرتون کا خون ہوتا ہی	لہو بنکر ٹپک جاتا ہی رنگ اپنے گلستان کا
زبانِ حال سے کہتا ہی خنجر میان سے کھچکر	کہ گھر بیٹھے بہلتا ہی کوئی جی مردِ میدان کا
مرے ہی سامنے دامن اُٹھاکر نازسے چلنا	مجھی سے پھر گلہ اُلٹا مرے چاکِ گریبان کا
تکلّف حسن کا ہر موے خطِ یار مین پایا	نظر آیا مجھے ہر مور مین جلوہ سلیمان کا
بہارِ تازۂ دل دیکھ اگر شوقِ تماشا ہی	بہشت اِک پھول مُرجھایا ہوا ہی اِس گلستان کا
نہوگا بند جبتک نقدِ جان باقی ہی قالب مین	سخی کے گھر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا
بہارِ کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھون	نہ بیل اچھی نہ بوٹا خوشنما ہی اِس گلستان کا
لکھے یکدست یہ مضمون ترے دستِ حنائی کے	مخمس جو مرے دیوان مین ہی پنجہ ہی مرجان کا
نہ گھبرا اے دلِ وحشی سوادِ شامِ فرقت سے	کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہی اُس زلفِ پریشان کا
خیالِ عیش کر لینگے فلک نے گو پھنسایا ہی	تصور قید ہوسکتا نہین ہی اہلِ زندان کا
ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہی جو گلشن کو	اکیلا سیر کرنا لطف کیا دیگا گلستان کا
معاف اے شوخ دھوکے مین اُڑائین دھجیان مین نے	ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
اُچھلتا ہی کلیجا ڈوبتا ہی دل خدا حافظ	سمندر پیرنا ہی جھیلنا شبہاے ہجران کا

بچے کیا طول محشر ہمسے غمناکو نکی آنکھو نمین
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہی روز ہجران کا

وہان گور سے آوازیہ کانون مین آتی ہی
نہین ہی کام اِس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپکر دم نکلجائے مگر کھُلنا نہین ممکن
تری دلکی گرہ ٹانکا ہی میرے زخم پنہان کا

جگر کو دون کہ دلکو دون بتا ای ناوکِ قاتل
کہ وہ پیاسو نہین ہی یہ ایک قطرہ آب پیکان کا

امیر آئین گے کیا کیا شمع رو راتون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر در کار ہی رنگین تمھین تکمہ گریبان کا
لگاؤ لعل اِسمین قطرۂ خونِ شہیدان کا

اسیر عشق ہو کر زمزمہ سُن طائرِ جان کا
چھلکتا ہی قفس مین جاکے بُلبل اس گلستان کا

کنارہ مرکے ہاتھ آیا ہی ہمکو ملک ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہرِ خموشان کا

تمھارے بانکپن کی شان کچھ اِسمین نکلتی ہی
کھنچے تو دوڑ کر مُنھ چوم لون شمشیر بُران کا

دُھوان اُٹھتا ہی داغ آتشین سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہی بدلی مین ہلال اپنے گریبان کا

خیال خط مین ای گُل جا نکلتا ہون جو گلشن مین
لگاتا ہی ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رُک گئی وحشت
اُٹھائی اُسنے چلمن رہ گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہو عاشق دکھا جاتا ہی رنگ اپنا
شبیہ طوقِ قمری ہی دھوان سروِ چراغان کا

یقین ہی بنتے بنتے ہو لبالب خونِ حسرت سے
اگر کاسہ بنائین کاسہ گر خونِ شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہِ بے اثر دیکھو
درختِ بے ثمر ہی یہ اُسی اُجڑے گلستان کا

دلِ سرگشتہ میرا دیکھکر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہیکو ہی کوئی بگولا ہی بیابان کا

کہان سامان تھا وحشت مین کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑکر مین نے گریبان کا

زہے شوقِ شہادت امتحان گاہِ محبت مین
قدم بڑھتے ہی ہاتھون بڑھ گیا دل مرد میدان کا

دمِ رقص اُس پری نے دی جو گردش اپنے دامن کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا چترِ سلیمان کا

تفوق رکھتی ہی سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہین ہمدامن سے ہوتا ہی مقام اونچا گریبان کا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا ایما اگر کردین
نکالے شیر پر آنکھین غزالِ چشمِ بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتابِ حشر کہتا ہی
وہ اِک اُترا ہوا پھاہا ہی اپنے داغِ ہجران کا

نئی تقریب پریون کے بُلانے کی ہی دیوانو
کسی صحرا مین عرس اکدن کرین چلکر سلیمانؑ کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ اُسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اُس گوے گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
دہانِ زخم سے ہم چوم لیتے مُنہ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اُس سے
اجل تو نام ہی اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہی مجکو اک پردہ نشین کے دَورِ دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاکِ گریبان کا

نظر آتا ہی دلمین رنگ کیا کیا حُسنِ خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا

چھپا ہی عیبِ عریانی سے رختِ جسمِ انسان کا
مرا داغِ جنون پیوند ہی میرے گریبان کا

کہین ضبطِ فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لبِ خاموش سے پیدا ہی صدمہ درد پنہان کا

صدایہ قلقلِ مینا سے میخانے مین آتی ہی
کہ بختِ سبز اک طوطی ہی مستون کے گلستان کا

مگر اُڑتی ہوئی پریان پھسانیکا ارادہ ہی
ہوا پر جال پھیلایا ہی کیون زلفِ پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہی گُلِ صد برگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہارِ دردِ دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ دردِ ہجران کا

خیالِ طرّہ بند ہو جائے نہ کیونکر چور کی صورت
طِلایہ پھر رہا ہی آنکھ مین خوابِ پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسپر
دہانِ یار دروازہ ہی کیا شہرِ خموشان کا

تمھارا پنجہ رنگین چڑھا جب سے نگاہون پر
جما یا رنگ اُترا دل سے اپنے پنجہ مرجان کا

ترا ممنون ہون ای ضعف پردہ رہگیا میرا
چھُڑایا تو نے دامن دستِ وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خطِ کوفی مین لکھو گورِ غریبان کا

تعجب کیا کمالِ شوق مین لپٹا جو مین اُس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسمِ عریان کا

اِسے کہتے ہین پاس رازِ اُلفت دیکھ اِی قاتل
سیا ہی مُنھ ترے تارِ کمر سے زخم پنہان کا

زنخدان پر جو انگشتِ حنائی یار نے رکھی
تو مین سمجھا کہ ہی سیبِ ذقن پھل شاخ مرجان کا

مزاج آگے تو دیوانون سے یون برہم رہتا تھا
اثر ہی ای پری یہ صحبت زلفِ پریشان کا

کہان جلے ئینگے اُڑکر یہ پریرو میری چالون سے
مجاور مین بنونگا جا کے درگاہِ سلیمانؑ کا

نصیبِ دشمنانِ قاتل کو سکتا ہو گیا شاید
کہ بسمل آئنہ دکھلا رہے ہین چشم حیران کا

ہوا سے زلف مین اک حور کے سودا یہ چمکا ہی
بیاضِ صبحِ جنت ہی سوادا پنے بیابان کا

آمیر ایسا شگفتہ ہی ہجومِ داغ سے پہلو
کہ ہر ناسورِ دل رخنہ ہی دیوارِ گلستان کا

دکھانا چاہیے کچھ بانکپن سودا ے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہی ہر کانٹا بیابان کا

نہ چھوڑا تار باقی دستِ وحشت نے گریبان کا
دیا ہر چند مین نے واسطہ یوسفؑ کے دامان کا

جواب روضۂ رضوان ہی تختہ کوے جانان کا
قضا چھڑکا و کرتی پھرتی ہی خون شہیدان کا

ستمگر نے نہین کنگھے مین اپنے گوکھروٹا نکا
نکل آیا ہی جوہر صاف شمشیرِ گریبان کا

بنا کر آئنہ پریون کو یون خود بین نہ کرنا تھا
سکندر یہ کچھ تو تجکو پاس لازم تھا سلیمانؑ کا

زمین ہی ایک مشتِ خاک صحراے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہی دل کے بیابان کا

تردد کیا ہی تمکو یہ تو دوٹا کون مین اچھا ہی
عدو کا زخم دل کیا چاک ہی میرے گریبان کا

دبستانِ جنون مین جو سبق تھا درس مین تیرے
وہ ای مجنون برآوردہ ورق ہی میرے دیوان کا

نہ بھولے آپکو بھولے جو دُنیا کو تو کیا بھولے
یہ منّت ہو اگر پوری تو بھر دے طاق نسیان کا

کسی عارض کا آئینہ ہی اپنا دیدۂ حیران
دلِ صد چاک شانہ ہی کسی زلفِ پریشان کا

درآیا بنکے پتلی دیدۂ خورشید محشر مین
اگر اونچا اُڑا ذرّہ کوئی اپنے بیابان کا

لبِ بام اُس پری نے بال کیا چہرے سے سرکائے
اُٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ مین کیون چھوٹ بہتے ہو تم اے چھالو
اِسی سے چھیڑتا ہی تمکو ہر کانٹا بیابان کا

گھٹائین غم کی چھا جاتی ہین و لپر تیرہ بختون کے
بلا ہی رخنہ کھلنا آپ کی زلفِ پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اُس گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہی کہ شل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا

اُترتا ہی نہین غصّہ کسی دم چشم و ابرو سے
پرِ پریون پہ کیا تمغا ہی سرکارِ سلیمان کا

خیالِ زلف و رخ ہی یہ اتدن آنکھو نمین پھرتا ہی
اُجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا

مرے غم مین یہ وان آنسو ہین آنکھون سے حسینو نکی
کہ ماتم ہو رہا ہی گھر مین پریون کے سلیمانؑ کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سرّہٗ کیسا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہی اپنے گلستان کا

کتابِ لوحِ محفوظ ای آمیر اِسکا ہی دیباچہ
سوادِ خامۂ کن خاتمہ ہی اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ ای بتِ عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کے پینے کی کیون اُسے
حق تو یہ ہی مین پہلے گنہگار ہو چکا

اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ
فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا

بالین پہ میرے کس لیے آیا ہی ای طبیب
تجھ سے علاجِ دردِ دلِ زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا

زنجیر پا ہی ضعف سے ہر موج بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خوابِ تغافل سے تب کھلی
جب آفتابِ حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہی
امیدِ عفو مین مین گنہگار ہو چکا

جب آستانِ یار پہ حاضر ہوے ہین ہم
دربان سے یہ سنا ہی کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خطِ شوق نا تمام
قاصد کمر کو باندھ کے تیار ہو چکا

کافی ہی زلف جال بچھاتا ہی کس لیے
صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا

دُنیا مین کون غم ہی نہین جسکے بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سرِ بازار ہو چکا

میرا سوال سنکے جو خاموش ہو رہے	مین خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہوچکا
اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم	محشر کے روز وعدۂ دیدار ہوچکا

باقی ہی کسکو حوصلہ اخفاے عشق کا
رسوا امیر کوچۂ و بازار ہوچکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا	روزہ کا منھ سے نکالا ہی یہ جھگڑا کیسا
دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون ہنستے روتے	سیر کیسی ترے کشتے کا تماشا کیسا
مے پیو شوق سے خالق ہی رحیم اور کریم	میکشو خیر ہی اندیشۂ فردا کیسا
آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان	دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا
جاے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین	نہین معلوم کہ ہی عالم بالا کیسا
نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست مسیح	تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا
نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے	گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا
آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی	ای جنون گھر مین یہ سامان ہو توصحرا کیسا
کبھی دیوانۂ الفت نہ تمھارا سمجھا	لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا
شک نہین اسمین کہ ہی مصرع موزون قد یار	پر کمر بیچ سے غائب ہی یہ سکتا کیسا
جوش وحشت ہمین اُس دشت مین لایا کہ جہان	آہوے قیس نہین ناقۂ لیلی کیسا
کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف	دیکھین اس فن مین ہی تمکو ید طولا کیسا
تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس	رہگیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہی یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا	بیکار ہی جو دانت دہن سے نکل گیا
ٹھہرین کبھی نجون مین نہ دم بھر بھی رہت رد	آیا کمان مین تیر توسن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ ای درد کر تلاش
مُدّت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مُرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گُل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اُڑا دیا
کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی اُبل کے چاہِ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہی
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامنِ گلچین پکڑ لیا
بُلبُل کو ذبح کر کے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگِ یار نے کیا
ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

ای سبزہ رنگ خط بھی بنا اتبو بوسہ دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر
قمری کا نالہ سروِ چمن سے نکل گیا

مدِ نظر رہی ہمین ایسی رضاے دوست
کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی تجھے خوش چشمون کی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھ کے بزم سے کیا اُٹھ گیا امیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین ہی حشر کے دن کس سے دید کا
حصّہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہانِ پلید کا
خونِ حسینؑ غازہ ہی رو سے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

گھر لیگئے ہین زاغ و زغن گھر سگ و ہما
لاش اپنی بعد مرگ ہی توشہ فرید کا

کہد سے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین
آئے جسے جسے ہو ارادہ خرید کا

ہان ای کلید دار قضا کھول قفل بخت
الجھ اسمین گھس نہ جائیگا ناخن کلید کا

کشتون کا کھیت کاٹ کے کہتی ہی تیغ یار
جامہ مجھی پہ قطع ہی قطع و برید کا

کیا جانتا ہی کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہی مُرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہی خاکِ یزید کا

کیا جانے رہروون کا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

ای ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اُچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جس روز بت پرست
ناقوس غل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اُسکے روے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہی قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہی بوے خون
آیا ہی لالہ بھیس بدل کر شہید کا

کیونکر کھنچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہی حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلّی کی دید کا
ہی کوہ طور ڈھیر تمہارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہی اُسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دو وہ شب فراق کا نقاش مجھ سے لے
نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے سوے میکدہ ای شیخ یون رخ دیکھ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب سے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین رہن مے
خرقہ نہ پیر کا ہی نہ جبّہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اُٹھا ذرا نہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یاد ابن ساقی کوثر مین مے پیون
شامی کباب بھن کے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھ سے خنجرِ قاتل گلے ملا
دیکھا ہی چاند تیسری تاریخ عید کا

عکسی شبیہین کھینچنی رُخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپنا ہی کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہان سے جواب خط
بھیجا ہی نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹگئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دلِ زخمی کا مجھسے حال
اِنشا قتیل کی ہی یہ دیوان شہید کا

کس دن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا ای امیر ہی توشہ فرید کا

مجکو محب سمجھ کے حسین ۴ شہید کا
کرتا ہی تنگ قافیہ تک بھی پرُید کا

یہ شوق ہی جو خلق کو قاتل کی دید کا
جاے شہاب خون بکے گا شہید کا

ہوتے ہین تر پسینے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجکو ڈھب ہی عرق کی کشید کا

اِتراتے ہین جو لوگ پہنکر لباس نو
ہنستا ہی چاک پیرہنِ صبحِ عید کا

بُت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میری بیٹھ
ہوتا ہی آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پہ نہین خط ہی رسید کا

کرتا ہی شل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہی مُرید کا

گردن تو کیا نہین مرے اعضا کو خوف تیغ
بل ایک ایک رگ کو ہی حبل الورید کا

کھولین گے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہُوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہی یہ خط کی رسید کا

نازک ہی دل مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
ذرّہ ہی مجکو ذکر عذابِ شدید کا

پیرِ مغان نے مجکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہی اپنے مُرید کا

باطن مین غم ہی عشرتِ دُنیائے ظاہری
پہنے ہوے لباس محرم ہی عید کا

مہندی کی ٹٹیان نہین پر میرے باغبان
کیون اپنا ہاتھ صاف ہی قطع و برید کا

فاقے سے ہون تو صاحبِ غیرت نہ رُخ کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھنے سے ہوئے کُشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقاتِ عید کا

ہے دل کو شوق اُس بُتِ قاتل کی دید کا
مُژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا
یارب ہے وہ چاہِ ذقن خط سے حفظ مین
جی چاہے جس حسین کا وہ لے ہمسے جنس دل
دُنیا پرست کیا رہِ عقبیٰ کرینگے طے
وہ مست ہون کہ مین نے شبِ قدر کی دعا
کس گلبدن نے ہاتھ سرِ رہ لگا دیا
ہونے نہ پائے غیر بغلگیر یار سے
اپنی کہین کہ اُسکی سُنین وقتِ نزع ہم
سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
بک بک کے روز کھاتے ہین واعظ مرا دماغ
لوٹے گی لذتِ لبِ شیرین مری زبان
شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
ضائع نہ جائے دل پہ جو کھایا ہے داغ غم

ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا
محتاج قفل میکدہ تھا اِس کلید کا
گھیرے نہ اس فرات کو لشکر یزید کا
سرمایہ کریم ہے توشہ فرید کا
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا
روزے تمام ہون کہین دن آئے عید کا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا
اللہ یون ہی روز گذر جائے عید کا
درواکہ وقت تنگ ہے گفت و شنید کا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا
سمجھے ہین شاید اِسکو بھی توشہ فرید کا
قفل دہن پر اُسکے ہے دانت اس کلید کا
اُلٹی ہے بات پیر ہے پیر و مُرید کا
یارب چراغ ہو کسی قبرِ شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
یان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحبِ بخلِ شدید کا
گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
اُس کوچے کے گدا ہے تہیدست ہین وہ ہم

گاڑے تو زر مزار بنائے شہید کا
ڈورا جو بار ہے کا ہے وہ حبل الورید کا
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

کرتی ہین دل کو خون اُن آنکھون کی پُتلیان — ان مغبچون کو ذوق ہے مے کی کشید کا
کیونکر نہ مثل قفل کھلے گا دہانِ یار — اِک دن کرے گی کام یہ بیشک کلید کا
تخفیف دردِ دل کا کرونگا جو مین سوال — نکلے گا جملہ حشر مین ہل من مزید کا
ہو اُس سے بوسۂ لبِ شیرین کی کیا اُمید — شربت یہ فاتحہ بھی ندے جو شہید کا
خطِ عذار یار کا کیا وصف کیجیے — نوروز کا یہ زائچہ خطبہ ہے عید کا
باتین مری سُنین تو یہ مُنھ پھیر کر کہا — تار اِس کمند مین نہین دل کی کشید کا
صحرا و کوہ کشتۂ اُلفت کہان نہین — ہر لالہ ہے چراغ مزارِ شہید کا
لیتی ہے بوسے عارضِ محبوب کے وہ زلف — کافر کو بھی ادب ہے کلامِ مجید کا
حجام میرے دل کا دکھادے جو آئنہ — اُسنے زیادہ دون اُسے انعام عید کا
کُندن سا رنگ یار دکھائے جو رُخ ہو زرد — زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا
کتنا ہے سخت قلبِ رقیبِ سیاہ رو — نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

مقتل سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلو سے بُریدہ شہید کا

خطِ عارض نے دلِ اہلِ رقم توڑ دیا — بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا
اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشۂ دل — وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا
اہلِ محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا — سر کو ٹکرا کے درِ باغ ارم توڑ دیا
باندھتے غیر کو جو ڈورا تو ہم دیکھ سکین — رشتۂ اُلفت کا ترے سر کی قسم توڑ دیا
دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو — سب جتھا کھینچ کے شمشیر دودم توڑ دیا
حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پر — آسرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اُسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

همسرِ زلف قدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف مدِ مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن مین گرا دل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اُسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کی طرف
دیر تک گوش بر آوازِ سلاسل ٹھہرا

حُسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا ای جوشِ جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جبتک تھے تڑپتا تھا مین کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہی نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو ای صاحبِ محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مدت سے مرے سینے مین
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا

ہم بڑی دور سے آئے ہین تھا راہی یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

ابتک آتی ہی صدا تربتِ لیلیٰ سے امیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جُدا ہوا
اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا

سمجھے کفن نصیب جو بعد فنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمین خلعت عطا ہوا

دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا

بختِ سیہ نہ ضعف مین ہمسے جُدا ہوا
قسمت خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا

مین ہٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ ہٹ گیا
سائے سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا

پچھتا رہے ہین خون مرا کرکے کیون حضور
اب اسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیان تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود
اورون سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوے عشق
تصویر مین بھی رنگ ہی رُخ سے اُڑا ہوا

ہی دل کا سرد مہری معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہین عضو تن
کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جُدا ہوا

یادِ کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ
کاسے مین اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دلِ عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی دہنِ اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہون کہ نقشِ قدم مرا
پڑتا تو ہی زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اُسکو کسنے دکھایا غضب کیا
جلاد خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بت
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلا ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیون نہ دور سے
ساقی کا دل ہی میری طرف سے پھرا ہوا

شاید خط اُس ہتھیلی کے حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائر رنگِ حنا ہوا

ڈھونڈھا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ مہِ مصر کیا کہون
مضمون ہی یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہ ہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہی رشتۂ اُلفت کا توڑنا
یون قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہی اے ترک کچھ خبر
آتا ہی ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آٹھون پہر ہی جلوۂ معشوق سامنے
ہی مدتون سے بیچ کا پردہ اُٹھا ہوا

انسان کی مرگ و زیست نہین ہی کسی کے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اُس گلِ گلزار حسن تک
دم مین پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہی امیر کو کیا جانے کیا ہوا

فراق یار نے بیچین مجکو رات بھر رکھا
کبھی تکیہ اِدھر رکھا کبھی تکیہ اُدھر رکھا

شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
لکھا اہلِ وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئنے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
اِسے زیرِ قدم رکھا اُسے پیشِ نظر رکھا

مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشک خونین نے
عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
عزیز ایسا کیا مر کر اُسے چھاتی پہ دھر رکھا

جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہی حضرت نے کر رکھا

نہ کی کسنے سفارش میری وقت قتل قاتل سے
کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا

غضب برسے وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہی
جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہی میرے سر یہ اُنکی لغزشِ پا کا
کہ اُسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا

زمین مین دانۂ گندم صدف مین ہم ہوے گوہر
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا

ترے ہر نقش پا کو رہگذر مین سجدہ کر بیٹھے
جہان تو نے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگونِ مَے کیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابرِ رحمت جامِ و شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہی جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کر جاتی ہی پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز مقتل پر گمان ہی مجکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے
کہ یہ غمزہ تو ای سفاک حق ہی میری گردن کا

نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا

بہار آئی ہوا دستِ جنون یا عید آئی ہو
گریبان سے گلے ملنے چلا ہی چاک دامن کا

کبھی خورشید تابانکا کبھی جو ہنا اب جہان نکلے گا
کھلا رہتا نہین چھاتا ترے گھر کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان منہ مجھے چشم و شرگانکی
لیے ہین تیلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

مین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مرے زخموں مین لازم صوف ہی یوسف کے دامن کا

دھڑی مسی کی ہونٹون پر جمی ہی خیر ہو یارب
کرینگے سیر گلشن رنگ اُڑیگا آج سوسن کا

نہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

ملون کفار مین جا کر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑتا ہی بھیس بدلون مین برہمن کا

مرد دیکھون ہی یارون کو کہان گاڑین کہان تو بین
جہان وہ پانون رکھدین ہی ٹہکانا میرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
تمھین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جان بخش پر مستی نہین اُسنے جمائی ہی
ہوا ہی چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اُسکی تجلی ہی
یہ خاکہ ہی جوانی کا وہ نقشہ ہی لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون رستہ روک کر اُس شوخ پُر فن کا
وہ رہرو ہون کہ آنکھا باندھتا ہون جا کے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اُس صراحی دار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گر گئی مے ڈھل گیا من کا

موے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہی بجلی بھی جو آتی ہی
ہنسی سمجھا ہی گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اُٹھالون سختیان لاکھون کڑی بلت اُٹھ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہا سے تیغ بران نقد جان اہل جرأت ہی
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کبھی جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ پڑ سٹکے تسمہ میری گردن کا

تصور سے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہی یا کمرہ ہی کوئی کنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب کی ہی کلی جس جگہ اُسنے
قیامت تک اُگیگا اُس زمین سے پھول سوسن کا

وہ محو درد الفت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
چٹکنے مین ہی غنچون کے مزہ بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہو ابر کرم میری زراعت پر
بنے برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین دور آخر ہی
کہ غل ہی میکشون مین خاتمہ ہی آج ساون کا

وقت بھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجکو
کہ ہون مارا ہوا اِک نوجوان گلرُخ کے جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودھوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اُسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسیٰ کرتا
جل کے خاموش چراغ یدِ بیضا کرتا

آبروِ گوہرِ یتیمی مین جو پیدا کرتا
گوہرِ اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا

ہاتھ رکھے مین اُٹھا زخم گلو پر دمِ حشر
مجھ سے ہوتا کہ مین جلاّد کو رُسوا کرتا

تو وہ بُت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا

جب تلک گنبدِ دوّار کا ہوتا اِک دور
گردشین لاکھ ترا بادہ پیما کرتا

نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کی طرح
خاک اِس گلشنِ ہستی کا تماشا کرتا

خطِ پُشت لبِ جانبخش نہین جائے عجیب
خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا

اے اجل دِن ترے آنے کا جو ہوتا معلوم
کُچھ مین سامان تری دعوت کا مہیّا کرتا

غم اُٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب
کیا کمی تھی اگر اِک مجکو نہ پیدا کرتا

وہ جو اُمید برآری پہ امیر آجاتے
پہلے مین ترکِ تمنّا کی تمنّا کرتا

غبارہ اُسکے لبِ بام تک بلند ہوا
ہوائے تُند کا جھونکا مجھے کمند ہوا

جہان کسی کا دُکھا دل مین درد مند ہوا
جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا

کھُلا ہی باب اجابت دعا تو کر غافل
درِ کریم سُنا ہی کبھی کہ بند ہوا

برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین
خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہی جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہی جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا وفورِ معاصی نے حوصلے کو یہ پست
کبھی نہ شرم سے دستِ دعا بلند ہوا

یہ دل مرا ہی کہ جسمین خیالِ یار ہی نقش
کبھی سُنا ہی کہ عکس آئینے مین بند ہوا

کیا قبول نہ جس نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی دوری نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

بھڑک کے آئے وہ زلفِ سیاہ پر افشان
شبِ وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نہ پوچھ حال غضب خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی جو مجکو بھی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا میں عاشق زار
جو گرم ناز ہوا میں نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

برنگِ شمع جلایا یہ سوزِ الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط میں جو حال اپنی چشم حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالیں گے جو شمشیر ہجران حوصلہ دل کا
دہان زخم سے ہر جوم میں لپٹیں گے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے میں دکھاتا ہی جو کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے جس کا برق نے بھی تیغ قاتل کا

عجب کیا ہے اگر دامان سپند شوخ سے کھنچتا ہی
تو لو چھوڑے گے لسک جو ہمسایہ ہو سائل کا

سفر میں یاد آئے مصحفِ عارض کی ایسی ہی
کہ ہر منزل پہ دم کا ہے مجھے قرآن کی منزل کا

ہم کشتوں پہ کیونکر ... قتل میں پیماں ہوں
نہیں نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقیں ہے دیکھنا عالم یقیں سے شکل دوری کی
در جنت میں آ کھٹکا اگر ہو نام مرے دل کا

گیا تو آب و دانہ ترک راہِ عشق میں لیکن
بہت دشوار دو رہ رکھ کے طے کرنا ہے منزل کا

غضب ہے اس نزاکت کو عشاق میں جو قتل ٹھہرا
نئی سوجھی کہ بسمل سے کٹواتا ہے بسمل کا

بھلا کر دیا محمل کی الفت کیا ہر بار آنکھوں نے
نگاہوں نے مجھکو بار بار استہ بھٹکا کے منزل کا

نسو جنگ کر حکم اُسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل تک جاتا دیکھ کے ... قاتل کا

حسینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہو اب خیمۂ لیلیٰ پہ محمل کا

اثر ہی ناتوانی کا یہانتک بعد مرنے کے
کہ رستم بنتے بنتے زال بنجائے مری گِل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

مدد اے بخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہی
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پانون قاتل کا

رہِ اُلفت مین بے آبی ذقن کی دلکو آفت ہی
مسافر کی قضا ہی چاہ اگر ہو خشک منزل کا

آمیر ایسا کیا بیتاب شوقِ قتل نے میرے
کہ ہی اُس ترک کے خنجر پہ عالم مرغِ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتہاے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھر آتا ہی قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہی قصرِ قاتل کا
لگا ہی آئنہ ہر ایک در مین چشمِ بسمل کا

فرشتون پر عیان ہی سحر اُس زہرہ شمائل کا
خطِ چاہِ ذقن ہی یا دھوان ہی چاہِ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکھ پکڑ رکھتا ہی بازو مرغِ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اڑایا ڈھنگ چاکِ آستین نے دستِ قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلا دو ٹکلایا ہی جو غیرون کو
جدا وفتر سے رہنا چاہیے افرادِ باطل کا

زبان پر تذکرہ اُس تیغِ ابرو کا جو ہی ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہی گلوے مرغِ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہی سختیِ راہِ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرنا ہی طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہون لہے بے آب خود لبریز پانی سے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مری گِل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہی پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مُردن بھی رہے مشقِ ستم مجھ پر
نکالین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گِل کا

کسی نے نقطۂ رخ بے نقط کب عالم مین دیکھا ہی
نہو تا کس طرح نقطہ رخِ محبوب پر تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو اُٹھا لطف یارونکو
تمہاری اس روکھی نے جلایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائے تو ہوتا ہی زوال آخر / سوا ہی ایک شب سے کب زمانہ ماہ کامل کا

وہ ہی خونریز عالم تو جو رکھدے ناز سے انگلی / تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

کڑی ہی اتنی مگر رسوا کریگی کیا قیامت مین / کہین ایسی سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو نہ قاتل کا

الٰہی اشک بھر آتے تھے اُنکی سرد آہون پر / تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اُنسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہی غبارِ گورِ مجنون نے / بگولا جو اُٹھا قبہ بنا لیلیٰ کے محمل کا

امیر اِتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے / مسافر کو لیے جاتا ہی کھینچے شوق منزل کا

اُسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا / زد پہ تیرِ نگہِ ناز کے آ رہنا تھا

سُرخروئی تھی جو منظور تو مانندِ حنا / دل کو اُس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہو گیا بند درِ میکدہ کیا قہر ہوا / بابِ توبہ کی طرح اُسکو کھلا رہنا تھا

شوقِ پابوسِ حسینان جو تجھے تھا اے دل / نقشِ پا بنکے سرِ راہ پڑا رہنا تھا

چشمِ نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا / اے حیا تجکو اُنھین آنکھون مین کہا رہنا تھا

پھولنا تھا نہ بہارِ چمنِ ہستی پر / رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئے بتخانہ سے کعبے کو تو کیا بھر پایا / جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا

ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا / اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برقِ تجلی کو نمایش منظور / بنکے شوخی تری جلوون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا / میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اُسکی جو ہے مجھسے کشیدہ تو رہے / دامنِ یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا

شاہد اُس ترک کے توسن ہی کو رحم آجاتا / نیم جانون کو سرِ راہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور / عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنۂ محشر کو دو بالا ہوتا / قامتِ یار کے سائے مین پڑا رہنا تھا

شل ہوے شل عصا محتسب شہر کے پانون	دست ساقی مین صراحی کا گلا رہنا تھا
ساز تھا مجھ سے جو آہ دل سوزان کو امیر	ابر غم بنکے مری گور پہ چھا رہنا تھا
کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جُدا کیونکر ہوا	دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا
آشکارا رازِ حُسن کبریا کیونکر ہوا	رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا
ای مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے نا اُمید	تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا
وجہ حیرت اہلِ دُنیا مین ہی اپنا حال دل	ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا
ہوش مین آ بدحواس اتنا نہو روتا ہی کیون	نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا
اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہی پھر محتاج بھی	تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا
ناز اُٹھائے مین نے پالا مین نے حضرت کون ہین	دل اگر میرا نہین ہی آپ کا کیونکر ہوا
پوچھ لے قاتل زبانِ تیغ سے سب سرگذشت	کشتے کس مُنھ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا
جیتے جی برسون مین تڑپا تب نہ لی تمنے خبر	مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا کہ دی اغیار نے ترغیب قتل	دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا
خط لکھا تھا مین نے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم	نامہ بر میرا سزاوارِ سزا کیونکر ہوا
لوٹنا دیکھا نہین جاتا بنے ہو نرم دل	ذبح کرتے وقت اِتنا جی کڑا کیونکر ہوا
دل اگر ہی صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار	دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا یہ آئینے کا ہی سارا قصور	خود بخود وہ خودپسند و خود نما کیونکر ہوا
اُسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا	خلق یہ کیون پوچھتی ہی ماجرا کیونکر ہوا
چاٹتی ہی کیون زبانِ تیغ قاتل باربار	بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا
داورِ محشر کو بھائی میری اُسکی چھیڑ چھاڑ	چھیڑ کر پوچھا مکر کیا ہوا کیونکر ہوا
اُلفتِ گیسو بلا تھی مر گیا پھنسکر امیر	ہی بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلہ کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین تیرے تیر کا
رہگیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چلدیا صیاد چھپا چھوڑکر نخچیر کا

زخم دل ہمکو پتا دیتے ہین تیرے تیر کا
دام ہی نقش قدم بھاگے ہوے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ دخل کیا
رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون اُٹھکے مین ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب جھکا گردون مرے دل نے اُٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہی دم شمشیر کا

رات دن پہلو مین ہی کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہی کوئی اکسیر کا

وشت وحشت مین چبھے ہین خار ایسے ہر قدم
پانون شانہ بنگیا ہی گیسوے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہی پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت سے سوا ہی صاحب جرأت کی قدر
سیم و زر سے تیز ہی نرخ آہن و شمشیر کا

حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا سے سزا
پوست کھینچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہی مجکو اُس گیسو کی افشان کی چمک
دل ہی پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہ ہی ناوک فگن تیرا بہک جائے جو ہاتھ
آپ اُڑکر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیکر جگھ
دیدیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اُسکو ہی امیر
سلسلہ پہونچا کہان جاکر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم ترے نخچیر کا
روتی ہی منھ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تابان ہی شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچان دھوان ہی خانۂ زنجیر کا

آئنہ سکتے مین آجاتا ہی مجکو دیکھکر
منھ تکا کرتی ہی حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہی دل ہی ابرو سے دونیم
وار مجھپر تیر سے بڑھکر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا لگا ہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہی مری اُتری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹا ہی تری مژگان نے دل
توڑ اسمین تیر کا ہی کاٹ ہی شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعتِ دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہی اس تعمیر کا

کچھ دمِ آخر نہ اُٹھا سختِ جانی کا مزہ
پاس مجکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئے گا وان عاشقِ دلگیر کا

رنگ لایا جوشِ وحشت عشقِ چشمِ یار مین
نرگسِ شہلا ہی ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہی کیا کیا ہائے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اُگل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اُلٹا ہوگیا قطِ خامۂ تقدیر کا

گرم بازارِ تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہی شمعِ طور کی شعلہ تری تقریر کا

مر گیا دیوانہ کا کل تو حسرت سے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہی گھر زنجیر کا

تھا کسی کی ابرو سے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گردباد آسا ازل سے ہون مین وہ وحشی امیر
خاکِ غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے بسمل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثلِ سلاسل لپٹ گیا

اُس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچون کی شکل ہوگئے فصلِ خزان مین پھول
مکتوبِ اشتیاقِ عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لبِ دریا جو پانون سے
زنجیر بنکے دامنِ ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برقِ آہ
رہزن سے ڈر کے رہبر و منزل لپٹ گیا

لیلیٰ تو محملِ دلِ مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروا ہے ننگ و عار نکر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سرِ محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا
بات کہنا بھی تمھارا ہی معمّا کہنا

روکے اُس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
ہنس پڑے اسپہ تو پھر حرفِ تمنّا کہنا

مثلِ مکتوب نہ کہنے مین ہی کیا کیا کہنا
نہ مری طرزِ خموشی نہ کسی کا کہنا

اور تھوڑی سی شبِ وصل بڑھا دے یارب
صبح نزدیک ہمین اُسنے ہی کیا کیا کہنا

پھاڑ کھاتا ہی جو غیرون کو جھپٹ کر سگِ یار
مین یہ کہتا ہون مرے شیر ترا کیا کہنا

ہر بنِ موے مژہ مین ہین یہان سو طوفان
عین غفلت ہی مری آنکھ کو دریا کہنا

وصفِ رخ مین جو سُنے شعر وہ ہنسکر بولے
شعر ہین نور کے ہی نور کا تیرا کہنا

لا سکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
ارنی مُنھ سے نہ ای حضرتِ موسیٰؑ کہنا

کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے مُنھ سے
اب اگر سچ بھی کہین تم ہمین جھوٹا کہنا

خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
سچے موتی کو مناسب نہین جھوٹا کہنا

کیسے نادان ہین جو اچھے کو بُرا کہتے ہین
ہو بُرا بھی تو اُسے چاہیے اچھّا کہنا

دمِ آخر تو بتو یادِ خدا کرنے دو
زندگی بھر تو کیا مین نے تمھارا کہنا

پڑھتے ہین دیکھ کے اُس بت کو فرشتہ بھی درود
مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کیا کہنا

ای بتو تم جو ادا آ کے کرو مسجد مین
لبِ محراب کہے نامِ خدا کیا کہنا

اِن حسینون کی جو تعریف کرو چڑھتے ہین
سچ تو یہ ہی کہ بُرا ہی اِنھین اچھا کہنا

شوق کعبے لیے جاتا ہی ہوس جانبِ دیر
میرے اللہ بجا لاؤن مین کس کا کہنا

ساری محفل کو اشارون مین لٹا دو ای جان
سیکھ لو چشمِ سخنگو سے لطیفا کہنا

گھٹتے گھٹتے مین رہا عشق کمر مین آدھا
جامۂ تن کو مرے چاہیے نیما کہنا

مین تو آنکھون سے بجا لاتا ہون ارشادِ حضور
آپ سُنتے نہین کانون سے بھی میرا کہنا

چُستیِ طبع سے اُستاد کا ہی قول امیر
ہو زمین سُست مگر چاہیے اچھّا کہنا

قدوم قاصدِ جانان سے فخر خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہی خداے غفور کی رحمت
بہے جو نزع مین آنسو اُسے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو اِدھر آیا اُدھر روانہ ہوا

کمان حُسن نہ تھی آشناے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ اُلفت کا مین نشانہ ہوا

خدا کی راہ مین دُنیا ہی گھر کا بھر لینا
اِدھر دیا کہ اُدھر داخل خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان پسِ فنا صد شکر
غُبار اُڑ کے سرِ قبر شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دردِ شانہ ہوا

نشان غیر کہان صید گاہ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوے گل آئی
سمند ہوش رُکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

ہجوم رنج ہی دینار داغ مٹتے ہین
جگر کا چاک نہ ٹھہرا درِ خزانہ ہوا

یہ بدحواس کیا شوق جبہہ سائی نے
کہ سنگ راہ مجھے سنگ آستانہ ہوا

زمین اُٹھائی یہ نالون نے سر پہ وقت سجود
بلند بام سے وہ سنگِ آستانہ ہوا

پتا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ اِدھر سے اُدھر زمانہ ہوا
وہ بُت وفا پہ نہ آیا مین بیوفا نہ ہوا

سرِ نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجکو غمِ زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

اُمید جا کے نہین اُس گلی سے آنے کی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق و سیل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیمان ہے غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ کو دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا درِ جانان پہ ہم ہوے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئی بجھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا

حسد سے زہر تنِ آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

چنے مہینون ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شبِ ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اُسکے میرے کب سے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہو اُسے زمانہ ہوا

اُٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہرِ یگانہ ہوا

کس تزک سے دھیان آیا اُس رُخِ پرنور کا
آگے آگے سیکڑون اگا تھا شمع طور کا

مِلگیا بوسہ جو اُسکے عارضِ پرنور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہالِ طور کا

رنگ داغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اَب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لانا ہی واعظ کو ضرور
لیجلون شربت بناکر نذر کو انگور کا

آؤن کیا فردوس کو رضوان مین نازک طبع ہون
ناز اُٹھین گے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادیِ وحشت مین کہتا ہی یہ دل
المدد ای شوق منزل ہی ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
کچھ نہ دے شیرین بڑھاوے دل تو اس مزدور کا

ای حسین کیا مُنھ ہی پریون کا جو تیرے مُنھ چڑھین
دیکھکر تجکو اُتر جاتا ہی چہرہ حور کا

بارگاہِ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا
ہی بڑی سرکار حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان فوراً مجھے پرچہ لگا / ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دُنیا جسکے سر پر ہی اُسے راحت کہان / چور رہتا ہی مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دینی ہوائین اُسکو آہ سرد کی / جوش خونِ گرم سے آیا ہی مُنھ ناسور کا

کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہی / بند ہی دم میرے نالون کی بدولت صور کا

وادی ایمن مین تھی برقِ تجلّی بیحجاب / حیرتِ موسیٰ تھی پردہ جلوہ گاہِ طور کا

روزِ خلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین / کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہی ای حضرتِ واعظ خیال / وقف کردو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا بنواتا امیر / ہاتھ آجاتا اگر دامن شبِ دیجور کا

کیا تڑپ رکھتا ہی شعلہ عارضِ پُر نور کا / لوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہی برقِ طور کا

داغ سینہ جل اُٹھے مُنھ پھک گیا ناسور کا / دھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

ہی غضب کا شوخ وہ بُت ہو جو صحبت دو گھڑی / چٹکیان لے لے کے زانو لال کردے حور کا

بیٹھتا ہون وصف لکھنے اُسکے حُسنِ صاف کے / شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روزِ حشر بھی / رو دیا مین دل بھر آیا سُنکے نالہ صور کا

میکش مفلس ہین پہلے مجکو دے ساقی شراب / دل بہت ہوتا ہی تھوڑا مرد بیمقدور کا

می پئین گے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور / جام ہیرے کا ہو خم ترشا ہوا بلّور کا

عمر گذری ہی کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین / گھر مرا کیا قید خانہ ہی شبِ دیجور کا

عاشقِ مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش / لُطف اُٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم مزے سے حسن کے واقف نہین کچھ زاہدو / نام ہی سُنتے ہو مُنھ دیکھا ہی کس دن حور کا

جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین حقے کے پھول / ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کشِ مغفور کا

ای خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز / آبِ حیوان گر نہین شیرہ تو ہی انگور کا

جلوۂ حسنِ الٰہی اور پتھر اے کلیم
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

گور بھی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا منھ ہی جو دعویٰ خدائی کا کرے
بولتے ہین آپ حضرت نام ہی منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیرِ مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سایے مین اِس مغفور کا

تو نہوا اے یار تو جنت جہنم ہی مجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منھ حور کا

عبرتِ اہلِ دول منظور ہی مجکو **امیر**
بھیک بھی مانگون تو کاسہ لون سرِ فغفور کا

جیسے باندھا ہی تصور اُس رخِ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہی چراغِ طور کا

بخت واژون سے جلے کیون دل نہ مجھ محرور کا
مرہم کافور سے منھ آگیا ناسور کا

اِسقدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی مین نے تو سنگِ طور کا

تجکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے
ہم بغل تجھ سے ہوے پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہی تیرہ و تار اِس قدر
پڑ گیا سایہ مگر میری شبِ دیجور کا

حسنِ یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہی فرق
چوٹ یہ نزدیک کی ہی وار تھا وہ دور کا

قصرِ تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسی کا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپایا خلد مین
خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجتِ مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کاٹتا ہی کون شمعِ طور کا

زلف و رخ کے یار سے نیرنگ قدرت ہی عیان
مہر کے نیچے مین ہی دامن شبِ دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہو کر سرمہ بنجاتا ہی پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شورِ حشر
سونے والون کو جگا سکتا نہین غل دور کا

پوچھ لینا سب وطن کا حال ای اہلِ عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون اُٹھا دور کا

عجز کرتے ہین عدو کے جان سے بھی خاصانِ حق
جھک گیا سر آکے پاے دار پر منصور کا

موت کیا آئی تپِ فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

موذیون کو حادثون سے دہر کے کیا خوف ہی
بارشِ باران سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشمِ ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہین
مغبچون سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین میخانۂ عالم سے ہم سوے عدم
کہدو از خود رفتگی سے ہی ارادہ دور کا

کی نظر جسپر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہی اثر گردِ نگاہِ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمکِ شب تاب مین عالم ہی شمعِ طور کا

مر کے یارانِ عدم کے پاس پہونچونگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہی دور کا

یا رب شبِ وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آوازِ صور سُنکے کہا دل نے قبر مین
کِسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہی آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقتِ سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہی لازم بجاے قصر
زردارون سے کہو کہ کرین صرفِ زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہی خط مین پیامِ وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجکو نہین جو اُنس محبت کہان سے مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہی یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہِ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

جا بے قیامِ منزلِ ہستی نہ تھی امیر
اُترے تھے ہم سرا مین کہ کوسِ سفر بجا

ہوا یہ جوشِ شبِ ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھون مین حال جو اپنے خطِ مقدر کا
ورق سیاہ کرون آفتابِ محشر کا

یہ کسکی یاد مین رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریان ہی حوضِ کوثر کا

حصارِ امن ہی ہمسے سیاہ کارون کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیان ہی رجعتِ خورشید اور شق قمر
یہ معجزہ ہی علیؑ کا تو وہ پیمبرؐ کا

جو صاف دل ہین اُنھین جور چرخ سے ہی امان
پسا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا

صفاے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگ مرمر کا

ہوا یہ کس قدِ موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہی مصرعِ صنوبر کا

عبث ہی ناز تمول پہ ان امیرون کو
اُٹھا کے لائے ہین کوڑا فقیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جانان کو ہو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبرؐ کا

زبان پہ نالہ ہی جبتک ہین اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانون لشکر کا

جو کام آئے پس مرگ بھی کسی کا ہنر
چراغ آئنہ ہو مرقدِ سکندر کا

حصول کیا جو ہلا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہی کیمیاگر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہی کیا مجھے دشمن
مقامِ خوف نہین شیر ہو جو پتھر کا

جمال جنکے سراپا تھے نور کی صورت
نہ پانون کی خبر اُنکو نہ ہوش ہی سر کا

عزیز کرکے فلک کر رہا ہی مجکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہی قطرہ گوہر کا

کہان یہ سختیِ عالم کہان دل نازک
غضب ہی شیشہ اُٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہی نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہی نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سائے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ ہنسے رنگ جما یا چمن ہوا

اخگر کی طرح نیست بتدریج تن ہوا
تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیون سے ہوا شاعرون کی تنگ
علم خدا مین جا کے نہان وہ دہن ہوا

آوارہ مین ہوا جو جگہ دل مین تمنے کی
تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا

دُنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا

احوال گور و حشر وہین مجھپہ کھُل گیا
خلوت سے جب روان طرفِ انجمن ہوا

دکھلادے ای بُت آج تو بہرِ خدا وہ شان
شیخِ حرم پُکارسے کہ مین برہمن ہوا

رخصت کے وقت رو یہ اُس مُنھ پہ رکھو کے مُنھ
دریا چھلک کے وہ چاہِ ذقن ہوا

غیرون کو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر
اک حسرتون کی پوٹ ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوت اتنی تو مجکو فلک نے دی
ہاتھون سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئنہ
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا مین غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ یاس مین تو کانپنے لگا
ای ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہان وہ تماشائے گل کہان
روئی لہو نگاہ جو ذکرِ چمن ہوا

افشائے راز تا نہ ہو زہّاد پر کہین
رندون مین دختِ رز کا لقب جانِ من ہوا

نعم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہون نصیب مجھے تب کفن ہوا
جب رہن مے فروش کے گھر پیرہن ہوا

چھیڑا جو مین نے یار کو گرمِ سخن ہوا
پیدا مری زبان سے اُسکا دہن ہوا

کافر بدل کے بھیس سوارِ برہمن ہوا
پتھر بنا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

شکلِ وطن نہ صورتِ اہلِ وطن ہے یاد
مُدّت ہوئی کہ وادیِ غربت وطن ہوا

مجھ مست کی ہی ہاتھ ترے یارب آبرو
تجکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا

لالچ تھا داسطے ہی سے ذوقِ سخن سلے
اس سے مین ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا

سو عکس آئنے مین پڑے اور مٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مسّی نے جام ٹیکا اُڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیرِ باغِ وصل کہان اور ہم کہان
گولر کا پھول یار کا سیبِ ذقن ہوا

رکھنا تھا پاک پرسشِ روزِ حساب سے
اِسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہی پھاڑ پھاڑ کے اُنمین شرابِ ناب
کیا صرف کارِ خیر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کردیا
نظارۂ جمال سے بُت برہمن ہوا

تارِ نگاہ و تارِ نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسی کو میسر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب مرے دل کی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیالِ وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصلِ خزان تلک
لو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہلِ عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہدِ معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے ہین مست بہارِ چمن ہوا
جو گل نیا تھا جامِ شرابِ کہن ہوا

باہم جو ذکرِ زلفِ شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر سے مجھے شوقِ چمن ہوا
برگِ شگوفہ پنبۂ داغِ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دون جوابِ شکوۂ دل کا تمھین کہو
تمسے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہی کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اسپا کا سفر وہ ہی کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب دار کھل گئین آنکھین مزار مین
یوسفؑ کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطرِ غربت تڑپ گیا
منھ وقتِ واپسین بھی جو سوے وطن ہوا

جورِ سپہر سے ہمہ تن ہی یہ داغِ دل
بیدرد جانتے ہین شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی	حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا
احباب اپنے اپنے گھرون مین ہین محو عیش	کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا
صیّاد قید مین مجھے کیا خواہش چمن	جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا
لیلیٰ کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز	سینے مین لوٹ کر دل مجنون ہرن ہوا
لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہی	لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا
مستی ملی جو اُسنے ہوا بدگمان ہین	بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیرؔ یہ فکر خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مرکز علو قدر سے عریان بدن ہوا	حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا
دل عشق مین یہ جاذب رنج و محن ہوا	مانند داغ درد بھی جزو بدن ہوا
کسکا رُخ صبیح یہ پرتو فگن ہوا	آئینہ وار مالک نہر لبن ہوا
دشت شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا	جن کیا فرشتہ بھیس بدلکر ہرن ہوا
چارہ غم فراق کا کیا ہی سواے صبر	ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا
ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر	ہر داغ تازہ مرہم داغ کہن ہوا
اللہ ری صفاے طبیعت کہ بعد مرگ	گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا
آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم	پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا
یاد تجلی رُخ روشن جو دل مین تھی	فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا
ایسا ہوا ہی اب تو زمانے کا خون سفید	آیا جو لعل ہاتھ مین دُرّ عدن ہوا
افشاے راز وجہ جنون ہی برنگ گل	بو پھوٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا
پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس	میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا
نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے	منھ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھے ان آنکھون نے اسقدر
تارِ نگاہِ زلف شکن در شکن ہوا

پلکین جو گریۂ غم فرقت سے گر گئین
مشہور طفل اشک مرا صف شکن ہوا

گالی تو دی سوال پر اُسنے ہزار شکر
دستِ سوال جادۂ راہِ سخن ہوا

باغ جہان مین طائرِ مضمون تھے ای امیر
جس دام مین پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ابر مین مین دل افگار ہو گیا
بجلی کا کوندنا مجھے تلوار ہو گیا

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہو گیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا

اُلٹا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
مین نام حور لیکے گنہگار ہو گیا

ورد زبان جو وصف رُخ یار ہو گیا
گل بلبلون کا غنچۂ منقار ہو گیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر مین
جگنو چمک کے شمع شبِ تار ہو گیا

کیا وادی جنون مین ملا مجکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا

کفر آشنا کہان ہی کوئی مجھسا دوسرا
سبحہ کا تار ہاتھ مین زنار ہو گیا

بادام چشم و سیب زنخدان کے وصف سے
خامہ ہمارا شاخ ثمردار ہو گیا

گلیون مین اب تو پھرنے لگا ہی وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکبِ سیار ہو گیا

گلگشت باغ کی جو جنون مین ہوس ہوا
چاکِ جگر سے وا در گلزار ہو گیا

احسان کسی کا اس تن لاغر سے کیا اُٹھے
سو من کا بوجھ سایۂ دیوار ہو گیا

دریائے نیستی مین نہ ڈوبا مین بعد مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

بے حیلہ اُس مسیح تلک تھا گذر محال
قاصد سمجھ کے راہ مین بیمار ہو گیا

اُترا نہ یہ گذر گئی فصلِ بہار بھی
طوقِ گران گلے کا مرے ہار ہو گیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ اب
عالم تمام وادیٔ پُرخار ہو گیا

جس راہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال
آئینہ وار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک اُلفتِ خرگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغییر ہو گیا	یہ طفل بے جوان ہوئے پیر ہو گیا
پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ	دیکھا جو اُس نگار نے تصویر ہو گیا
برباد قصر تن جو ہوا بنگئی لحد	وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا
ہم وحشیون کی باتون سے اُڑ کر بھی یہ خاک	تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا
افشان کے ہجر مین جو چمک یاد آگئی	جگنو شرارِ نالۂ شبگیر ہو گیا
دل پھنس گیا جو اُسکے خطِ سبز تک گیا	یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا
گردش رہے ہزار زبان سے نہ اُف کرون	مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا
وہ طالبِ فنا ہون بنا جب کوئی محل	سمجھا یہ مین کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا
عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان	ہم پیر کیا ہوئے کہ جوان پیر ہو گیا
آئینۂ جمال سے سکتہ ہوا مجھے	تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا
زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی	لو بے گناہ موردِ تعزیر ہو گیا
اُس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤن کا ڈھیر	موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا
ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف	عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا
جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر	اب شاعری جوان ہی تو مین پیر ہو گیا

بختِ سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صوفِ مدادِ خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا کشتہ ہی یارب کس شہادت گاہ کا	ہر شگافِ زخم دروازہ ہی بیت اللہ کا
حال روشن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا	شمع کے مانند دل پتلا ہی اشک و آہ کا
پاسے استغنا سے تم ٹھوکر لگاؤ گے ہزار	سر نہ سجدے سے اُٹھیگا بندہ درگاہ کا

رند مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا
تو پتا ہی پوچھتا ہی ابتلک اُسکی راہ کا

عشق شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سے کم
ایک عالم ہی محبت مین گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہی مجھے
وہ بھی اک میدان ہی میری شہادت گاہ کا

کھُل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہِ یار ہی
کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبط غم کاوش نے تیرے دل کو تودہ کر دیا
بنگیا پیکان سمٹ کر تیر اپنی آہ کا

فکر رہتی ہی یہی دل مین کسی کے گھر کرین
تب جہان مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا

منظر چشم اک تماشا گاہ ہی تیرا صنم
خلوتِ دل ایک حُجرہ ہی تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہی طبیعت عشق قد مین بعد مرگ
سرو بنکر قبر سے نکلا ہی مصرع آہ کا

دیر مین آ حسن کا طالب ہی تو زاہد اگر
بُت ہی ہین جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا

ہم کہان دُنیا کہان کچھ یون ہی دلمین آگئی
دیکھیے چلیے تماشا اس تماشا گاہ کا

جانے بھی دو جان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج
چاک ہی ہونا ہی اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف
مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو اپنی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی
اس دُلھن نے مُنھ نہین دیکھا کبھی نوشاہ کا

اُٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہی بیت اللہ کا

حُسن اس شوکت پہ مجرائی ہی اُس درگاہ کا
رُتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اُٹھتا ہی شعلہ میری دودِ آہ کا
خوف ہی گردون کو جلجائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اس تک برہمن دیر سے
ایک تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

ہر مہینے ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زور تن
نوکری کب کی کہ دعویٰ ہی اسے تنخواہ کا

ہی مسیحا کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آوازہ ہی جس سے قم باذن اللہ کا

جا پہونچنا عرش تک اے ضعف کچھ مشکل نہین
ہاتھ آجائے ذرا مجکو سہارا آہ کا

ہر گلی اپنی نظر مین کوچۂ محبوب ہی
جیسے ہی آنکھون مین سُرمہ اُسکی گردِ راہ کا

اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہی قتل
سر وہین پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ بوجھے ہو کہ وہ کیا چیز ہی
نام تمنے سن لیا ہی زاہد واللہ کا

ای معلم تیز ہی اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہو جائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

مین اگر کانٹے دکھاتا ہون نہ بانکے پیاس مین
دیکھتے ہی خشک ہو جاتا ہی پانی چاہ کا

آج سے کھینچون تو آتے آتے مُدت چاہیے
ضعف مین مشکل ہی دل سے لب تک آنا آہ کا

کیجیے عمرِ دوروزہ عشق ابرو مین بسر
قطع کرنا چاہیے شمشیر سے اس راہ کا

میرے دل کے آئنے مین مُنھ جو دیکھے برہمن
نقشہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

مر گیا ہون اُلفتِ قامت مین آہین کھینچکر
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ مدِ آہ کا

روے قاتل زرد ہو جائے نہ کیونکر خون سے
سُرخ آندھی ہی غبار اپنی شہادت گاہ کا

ذکر حق مین سب حوادث سے ہون محفوظ ای امیر
ہی حصارِ امن گنبد مجکو بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہی دلِ آگاہ کا
مہر ہی ایک ایک ذرہ میری گردِ راہ کا

طالبِ دریا ہو دیدار ایک رشکِ ماہ کا
زرق ماہی پہ کیجیے لکھ لکھ کے نام اللہ کا

خوب ہی منھدی رچی خونِ شہیدِ ناز کی
خنجرِ قاتل پہ عالم ہی کفِ نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحرِ فنا ہی لا آلہ
ہی اُبھرنا اِس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

مِصرِ دل مین تجھ سے یوسف کو کیا ہی بادشاہ
ای پری رو مین تو دیوانہ ہون اپنی چاہ کا

اِسعدِ دل پر تصرف کیا سبب یہ کون ہین
بک گیا ہی کیا بتون کے ہاتھ گھر اللہ کا

بسملون کے رقص پر اُس طفل کا ہی لوٹ دل
اب شہادتگاہ مین عالم ہی بازیگاہ کا

حق رسی چاہے تو ہفتاد و دو ملت سے گذر
منزلین طی ہون تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

دیکھکر ناف و کمر اُس بت کی آتا ہی خیال
رہرو راہِ عدم کو بھی خطر ہی چاہ کا

ساکنِ مسجد ہوا جاکر جُھکا جو سرو قد
سچ مثل مشہور ہی سیدھا ہی گھر اللہ کا

عشق عارض کر رہا ہو حسن عارض کو تباہ
لوٹتا ہو لشکرِ شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کہیے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا

پیاس شیدائے زنخدان کی بجھانا چاہیے
حیف ہو پیاسا جو رہجائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤں کا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا
بنگیا سروِ کنارہ جو الف اللہ کا

گوہرِ مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر
تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ہمچشم ابر کیون مژہ تر سے ہوگیا
تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا

ہی کشورِ عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزلِ ہستی سے جو گیا

اب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہوگیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
اُس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیال خطِ سبز مین جو عمر
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بجھتا شرارِ آتشِ گل سے نہ ایک خس
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا
ابر آکے خاکِ گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جسمین تھا دلِ گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بتِ مغرور رہا
حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمرِ رفتہ کے تلف ہونے کا آیا تو خیال
لیکن اُس دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کسدن نہوئے موسمِ گل مین میکش
روز ہنگامہ تہِ سایۂ انگور رہا

گردشِ بخت کہان سے ہمین لائی ہی کہان
منزلون وادیِ غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناموری ہی درکار
دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہی چرخ چہارم پہ یہ بیچ محلے پر
سچ ہی عیسیٰ سے بھی بالاتر امزدور رہا

فصلِ گل آئی گئی صحن چمن مین سو بار
اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برقِ تجلی نظر آیا نہ کبھی
مدتون جا کے ہین زیرِ شجرِ طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانے سے جوانی کے خراب
مشک وہ مشک نہ کافور وہ کافور رہا

غولِ صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر
لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفلِ جانان مین امیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا زیرِ زمین اے تنِ بیجان کسکا
شہر بیگانہ ہی یان کون ہی پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہی ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر
پھر تو یہ کوہ ہی کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سُنون مین یہ مجھے تاب بھی ہی
ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہی اغیار کا بھی
دیکھیے حصہ ہی وہ سیبِ زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہی معطر ہر صبح
چھو کے آئی ہی صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسی دم انھین فرصت ہی نہین
کیا خبر ہی کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہی صدا
عندلیبون کے سوا ہی یہ گلستان کسکا

صورتِ گل جو شگفتہ ہین مرے زخمِ جگر
یاد آیا ہی مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوے الفت مین ہی باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
سامنا تو نے کیا اے مہِ تابان کسکا

منحرف ہین رخِ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھ کے اُٹھا ہی سلیمان کسکا

ہو رہی ہو تری رفتار سے پامال جو خلق
تو نے سیکھا چلن ای کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہی تابع فرمان کسکا

بن دندان سے ذرا کر چمن حسن کی سیر
پھر ہی خرما ے لب و سیب زنخدان کسکا

اس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہی اٹھائے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہستی تھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہی تو
چشم ظاہر کو ہی مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمپہ یہ حال
رگ گردن سے ہی نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہی ہمین صلح کی بو
دل ملاتا ہی یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دے سزا مجھسے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہی سارا زمانا تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار
بال باندھا ہی یہ اے ترک نشانا تیرا

دست نازک سے اٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھ جھولے گا اتر جائیگا شانا تیرا

اب تو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حسن جوانی تھا زمانا تیرا

ای صدف چاک کریگا ہی سینہ اکدن
تو یہ سمجھی ہی کہ گوہر ہی یگانا تیرا

منھدی ملتی ہی جو مشاطہ تو کہتا ہی وہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دل عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہی ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا کیجیے نالے کب تک
مشکل اے طالع خفتہ ہی جگانا تیرا

کوے قاتل کو تو ہوتا ہی روان تو قاصد
جان لے دم بھی عدم کو ہی روانا تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور
پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھے ہمسے عداوت ہنوا ای نفس شقی
ہمنے کہنا کبھی جھونٹون بھی نہ مانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
اب تو ہی ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہی یہ ناز اُسکی کبریائی کا
کرے اُڑا ہی مجھے شوق کبریائی کا

قلق ہوا نہ مجھے صیاد کی جُدائی کا
یہ چھپے نہین افسوس ہی رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اُسکی بیوفائی کا
کہ ہی صلہ یہی مُدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جُدائی کا

بغیر بہو پنچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئنہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھو گے حُسن اپنی خودنمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روز شادیِ وصل
لباس ماتمی اُترے شبِ جُدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا
ترا دہن بھی ہی کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین ساقی کے کیا ہی اے زاہد
بھرا ہی اسمین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہی سارے جھگڑونکا
زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئیگی
چڑھا ہی چار گھڑی دن ابھی جُدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جاے وہ پورا ہی آشنائی کا

بچے ہماری نگاہون ہین کیا درازیِ حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شبِ جُدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جامِ استغنا
بتون نے کاسہ اُسے کر دیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہی آپ جائین وہان
یقین ہی یہ اُسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھ سے دل نے کہا
وہ دیکھو گھاٹ ہی دریاے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر
چلن دکھانے کو آئی تھی بیوفائی کا

گِلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
فریفتہ ہون اِس اندازِ دلربائی کا

امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوقِ آشنائی کا

ہوا وصال جو صدمہ ہوا جُدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جُرم ہوا ہوگا آشنائی کا

مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہی یہ کوئی ستارہ شبِ جُدائی کا

بہار آئی ہی پھر خیر ہو خداوندا
جنون کے ہاتھ مین دامن ہی پارسائی کا

نگین آیتِ سجدہ ہوئی ہی پیشانی
اثر ہی یہ تری چوکھٹ پہ جبہہ سائی کا

لپٹ گیا سگِ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایشِ شمشیرِ ناز کرتے ہین
یہ خوب وقت ہی تقدیر آزمائی کا

ہمارے دلمین وہین گُدگدی ہوئی پیدا
جہان کسیکو سُنا ذوق دلربائی کا

اُٹھا جو درد تو گھبراکے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا

گھرکے گرد یتیمی ہی میرے دل کا لال
غُبار مین بھی ہی عالم وہی صفائی کا

حیا تو اُسکو بٹھائے ہزار پردے مین
مگر جو نیٹھنے دے شوق خودنمائی کا

پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا

یہان ہی ذوق اسیری مین مجھبہ حالتِ وجد
وہ جانتا ہی کہ مشتاق ہی رہائی کا

کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے
کہین پہاڑ سے ہی سخت دِن جُدائی کا

اُٹھو امیر نہین ماننے کی وحشتِ دل
یہ عذر لنگ تمہاری شکستہ پائی کا

گیا تھا کس سے گلہ مین تے کج ادائی کا
تجھے تو شوق ہی اے جنگجو لڑائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعوی ہی خودنمائی کا
مجھے یقین نہین آتا سُنی سُنائی کا

کمال حُسن نے بے پردہ کردیا اُن کو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خودنمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جاکے شکر کے سجدے
ملے جو اذن درِ بُت پہ جبہہ سائی کا

عجب طرح کی در انداز ہی خزان ظالم
کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا

ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
لہو رلائے گا ہنسنا یہ بیحیائی کا

نقاب یار نے الٹی ہی حضرت ناصح
یقین ہی فاش ہوا اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اُسکے آستانے پہ
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا

چلی تو ہی ہین صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہی لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہین پائون خود نمائی کا

مین درد دل بھی شب وصل کہ نہین سکتا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو اُسے جدائی کا

کہین سے ہاتھ شراب آئی ہی کہین سے گزک
مزہ ہی کوے خرابات مین گدائی کا

چلون وہ چال رہ عشق مین کہ خار تو کیا
سراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق مین ہی بیخودی یہ ڈرتا ہون
گلہ نہ منھ سے نکلجائے بے وفائی کا

گذر نہین ہی حرم مین تو دیر کو چلیے
امیر کام کہین بند ہی خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا
مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا

کہان نہین ہی تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتوان ہون اگر نبض کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہی آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہی قبا اُنکی
کہ بند بند ہی خواہان گرہ کشائی کا

کمان ہاتھ سے رکھ صیدگاہ عرفان مین
کہ تیر صید ہی یان دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے
سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا

ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدے مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہی خدائی کا

تمام ہو گئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

نہین ہی مُہر لفافہ پہ خط کے ای قاصد — یہ داغ ہی مری قسمت کی نارسائی کا
نقاب ڈال کے ای آفتاب حشر نکل — خدا سے ڈر یہ کہین دن ہی خودنمائی کا
نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین — یہ ذوق ہی ترے ناوک کو دلربائی کا
مری طرف سے کوئی جاکے کوہکن سے کہے — نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا
کہا جو مین نے کہ مین خاک راہ ہون تیرا — تو بولے ہی ابھی پندار خودنمائی کا
جنون جو میری طرف ہو وہ جست وخیز کرون — کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگیِ دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا — ہر نفس کو میرے سینے پر گمانِ قبر تھا
کیون ہُوا عاشق جفا پر گر نہ تجکو صبر تھا — اے دلِ بیتاب کیا تجھپر کسیکا جبر تھا
تار مین کیونکر نہ جاتے میکشی کو باغ مین — ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا
تابعِ بُت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا — ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا
گلرخانِ دہر پر سو سو جگہ مر مر گیا — جو کِھلا گل باغ مین میرا چراغِ قبر تھا
تجکو بھی اِک سنگدل محبوب سے پالا پڑا — یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ پیرا صبر تھا

بار بار اُسکی گلی مین کیون نہ جاتا ای **امیر**
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگِ اثر ہوا — اُس گل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا
سرمے کی طرح چشم بتان مین نہ گھر ہوا — مین مثل میل سرمہ عبث دربدر ہوا
اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان — اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا
راہِ درازِ کوچۂ جلاد قطع کی — قصّہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا
فرصت ملی نہ گردش پست وبلند سے — سوئے کبھی جو پاؤن تو دوران سر ہوا

اللہ ری نزاکتِ جانان کہ شعر مین
مضمون بندھا کمر کا تو دردِ کمر ہوا

کچھ خاک ہوگئی جو مجھ آوارہ کے شریک
چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوزِ عشق
پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا

پیسا کسی کی آنکھ کی گردش نے اسقدر
مین خاک ہو کے ذرّۂ گردِ نظر ہوا

چلّائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار
نکلی دُلھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

نازک دلون کو ہی سخن نرم بھی بہت
پینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا

شادی نے مثلِ گل ہمین دکھلائی شکلِ غم
ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا

پیری مین حد یہ ضعف کہ پلکین بھی جھڑ گئین
مُرغِ نگاہ طائرِ بے بال و پر ہوا

مضمون اگر رسا ہو تو آئیگا تا زبان
خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا

ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین
آئی دُلھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا امیر
ایسی خبر سُنائی کہ مین بیخبر ہوا

دل مین جب مہمان خیالِ زلفِ جانان ہوگیا
آنکھ مین خوابِ پریشان سنبلستان ہوگیا

اسقدر شرمندہ پیشِ روے جانان ہوگیا
مہر گھٹ کر دامنِ شبنم مین پنہان ہوگیا

دل کسی کا ہاتھ مین لانا ہی دولت کی دلیل
یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہوگیا

کیا ہماری گور پر ہو احتیاجِ روشنی
چار جگنو جب چمک نکلے چراغان ہوگیا

دلِ مجروحون کے تڑپانے سے قاتل کا بھرا
چٹکیان رہ رہگئین خالی نمکدان ہوگیا

جا کے تنہا اور بھی صدمے اُٹھائے باغ مین
پھول جو بھولا مجھے داغِ عزیزان ہوگیا

غیر نے اُس گُل کے بالون مین کبھی کنگھی جو کی
مثلِ سنبل تار تار اپنا گریبان ہوگیا

ضبطِ غم سے طرفہ دولت سرخروئی کی ہوئی
خون ہوکر دل مرا لعلِ بدخشان ہوگیا

عشق گیسو مین ہوا سامانِ غم سامانِ عیش
خواب گر آنکھون مین آیا وہ پریشان ہوگیا

اُسنے جب تیوری چڑھائی کرلیا مجکو شکار — گوشۂ ابرو کمانِ تیر مژگان ہوگیا
وجہ رسوائی نہ تھا دلمین نہ تھا جبتک کہ عشق — آگے مضمون لفظ کے جامے سے عریان ہوگیا
ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا — آتش تر سے جو اے ساقی گریزان ہوگیا
اوج ہمت ہی بقدرِ بے سروپائی یہان — جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہوگیا
سوزِ غم مین کچھ نہ پوچھو حلد تن کا مجسے حال — جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا
اے جنون کہتے ہین اہلکو اتحادِ حسن و عشق — جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا
قید مین آنے لگے جب لختِ دل اشکونکے ساتھ — خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

تیر لاکھون کھائے میدان محبت مین امیرؔ
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہوگیا

اوجِ دولت اُس پری کا سوزِ ہجران ہوگیا — داغ سر پر خاتم دستِ سلیمان ہوگیا
خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہوگیا — کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہوگیا
اَب کہانتک میرے تڑپانیکو چھڑکیگا نمک — ہر دہانِ زخم اے قاتل نمکدان ہوگیا
میری چشمِ تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال — پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا
تم کھلے بالون جو آنکلے کبھی گلگشت کو — تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا
جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانندِ گل — ٹکڑے دامن ہوگیا پُرزے گریبان ہوگیا
دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذبِ شوقِ قتل — جب گلے سے ملگیا خنجر گریبان ہوگیا
وحشتِ گیسو مین جا نکلے سوے صحرا جو ہم — پیچ کھاکر جادۂ رہ مارِ پیچان ہوگیا
تھا مسلمان جبتلک مشتاق کافر تھا وہ بُت — یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا
سوزنی پر مجکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین — شامیانہ سایۂ نخلِ مغیلان ہوگیا
بنگئی اُنکی بناوٹ سے ہماری جان پہ — پانیچون مین گوکھرو ٹانکا تو پیکان ہوگیا
خوبرویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم — مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

کیا اثر ہی جو بہایا وِلبِ لعلین مین اشک
گرتے گرتے آنکھ سے لعلِ بدخشان ہوگیا

کیا تبسم نے ترے ای رشکِ گل چھڑکا نمک
صحنِ گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اُڑ جاتا ہی آتے ہی بہار
دامنِ گل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا

عشقبازون سے پھری رہتی ہی تو ای چشمِ یار
تجھسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہوگیا

ضعف سے مین قیدیون کی طرح ہل سکتا نہین
قدِ پُر خم حلقۂ زنجیرِ زندان ہوگیا

حسرتین خون ہوگئین دلمین تو لایا عشق رنگ
داغِ دل کا لالۂ گنجِ شہیدان ہوگیا

جب نقاب اُلٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑ گئے پردے وہ رُخ آنکھون سے پنہان ہوگیا

او کماندار اسکو کہتے ہین ہجومِ درد و غم
تنگیِ دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشیِ نازک مزاج
نکہتِ گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہوا غنچہ تو اُس سے یہ صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل نیا ہر ایک نقشِ پا سے خندان ہوگیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا

تشنگانِ عشق کے لب بھی نہونے پائے تر
وائے قسمت خشک وہ چاہِ زنخدان ہوگیا

بوسۂ گیسو پر اُسنے ذبح کر ڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خونِ مسلمان ہوگیا

ای پری بل دیکے زلفومین غضب تونے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا

ہمنے دیوان مین یہ مضمونِ دلِ مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گورِ غریبان ہوگیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغِ قاتل نے بہار
بسملون سے اُسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا

پڑ گئی جسکی نظر اُسپر وہ دیوانہ ہوا
حُسن ہے انسان بلاے جانِ انسان ہوگیا

پنڈلیون تک آبِ خجلت مین پریرو غرق ہین
آفتابِ حشر وہ رُخسارِ تابان ہوگیا

لختہاے دل کی یہ کثرت ہی تیرے دور مین
کوڑیون کے مول ہر لعلِ بدخشان ہوگیا

وحشیونکی بستیِ قسمت نے پھیلائے یہ پانون
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہوگیا

دیکھکر رنگِ خزان مین باغ کے در سے پھرا
ہر نہالِ خشک مجکو چوبِ دربان ہو گیا

آسیاے چشمِ لیلی نے یہ پیسا دشت مین
بخت مجنون سُرمۂ چشمِ غزالان ہو گیا

مر گئے ایذاے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہو گیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضو سے آبِ پیکان ہو گیا

پیچ مجکو کیا مرے گھر تک تو قسمت نے دیے
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخِ غزالان ہو گیا

نامۂ اعمال ہی جبتک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہو گیا

بے نشانی کا ہی چرخ سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمرِ یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جبتلک دل کو سنبھالو نہین دل زار نہ تھا

جب کہا اُس سے شبِ غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگارون مین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسی کو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابلِ دیدار نہ تھا

جوشِ وحشت اسے کہتے ہین کہ آتے ہی بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سر رہی کے اگر چل جاتے
پھر نہین مجھ سے مجھے تجھسے سروکار نہ تھا

آنکھین پتھرا گئین موسیٰ کی نہین تو سرِ طور
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو رہے کیون خاموش
دمِ اعجاز تو قفلِ دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی
ہمسے کھنچنا تجھے اے خنجرِ خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست
عہدِ ساقی مین نہ تھا توبۂ میخوار نہ تھا

خون ناحق سے جلایا تھا غضب کا لاکھا
لبِ معشوق سے کچھ کم لبِ سوفار نہ تھا

مجکو کیون پیچ مین لایا دمِ آرائشِ حسن
کچھ تری زلف کا طرہ تو مین اے یار نہ تھا

وقت بد مین نہ ہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا
کیا کوزہ تھا کہ جسمین یہ دریا سما گیا

کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا
پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا

کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون
وہ پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہی دم
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر
چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا

سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو
صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا

جاتا ہی نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کیا
جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا

اُس بُت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہی
نالہ کیا تو عرش خدا تھرتھرا گیا

توڑے تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے
ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا

موسئ اِسی پہ دعوی دیدار تھا تمھین
دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا

ہوش و حواس جانیکا ایدل گلہ نہ کر
تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا

ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لے گیا
کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا

گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق
پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نواز یون پہ خدائے کریم تھا
گرتا نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا

باتین بھی کین خدا نے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
مین بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

کیا رنگ اُسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
دوزخ ہی آج کل جو ریاض نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھ کے خنجر قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا

بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا
سایہ مرا لیے ہوے میری گلیم تھا

دُنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر مین تمسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہی جو منزل اُلفت مین ساتھ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا

لاتی کبھی ہمارے قفس تک بھی بوے گل
ٹوٹا ہوا نہ پانوٗن ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب مر کے ہمین نقد عیش کیا
زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا

کیا چاہتا مین فیض کہ انجم سے آسمان
اک تودہ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

کچھ اُنکو زیب گوش کی حاجت نہ تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا

آنکھین تھین اپنی نور تجلی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر
سُنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا

دُنیا کا حال اہل عدم ہی یہ مختصر
اک دو قدم کا کوچہ امید و بیم تھا

ہم اپنی دُھن مین مست تھے کیا جانین حشر مین
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامان عفو کیا مین کہون مختصر یہ ہی
بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم مین بیٹھ رہا مثل دُرد مے
تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض
کیا جانین ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل مین نہین آیا تھا ای پری
سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا
گلگشت مین نقاب اُلٹے وہ رُخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظِ نسیم تھا
رنگِ چمن بہار مین بلبل سے پوچھیے
گل کا زمین پہ پانون نہ مثلِ نسیم تھا
اُلفت کے دل جلون کو وہان نیند آگئی
خس خانہ تھا کہ طبقۂ نارِ جحیم تھا
کرتا مین دردمند طبیبون سے کیا رجوع
جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیرِ سایۂ امید وبیم تھا
جسدن جحیم تھا نہ ریاضِ نعیم تھا
سوراخ کیون ہی سینۂ گوہر مین ای فلک
بتلا تو ہمسکو کون گناہِ یتیم تھا
اُسکو کہان دماغ تجلی تھا طور پر
سارا ظہور جلوۂ شوقِ کلیم تھا
محشر مین لقمہ مین نہوا کی خدا نے خیر
مدت سے ورنہ کھولے ہوے مُنھ جحیم تھا
تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے ساز تجھے اے حکیم تھا
کیا جانین کس غریب کی آئی تھی رہ بہ لاش
ہنگامہ کل جو اُنکی گلی مین عظیم تھا
خود کہہ رہا تھا شوق مین گستاخ دل مرا
اصرار قوم سے جو کلامِ کلیم تھا
قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیون یقین
عنوان نامہ آیۂ ذبحِ عظیم تھا
کیسی شفا مرض مین کہ اُلٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا
تلخی زبان دوست سے دیتی ہی کیا مزہ
شیرین تھا قند تک جو کلام کلیم تھا
ہم راز تب مزار مین پہونچے کہ کچھ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظامِ رمیم تھا
کیسا سوال دید جو ہم پہونچے طور پر
سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا
روشن ہی آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ
انگلی اُٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا
کب مجھ سے مثل سایہ چھٹے پنجتن کے پانون
پانچون سوار وتھے مین بزیرِ گلیم تھا

اُس گل کا وصف چشم سنا تا مین گیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوشش صمیم تھا

ہر جگہہ جوش محبت کا نیا عالم ہوا
آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا

میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا
یہ خوشی پھیلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا

موت آئی درد فرقت سے ہمین صحت ہوئی
بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا

آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی
بڑھ گیا اور اضطراب دل جو رونا کم ہوا

روز کی فریاد سے تنگ آ گئے تھے اسقدر
خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا

مین ترا ممنون ہون اے گریۂ بے اختیار
جب پڑی مجھپر مصیبت تو شریک غم ہوا

رازداری محبت کا مین کیا دعوی کرون
جسقدر محرم ہوا اُتنا ہی نامحرم ہوا

وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطف یار کی
بڑھ گئی شان تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا

لیستے اپنے حال ابتر کے جو محشر مین کھلے
دفتر اعمال مردم برہم و درہم ہوا

چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لیے
لو مرا زخم جگر بھی قابل مرہم ہوا

کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اُسکے تیر نے
درد دل بھی گھٹ گیا درد جگر بھی کم ہوا

مار ڈالا روز اول کی نگاہ لطف نے
ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا

شور محشر بھی ہوا آ کر شریک تعزیت
دھوم سے میرے دل مرحوم کا ماتم ہوا

رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین
صبح کو پھولون سے رخصت صورت شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہوگئین وہ غمدوست جب غم نے کمی کی غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

کس طرح مکتوم دل اظہار کرتا پیش یار
آجتک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذت شرم گنہ بھی کب فرشتونکو نصیب
یہ مزہ چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

میرے زخمون کی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک نے کہا
انتظام عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ ای سفاک پیکان تیر کا
جو مرے پہلو مین آ بیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچون کی مرے گل نے مٹا دی آبرو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے
واہ اچھے وقت مین غصہ تمھارا کم ہوا

تیغ نہ تنگ آلود خنجر کند قاتل خورد سال
کیا کہون مقتل مین وقتِ قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ آکر دعا فرقت مین مانگی موت کی
حسرتین بگڑین مزاج آرزو برہم ہوا

جان قالب مین ہی مضطر دم خفا دل بیقرار
موت ہی آئی مزاجِ یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر
جو گیا پہلو سے میرے مجکو اُسکا غم ہوا

رہ گئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانؤن مین پھندا اٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت مین اشکون کا نہین اچھا امیر
چار دن کے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب نہ تھا
ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب نہ تھا

شبِ فراق مین کیون یارب انقلاب نہ تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہمسے نہ قاتل کا ہوسکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

اُسے جو شوق سزا ہی مجھے ضرور ہی جرم
کہ کوئی یہ نہ کہے قابلِ عذاب نہ تھا

شکایت اُنسے کوئی گالیون کی کیا کرتا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا ہمسے پیری مین
ملی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب نہ تھا

دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح
دہن نہ تھا کہ دہن مین مرے جواب نہ تھا

وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا
تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھدیا تہ شمشیر
مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا / سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا
غرض یہ ہی کہ ہو عیش تمام باعث مرگ / وگرنہ مین کبھی کیا قابل خطاب نہ تھا
سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا / وہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا
ذرا سے صدمے کی تاب نہین رہی ہم مین / کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا
کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا / ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا
یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ / پیے ہوے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اُٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے مُنھ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مین نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا / تو ہنس کے بولے وہ مُنھ قابل نقاب نہ تھا
شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا / نقاب اُلٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا
لپٹ کے چوم لیا مُنھ مٹا دیا اُنکا / نہین کا اُنکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا
مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہی / حلال کرنے کو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا
نصیب جاگ اُٹھے سو گئے جو پانؤن مرے / تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا
غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا / ارے یہ دل تھا مرا شیشۂ شراب نہ تھا
زمانہ وصل مین لیتا ہی کروٹین کیا کیا / فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا
تمھین نے قتل کیا ہی مجھے جو تنتے ہو / اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا
دعاے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر / مزہ ہی ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا
مین روے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا / ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا
بیان کی جو شب غم کی بیکسی تو کہا / جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا
وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم / ہنسی تھی اُنکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا
جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی / رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرورِ قتل سے تھی ہاتھ پاؤن کو جنبش ۔۔۔ وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثباتِ بحرِ جہان مین نہین کسی کو **امیر**
اِدھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتان سے آیا ۔۔۔ مین یہ سمجھا کہ ملک باغِ جنان سے آیا
میرے گھر مین جو کوئی اُسکے مکان سے آیا ۔۔۔ چیخ اُٹھا کہ مین دوزخ مین جنان سے آیا
ای جرس تو تو نہین قافلے والون سے جُدا ۔۔۔ تیری آواز مین یہ درد کہان سے آیا
جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہی بہت ۔۔۔ کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا
اب کوئی کعبے مین دم بھر مین ٹھہر سکتا ہون ۔۔۔ برہمن بہرِ طلب کوے بتان سے آیا
شغل رونے کا ازل مین بھی مجھے تھا ورنہ ۔۔۔ نوح کے وقت مین طوفان کہان سے آیا
خبرِ مرگ مری دیر و حرم مین تو گئی ۔۔۔ نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا
بولتا کب ہی وہ سفاک پکار دن مین ہزار ۔۔۔ کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا
مفتیون سے کہو ﷲ وہ اب کہتے ہین کیا ۔۔۔ غش انھین روزۂ ماہِ رمضان سے آیا

دیکھکر اُس رُخ و گیسو کو مین حیران ہون **امیر**
شبِ تاریک مین خورشید کہان سے آیا

مثل ہو سامنے میرے جو تو ہو جائیگا ۔۔۔ لن ترانی مین مقامِ گفتگو ہو جائیگا
عشق مین تازہ دماغِ آرزو ہو جائیگا ۔۔۔ رنگ اُڑکر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا
ضبطِ گریہ مین نہین کرتا کہ رہتا ہی خیال ۔۔۔ سوکھکر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا
ہی اُبل پڑنے کا ڈر کیا دونِ ترے قد سے مثال ۔۔۔ سروِ فوارہ کنارِ آبِ جو ہو جائیگا
ہی یہی رنگِ ستم اُس خالِ عارض کا اگر ۔۔۔ مشک کا دل نافِ آہو مین لہو ہو جائیگا
ہی کمی بیشی جو یہ تاثیر حُسن و عشق کی ۔۔۔ ذرّے ہم ہو جائین گے خورشید تو ہو جائیگا
آرسی پر کچھ نہین موقوف ای آئینہ رو ۔۔۔ جو تجھے دیکھے گا وہ میرا عدو ہو جائیگا

اُف نہ کر ای دل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تند خو ہو جائیگا

تم جو اُٹھ جاؤ گے بزمِ عیش ہوگی بزمِ غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دستِ قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی ضرور
تا کمر ہی آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مُردن شرمِ عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے ای ساقی کہان جائیگی عید
ماہِ نو یان ناخنِ دستِ سبو ہو جائیگا

محوِ آب و تابِ دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آبِ وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہی دلمین میرے اسقدر ای یاس کیون
دیکھ ظالم مفت خونِ آرزو ہو جائیگا

چار سو ٹکراؤنگا سر دیکھکر ابرو **امیر**
فرض اِس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اِک جہان بسمل ترا ای تند خو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر ای شوق تو ہو جائیگا
خنجرِ قاتل مرا طوقِ گلو ہو جائیگا

طاقتِ دیدار کا دعوی ہی اہلِ دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

ای تصور مجھ سے بختِ تیرہ جاتا ہی کہان
دل مین عکسِ زلف آئینے مین مو ہو جائیگا

ہون مین مجذوبِ خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دستِ سبو ہو جائیگا

ہون وہ میکش شیشۂ مے کو کرونگا جب مین یاد
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلبِ صاف کے مُنہ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹ جائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس و حرمان کے اگر جھونکے ہین فرقت مین یہی
کوئی دم مین گُلِ چراغِ آرزو ہو جائیگا

جاے عیسیٰ ہجر مین ہوگی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے دردِ دل دردِ گلو ہو جائیگا

کون سُنتا ہی یہان ای بُت مری تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑ ای یاس ہجرِ یار مین
اور بھی ویران دلِ بے آرزو ہو جائیگا

پھول ای بلبل نہ پھولون پہ دو روزہ ہی بہار
ایک جھونکے مین ہوا سب رنگ و بو ہو جائیگا

بھولی باتون پر نہ بھول آج اُس گل تر کی ولا
دیکھنا کل اور رنگِ گفتگو ہو جائیگا

عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گل آنے تو دو فصد و نکا پھر کیا ہی شمار
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تمسے جدا
قصہ یہ یکسو تمھارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویون سے آتا ہی ہمارے دلکو ربط
رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جانتا ہون گُل چراغ آرزو ہو جائیگا

یہی جو سودا ہی مجھ حزین کا پتا کہان گھر سے نازنین کا
غبار آسا نہین کہین کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا

یہ طرز وحشت نے رنگ بدلا کہ ہو گیا دو جہان کو سودا
زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہی چاک آستین کا

ذرا جو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خطِ جبین کا

چمن ہی بلبل کے خون کا محضر گواہ ہین برگ برابر سر
نہین ہی یہ داغ لالہ بستر یہ نقش ہی مہر کی نگین کا

یہ جلنے تپلے ہین کا وطین کے نہ آسمان کے نہ ہین زمین کے
نشان تک مٹ گئے جبین کے کھلا نہ مطلب خطِ جبین کا

غمِ محبت ہی جسکا مطلب کدورت اُس دل کی ہو عیان کب
کہ ہی جبتک ہی خم لبالب پتا کہان دُردِ تہ نشین کا

کیا تھا کیون اسکا باطل ہوا تھا اُس تل سے کیون مقابل
سزا ملی ہو گیا سیہ دل جو مشک نافہ غزال چین کا

بڑھے سلیمان کے جلنے رہتے تمھاری اُلفت کے تھے کرشمے
یہ نقش حسن اُلین جلکے بیٹھے بلند ہو نام اُس نگین کا

کہان کا نالہ کہان کا شیون ثنا ے قاتل ہی وقت مُردن
قلم ہوئی ہی بدن سے گردن زبان پہ نعرہ ہی آفرین کا

قریب ہی یار روزِ محشر چھپے گا کشتون کا قتل کیونکر
جو چُپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

عجب مرقع ہی باغ دُنیا کہ جسکا صانع نہین ہویدا
ہزار ہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صورت آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اُسے گلی مین تھا اپنی دھرنا
نتھا مناسب عزیز کرنا موے پہ دو چار گز زمین کا

لکھا جو وصف ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا
جو صفحہ ہی برگ یاسمن کا تو خامہ ہی شاخ یاسمین کا

کمال احباب سے ہی شکوہ کیا نہ عرس ایک دن ہمارا
سرِ لحد ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینانِ مہ جبین کا

اثر ہی گیسو کا یہ تمہارے کہ حرف آگین ہین حرف سارے / ورق ہی دیوان مین جو ہمارے وہ تختہ ہی عطر کی زمین کا

نہین ہی اب فکر رسم ماضی گنہ کی تقدیر پہ ہون راضی / لگائے دُرّہ جو مجھکو قاضی کسی کے گیسوے عنبرین کا

خدا سے جبتک نہو شناسا حریم دل کا ہی شوق بیجا / مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا پاوے ہو مکین کا

کہان ہین ایسے نصیب اپنے کہ پڑھکے مضمون جواب لکھے / اُڑائے نامہ کے اُسنے پُرزے کھلا لفافہ خطِ جبین کا

ملا ہی جنکو دلِ مصفّا برے کو بھی دیکھتے ہین اچھا / پڑیگا عکس آئینے مین سیدھا ہزار اُلٹا ہو خط نگین کا

جنون کا ہمپر ہی قطع جامہ قبا کہان کی لباس کیسا / ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کس آستانے پہ جا پڑا ہون کہان الٰہی مین جبہہ سا ہون / کہ سر نہ اُٹھے ہزار چاہون یہ ربط ہی سجدہ و زمین کا

کہان کا کعبہ ہی دیر کیسا بتاؤ کوچے کا اُسکے رستا / مین پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان دیتے ہو تم کہین کا

امیر گھٹ یون ہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند مین زمین کا تو دل ہوا شاد مجھ حزین کا / بس اب ارادہ نہین کہین کا کہ رہنے والا ہون مین یہین کا

اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین / نہین یہ بازو مین جھریان ہین نشان ہی چین آستین کا

فقط ہی تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل / درست اُٹھے کبھی نہ اے دل جو نقش اُلٹا ہوا نگین کا

کہین ہکر زبان سے کتنا کوئی مخاطب نہین ہی اصلا / ہمارا اظہار غم ہی گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھلے ہین یہ استخوان پیکر کہ پوست ہی پوست ہی سراسر / کلاہ کا شک ہی میرے سر پر گمان ہی بازو پہ آستین کا

ہزار روے زمین پہ زندے کرور زیر زمین ہین مُردے / کھنچے دو رویہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت و رو زمین کا

جہان نہین ہین وہ اور بس بہت کم ازل سے پامال ہی یہ عالم / کری فرشتون نے خاک آدم سنا نہ شور ایک بھی زمین کا

ہواے مے بین ہون محو ایسا چمن مین گھر کر جو ابر آیا / سیاہ مستی مین مین یہ سمجھا جہاز ہی آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا / جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالاے طور چمکا جھپک گئی جس سے چشم موسیٰ / بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمھارے رخسار آتشین کا

کیا ہی اُس مست نے کنارا اسے ورا بخاک ہو گوارا / لہو پیو پیکے تو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

لحد پہ میر نہ آئے کھدو کوئی یہ دزدِ کفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجکو مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

ہوئی ہی تقدیر سے رسائی ضرور ہی قسمت آزمائی
کرینگے اُس در پہ جبہ سائی نشان جبتک رہے جبین کا

جو وحشت غربت مین کھینچی لیڈا ہند میں تصور ہمین وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھایا پھر رنگ شہر چین کا

چمن مین غنچہ نہین کھلا ہی وہ گل یہان رات کو رہا ہی
یہ کوئی تعویذ کُھل پڑا ہی اُسی کے بازوے نازنین کا

اُسی کا پھیلا ہی نور سارا کہان کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہی کوئی ستارا لباس زرتار مہ جبین کا

حسین جو میٹھی زبان سے مانگین تو جان شیرین بھی نذر لیلین
ہنسی خوشی سے جو زہر دیوین مزہ ملے مجکو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری جھڑی ہوئی آنسوؤنکی جاری
نگاہ مین پھر گیا ہماری حجاب اُس چشم سرمگین کا

عجب ہی آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہی چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
اُلٹ گئی صف جو تونے قاتل اُلٹ دیا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اُسکا نقشہ تو نقشہ یوسفؑ کا دل سے اُترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف باے موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
صحن گلشن مین ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہون وہ عاشق قد و عارض کا جو گلشن سے چلون
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یون پھول بیدردی سے ای گلچین نہ توڑ
سر پہ نالون سے اُٹھا لیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اُڑ جائیگی لیکر قفس
خانۂ صیاد مین دو دن ہی مہمان عندلیب

برق آسا ہی فروزان خندۂ گل باغ مین
چاہیے برسائے اب شکون کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخِ رنگین کو ای رشکِ چمن
گل پہ مرتی کس لیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول کھلائین جو پریون کا جمال
کیون نہو پھر دم کشِ مرغِ سلیمان عندلیب

عاشقِ کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

کون گل ہی جو رخِ گلرنگ پہ عاشق نہین
تو وہ گل ہی جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجائے عاشق کو وہی معشوق ہی
سرو قمری پر فدا ہی گل پہ قربان عندلیب

اُڑکے گل خود شوق مین پہونچا ہی دستِ یار تک
کس لیے گلچین سے ہی دست و گریبان عندلیب

تو کرے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی ای گلُ جدا
مول لے دیکر زرِ گل دستگر دان عندلیب

شوق مین لالون کے جائے باغ مین وہ گل اگر
لال ابھی ہو خون گل مین ہو کے غلطان عندلیب

تابوے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب

وہ بھی دن آئے کہ اُترے تیرے صدقے مین کبھی
ای گل تر دلمین رکھتی ہی یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا **امیر**
بنگئے سب ساکن شہرِ خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاقِ مضطر کا جواب
سوچ رکھو کچھ سوال روز محشر کا جواب

در وہ پا ہوگا شکستِ کاسۂ سر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

مُنھ چڑھاتا ہی مرا کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہی دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھین مرے عصیان فرشتے راتدن
ایک رحمت اُسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہی ایکدن وہ اُسکے گھر
غیر کی قسمت بھی ہی میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہو گے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہی پتھر کا جواب

بیزبان ہی گوش یارو نکی کرٹی کبتک سُنے
ای زبان تو اُسکے بدلے دے برابر کا جواب

اُسنے خط بھیجا جو تجکو ڈاک پر ڈاکہ پڑا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہاے ہفتا دو دو ملت مجھسے بحثے عشق مین
تھا تو تنہا پر دیا مین نے بہتر کا جواب

مُنھ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پہ
آئنہ ہون مُنھ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کس لیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پائون کی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

پھینک دو خط لکھ کے قاصد سے جو تم بیزار ہو
اڑ کے آئیگا جو ہی میرے مقدر کا جواب

منھ کی کھائی سیکڑون بال آئنے مین پڑ گئے
لیکے آیا تھا تری زلفِ معنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بیدہانی سے امیر
یہ نہ تھا کوئی سوالِ جانِ مضطر کا جواب

ہی خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشتِ غربت مین اُٹھا سمجھا یہ مین
کرتی ہی تعمیر دیوانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلیگی وقتِ ذبح اپنی زبان
جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہی وہ بت
پانون اُسکا بڑھ کے دیتا ہی مرے سر کا جواب

ابر کے لکّے نہ اُلجھین میری موجِ اشک سے
خشک مغزون سے ہی مشکل مصرعِ تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جُھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اُس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہی برہمن کو برہمن اُسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہی پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہی گردون کیسی کیسی صورتین
بُت تراشی مین ہی یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبرِ گدا تکیے مین ہر جا گورِ شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہی دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہی نورِ حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہی ساقی کہ رنجک کی طرح
اُڑا دیتی ہی ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہو جائے پانی شراب

نہ لایا ہی شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہی ساقی زبانی شراب

کہان عقلِ برنا کہان عقلِ پیر
نئے سے ہی بہتر پرانی شراب

مرے چہرۂ زرد کے عکس سے — ہوئی ساقیا زعفرانی شراب
ہوئے مست دیکھا جو پھولونکا رنگ — پیالون مین تھی ارغوانی شراب
کہان چشمۂ خضر کیسے خضر — خضر ہی مری زندگانی شراب
خضر ہون اگر مین تو جا کر پیون — سرِ چشمۂ زندگانی شراب
گلستان ہی پھولون سے کیا لال لال — چلے ساقیا ارغوانی شراب
عجب ساقی گندمی رنگ ہی — کہ پرتو سے بنتی ہی دھانی شراب

رہے طاق بر پارسائی **امیر**
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خونِ دلِ داغدار کب — آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب
رویا ہمارے حال پر ابرِ بہار کب — بیٹھا زمین پر اُٹھ کے ہمارا غبار کب
اُٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب — آئیگا ہاتھ گوشۂ دامانِ یار کب
مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی — حاضر ہوا حضور مین یہ جان نثار کب
داغون سے دل چمن ہی کرون ضبط آہ کیا — رُکتی ہی روکنے سے نسیمِ بہار کب
ناصح خوشی سے کون اُٹھاتا ہی بارِ عشق — کرتا ہی کوئی آپ سے جبر اختیار کب
ٹھنڈی ہوا ہی ابر ہی ساقی ہی نہر ہی — کھیلوگے میکشو بطِ مے کا شکار کب
ہمکو ملا کے خاک مین بھی جب ہوے نہ صاف — جائیگا پھر حضور کے دل کا غبار کب
کہتی ہی مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر — بچتا ہی زد پہ آ کے ہمارا شکار کب
کیا بات کیجیے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو — مرنے کا میرے اُسکو ہوا اعتبار کب
مین خاک بھی ہُوا تو ہوئی خاک گردباد — گردش مٹیگی ای مرے پروردگار کب
محشر مین ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے — آخر تمام ہوگا غمِ انتظار کب
آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند — خوش ہوگا انکو کھا کے سگِ کوے یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہی کس لیے
تعظیم کو اُٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہی ترے جوڑے کی بوسے مست
سونگھے وہ بوے نافۂ مشکِ تتار کب

ہم کیا سمجھ کے یار سے رکھین اُمید قتل
کرتا ہی عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھین گے کب ادھر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام
آئیگا چین تجھکو دلِ بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین
آتا نہین ہی گریۂ بے اختیار کب

جو تجھکو جانتے ہین فلک کا شریکِ غم
کرتے ہین شکوۂ ستمِ روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر **امیر**
سو مر گئے تو اُنکو ہوا اعتبار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہی برہم زنِ دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہی جو ہی دشمنِ دوست

دیکھکر ربطِ گل و خار یہ اُمید ہوئی
شاید آجائے مرے ہاتھ مین بھی دامنِ دوست

مثلِ یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہو جائین
لا کسی روز صبا نکہتِ پیراہنِ دوست

طرفِ کعبہ نہ جا حج کے لیے نادان ہی
غور کر دیکھ کہ ہی خانۂ دل مسکنِ دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
مرگ آسان ہی مگر کون سُنے شیونِ دوست

شاخِ صندل پہ ہُوا مارِ سیہ کا دھوکا
دیکھکر کاکلِ پُرپیچ پسِ دشمنِ دوست

ای جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہی
یا گریبان ہی مرے ہاتھ مین یا دامنِ دوست

ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت
آئینہ اور تماشاے رُخِ روشنِ دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرمِ جولان نہ کسی روز ہوا توسنِ دوست

ہی وصیت کہ کفن مجھکو اُسی کا دینا
ہاتھ آجائے جو اُترا ہوا پیراہنِ دوست

لیکے گردون نے بنایا ہی اُسی کو مہِ نو
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سمِ توسنِ دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ پڑے
کہین آئینے سے بڑھکر ہی صفائے تنِ دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو امیر
شمع روشن سے زیادہ ہی فروغ تنِ دوست

ایک ہی میرے حضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل سے جان چُراتے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بُلبُل کہ جو صیّاد نے کاٹے مرے پَر
گر گئے پھول ہر اِک شاخ سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزنِ دیوار سے وہ تو بھاگے
رہگیا کھول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہ ہی سنگ پر آہن دم ذبح
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

کون کہتا ہی ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہے گرد یتیمی مین گُہر کی صورت

نہین آتا ہی نظر المدد اے خضرِ اجل
جادۂ راہِ عدم موے کمر کی صورت

پڑ گئین کُچھ جو مرے گرم لُہو کی چھینٹین
اُڑ گئے جوہرِ شمشیر شرر کی صورت

قبر ہی وادیِ غربت مین بنے گی اِکدن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیرون تنِ شاعر کا لُہو ہوتا ہی
تب نظر آتی ہی اِک مصرعِ تر کی صورت

آفت آغازِ جوانی ہی مین آئی مجھپر
بُجھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہی شاید
آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت

دہنِ یار کی توصیف کڑی منزل ہی
چُست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نوبہارِ چمنِ غم ہی عجب روز افزون
بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش
رات دن پاؤن بھی چکر مین ہین سر کی صورت

بارشِ سنگِ حوادث ہو نہ کس طرح امیر
آہ ہی شکل شجر اشک ثمر کی صورت

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ قمر کی صورت

دل شکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اُڑتے ہی ٹوٹے ہوئے پر کی صورت

ہوش اُڑے تھے جو اُڑے تھے خبر وصلت سے
نیند کیون اُڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمن دہر سے کیون قطع نہو نخل مراد
پتا پتا نظر آتا ہی تبر کی صورت

جھک گیا بار محبت کے اُٹھانے کے لیے
ابھی کھینچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کی صورت

دیکھتے ہی مجھے جو رنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہی سب سے مجھے رسم
راہ دیوار بھی دیگی نہ مجھے در کی صورت

باندھو رکھو کس کے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہی
آبرو ہی جو خداداد گہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہی بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت

شکوہ کس کس کا الٰہی مین شب ہجر کرون
منھ چھپایا ہی اجل نے بھی سحر کی صورت

اس نزاکت پہ ہین سو جان سے صدقے قاتل
ہاتھ مین تیغ لچکتی ہی کمر کی صورت

وہ تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہی کیا
صورت گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہی تماشا تری بزم
پتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہی مری وادی غربت مین مگر
اب تلک یاد ہی کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپر شوق ہی کافی ہی کبوتر کیسا
اُڑ کے نامہ مرا پہونچے گا خبر کی صورت

سیچ ای دیدۂ تر مزرع دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارون کی گذرتی ہی امیر
پانون پھیلائے ہوئے سوتے ہین گھر کی صورت

بات کرنے مین تو جاتی ہی ملاقات کی رات
کیا بری بات ہی رہجاؤ یہین رات کی رات

ذرۂ افشان کے نہین کرمک شب تاب سے کم
ہی وہ زلف عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہد اُس زلف مین پھنس جاے تو اتنا پوچھون
کیسے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتے ہین جام مے عیش
خوب ہوتی ہی بسر اہل خرابات کی رات

وصل چاہا شب معراج تو یہ عذر کیا
ہی یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دُنیا ہی حقیقت مین سرا
ہی توقف ہمین اُس جا تو فقط رات کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہی نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہی وصلت کی دعا مانگ امیرؔ
اس سے بہتر ہی کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھکے کچھ کعبے سے بھی ہی عز و شان کوے دوست
ہین غزالان حرم صید سگان کوے دوست

کیا زمین پکڑی ہی ظالم نے میان کوے دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمان کوے دوست

دور سے آئے ہین ہم ای ساکنان کوے دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میان کوے دوست

کی مشقت جسنے پہونچا وہ میان کوے دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنان کوے دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہی مجھ سے زیادہ در میان کوے دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
قدسیون سے کم نہین ہین ساکنان کوے دوست

ای فلک و امثل نرگس دیر سے ہی چشم شوق
جلد دکھلا دے بہار بیخزان کوے دوست

جُھک گئی گردن گریبان کی طرف جب وقت فکر
نحن اقرب سے ملا ہمکو نشان کوے دوست

ہی یقین ہو رجعت خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدرؓ ہی صدا اے پاسبان کوے دوست

گُلشن جنت کی کیا پروا ہی ای رضوان اُنھین
ہین جو مشتاق بہشت جاودان کوے دوست

بُلبلون کے چہچہے جب باغ مین جا کر سُنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبان کوے دوست

ای ہما بیفائدہ تو نے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگان کوے دوست

دیکھون ای واعظ کسے سُنتے ہین لیسے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیان کوے دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون جنات نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیان کوے دوست

میرے اشکون سے جو دریا موج زن ہی رات دن
ہر دم آبی بنے ہین رہروان کوے دوست

ہے نیا عالم ہی اِس عالم سے وہ عالم جُدا / اور ہی کچھ ہین زمین و آسمانِ کوے دوست
جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا / بار ہا ہمنے کیا ہی امتحانِ کوے دوست
نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین / دل مین ہی لب تک نہین آتا نشانِ کوے دوست
چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین ای امیر / بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستانِ کوے دوست

ردیف ثاے مثلثہ

اگر یہ بے سود ہی نالے دلِ ناشاد عبث / دادرس کوئی نہین شکوۂ بیداد عبث
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ / حوصلہ وار لگانے کا ہی جلاّد عبث
ایک رنگ آتا ہی یان ضعف سے اک جاتا ہی / رنگ بھرنا مرے نقشے مین ہی بہزاد عبث
بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان / بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیّاد عبث
ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا / تجھ مین جوہر ہین یہ ای خنجرِ فولاد عبث
وہ گل آیا ہی نہ آئیگا کبھی گلشن مین / سرو قد اُٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث
داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہی بیداد / دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث
لاکھون گھر اور ہین دل مین مرے کیا رکھا ہی / کرتی ہی خانہ خرابی اسے برباد عبث
عمر رفتہ پہ تاسف سے نہین کچھ حاصل / وہ نہین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث
سُنکے دردِ دلِ عشاق یہ کہتا ہی وہ بُت / بندے اللہ کے ہو مجھسے ہی فریاد عبث
بال بال اُسکا گرفتارِ بلا ہوتا ہی / بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث
جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا / کون کہتا ہی کہ تھی محنتِ فرہاد عبث
انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر / ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیرے پاس ہوئی مجکو یار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہی اِنتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اُٹھا پھر غبار آج
گذرا اِدھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کر کے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہی رنگ عروسِ بہار آج

قاتل جو یوہین روز ترقی ہی حُسن کی
کل سو ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہان سچ ہی قید بوسۂ گیسو کی ہی سزا
کل کانکا لیتے ہین وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے دور
بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہی یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھین کھُلی رہین
سمجھے تھے ہم تمام ہُوا انتظار آج

مدِّ نظر بتون کو مِرا امتحان ہی اب
رہجائے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہی تو زخمی ہی محتسب
شاید کہ پی گئے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار
کھُدتا ہی تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہی شبِ فرقت تو غم نہین
شب بھر رہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھکے رکھ قدم
اے دل یہی تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج

روتا ہی باغبان درِ گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہی رخصت بہار آج

کانٹون مین لیچلا ہی جنون مجکو کھینچتا
باقی رہیگا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک اُنھین بھی صاف مٹا دیگا آسمان
باقی کہین کہین ہی جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہو گیا دلِ امیدوار آج

رو رو کے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیرؔ
کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہی جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہی باغ باغ نسیم بہار آج

پھولیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالون سے چھیڑ کرتی ہی پھر نوک خار آج

بوسے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہی ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہی ہجر مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہی اُسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون
کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہی بیقرار
مشتاق صبح خود ہی شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسۂ لب جان بخش پر کہا
کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر
اُٹھا ہی کسکی خاک سے یارب غبار آج

گرم خرام رات کو ہوگا لحد پہ یار
ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل
گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کسکا قتل ہی تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

میکش ہین زیر سایۂ انگور نالہ کش
ساقی چمن مین تیری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئیگا
بیفائدہ ہی موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہی مقرر وہ جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہی بہار کی
نکلا ہی پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پر ہی ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پر اُسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا
کیا کام آگیا ہی دل بے قرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہی دیکھا ہی دیکھیے
دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آبلے امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہی کوئی کیا نوک خار آج

جلے تمھارے رخ آتشین سے دامن موج
یہ شعلہ وہ ہی جو بجھائے برق خرمن موج

یہ انتظار ہی ساحل پہ کسکے آنے کا
سر حباب ہی اونچا بلند گردن موج

خیال زلف مین کرتے ہین ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جائے کہین اُڑ کے مار رہزنِ موج

یہ خوف ہی تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آجتک نہین جاتا ہی رعشۂ تن موج

عبث ہی تجکو قریبون سے چشم دادرسی
سُنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہین کسے رقّت
حباب روتے ہین آنکھونپہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہی تری تیغ نگہ کا دریا مین
کہ چشم مردم آبی ہی زیر جوشنِ موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگون ہی چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہی گردن موج

ڈبو رہا ہے مجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہون مین نہ دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہی احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہی احتیاج

خطِ عذار یار رقم بے رقم ہوا
اِس خط کو کیا دوات قلم کی ہی احتیاج

دل اُنکے کیف مے مین ہین جام جہان نما
کب میکشون کو ساغر جم کی ہی احتیاج

اشکون کے ساتھ عشق مین لازم ہی آہ بھی
جو ہی سیاہ اُسکو علم کی ہی احتیاج

ہم سیچتے ہین آنسوؤن سے اپنی کشت کو
ای ابر کسکو تیرے کرم کی ہی احتیاج

بے احتیاج کوئی نہین اس جہان مین
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہی احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہی شوق سجود مین
ساجد کو دیر کی نہ حرم کی ہی احتیاج

کب بھوک مین ہون طالب نان تجسے ای فلک
ہان جو اگر تو سنگ شکم کی ہی احتیاج

وعدہ کیا ہی اُسنے تو آئیگا وہ امیر
کچھ اُس سے قول کی نہ قسم کی ہی احتیاج

ردیف حائے حطی

آزماؤ دل کو صاحب آزمانے کی طرح
گردشین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدۂ و دل مین مرے رکھا ہی کیا ای تخم اشک
رنگ پیدا کر زمین مین ملکے دانے کی طرح

صورت آئینہ ای دل تا کجا دیدار رخ
خاک چھان اب کوچہ گیسو مین شانے کی طرح

درد دل اول تو وہ عاشق کا سنتے ہی نہین
اور جو سنتے ہین تو سنتے ہین فسانے کی طرح

ناوک انداز نگہ اچھی نہین یہ تاک جھانک
اُڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوارو تمکو کیا خورشید محشر کا ہی خوف
چھا رہا ہی ابر رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہی دل مین تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہی جگر پر تازیانے کی طرح

چشم فتان اُسے کہتی ہی اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائین زمانے کی طرح

ایکبار ای برق تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل مین آتے ہو تو آؤ گھر مین آنے کی طرح

ای جنون اب در ہی دکھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہی مجھپر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہین اُٹھتا سر اپنا اس لیے
آسمان بھی کچھ جھکا ہی تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان ای عندلیب
ڈالیون پر کاٹ دین ہم آشیانے کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہین نشانے کی طرح

دل کو آجاتا ہی یاد سوزن مژگان سے چلین
زخم مین اچھی ہی یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانے کے اطبا ہین امیر
حال بیمارون کا سنتے ہین فسانے کی طرح

جسدن وہ رشک مہر مجھے منھ دکھائے صبح
تا روز حشر شام نہ ہو اے خدائے صبح

پیر مغان کی بزم مین بخت سیہ کہان
جنت مین جیسے شام نہین ہی سوائے صبح

ہنگامہ میکشی کا مناسب ہی گرم ہو
کیا سرد سرد چلتی ہی ساقی ہوائے صبح

ایسا کیا ہی چرخ نے کوتاہ روز وصل
کیا دو پہر جو شام ہو پیدا بجائے صبح

اہل جہان بخیل ہین ممسک ہین نحس ہین
اللہ روئے زشت نہ انکا دکھائے صبح

ایسا شب فراق کیا ہمنے انتظار
آنکھین سفید ہو گئین اپنی برائے صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجراے شام ہی وہ ماجراے صبح

صبح شب وصال یہ روتا ہون مین لہو
مثل شفق ہی سرخ سراپا رداے صبح

شادی کی رکھ امید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہی ظہور ضیاے صبح

مشکل سے ہوتی ہی شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگاے صبح

صورت شب وصال کی آتی ہی کب نظر
تاثیر ایک دن نہین کرتی دعاے صبح

ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش
کیون آتش شفق سے نہ مجکو جلاے صبح

میرے جنون کا پنجہ خورشید مین ہی رنگ
کرتا ہی چاک چاک ہمیشہ قباے صبح

بیجا ہی دخل غیر شب وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نہ پاے صبح

ردیف خاے معجمہ

کیا کیا جلا ہی دیکھ کے رنگ شراب سرخ
غصے سے ہو گیا ہی رخ آفتاب سرخ

ہمرنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہوگا گلاب سرخ

کشتہ جو تھا مین ایک بت سرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر مین مجھے فرد حساب سرخ

ہم دل جلونکا سینہ ہی میخانے کا جواب
وان ہی شراب سرخ یہان ہی کباب سرخ

رہتا ہی دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال
ساقی رہے نہ کیون مری چشم پرآب سرخ

غازہ جو اسنے رات کو منھ پر لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت مین یاد وہ رخ گلگون جو آگیا
خون روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھ گیا مین یہ ایما ہی قتل کا
شنجرف سے لکھا مجھے اسنے جواب سرخ

چھوے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار
یاقوت کیطرح سے ہو دُرِّ خوش آب سرخ

چھنتا ہی نور عارض گلگون سے اسقدر
ہو جاتی ہی سفید بھی اسکی نقاب سرخ

ابھرا جو اس نگار کا جوبن شباب مین
دریا سے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کی — ہی روے مہ سفید رُخِ آفتاب سُرخ
مخمور آنکھین یہ نہین ساقی کی میکشو — بلور کی پیالیون مین ہی شراب سُرخ
خونریزیان ٹپکتی ہین قاتل کی وضع سے — جوڑا گلے مین سُرخ کمر مین ہی ڈاب سرخ
مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن — پانی ہو کیون نہ طشت مین مثلِ شہاب سُرخ

مطلب نہین **امیر** کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ اگر ہو شراب سُرخ

ردیف دال مہملہ

کون اُٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد — یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد
ہون وہ نالان کہ ہی اپنے لیے مرنے کی خوشی — چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد
جتنا جی چاہے بلاؤن مین پھنسا لو مجھکو — کوئی پاؤ گے نہ مشتاق بلا میرے بعد
ہی وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدین احباب — کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد
شکر ہی کچھ تو محبت مین ہوا رنگ اثر — تین دن اُسنے لگائی نہ حنا میرے بعد
کون ماتم مین ہی یون دل کا جلانیوالا — گُل ہوئی شمعِ مزارِ شہدا میرے بعد
ضعف مین ہی تنِ مجنون بھی مہ نو لیکن — ہی وہ عالم مین تو انگشت نما میرے بعد
مر گیا ہون مین صنم تیری فراموشی پر — یاد کرنا نہ مجھے بہرِ خدا میرے بعد
تھا وہ بلبل کہ جگر مین مرے کانٹا کھٹکا — چمنِ حُسن مین جو پھول کھلا میرے بعد
خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے — نہ جما پر نہ جما رنگ حنا میرے بعد
تھی مرے دم سے فقط اُسکے ستم کی تیزی — نہ رہے جوہر شمشیر جفا میرے بعد
میرے مرتے ہی ملا خاک مین یہ اوج جنون — دشت مین کوئی بگولا نہ اُٹھا میرے بعد
نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اُس نے — یار سے کھنچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد
خوشخطون نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر — یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

زینتِ محفلِ ارباب سخن تھا مین امیرؔ
نہ رہی رونق بزمِ شعرا میر کے بعد

موت پھر جاتی ہی آنکھون مین اگر آتی ہی نیند
رات بھر مر کے ہی مردے مجکو دکھلاتی ہی نیند

ہجر مین مُجھ تک جو آتی ہی تو گھبراتی ہی نیند
مانگ کر پلکون کے پر آنکھون سے اُڑ جاتی ہی نیند

دیکھتا ہون اُنکی پلکون کو جو آجاتی ہی نیند
جانکر دیوانہ مجھ سے تنکے چنواتی ہی نیند

ہجر کی شب ایک تو یونہین نہین آتی ہی نیند
اور بک بک سے ترے ناصح اُڑی جاتی ہی نیند

درد دل کہتا ہون مین جب بات کو کہتے ہین وہ
ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمین آتی ہی نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھون کو بند مِثا ہی خیال
کرمکِ شب تاب بنکر صاف اُڑ جاتی ہی نیند

ایک دم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین
ای اجل دیکھون تو پھر کیونکر نہین آتی ہی نیند

جاگتے ہین جو فرشتون کو نہین آتا نظر
وہ تماشا خواب مین انسان کو دکھلاتی ہی نیند

جانتے ہو بند کیون ہوتی ہین آنکھین وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہی نیند

لیٹتا ہون روز یہ کہکر مین مشتاقِ جمال
آج دیکھون سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہی نیند

غفلتِ پیری ہی ابتک نوجوانی تک ترنگ
رات کے جاگے ہوئے کو جیسے آجاتی ہی نیند

غافلون کو اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کو آتی ہی نیند

ڈرتی ہی میرے سیہ خانے مین جو آتے ہوئے
موت کو ہمراہ لے لیتی ہی تب آتی ہی نیند

خواب مین ہر شب نظر آتے ہین کیا کیا ماہرو
اخترِ طالع کو میرے روز چمکاتی ہی نیند

چشم وا ہی شام سے ہر چند دروازے کیطرح
پر ہجوم رنج ہی آنے نہین پاتی ہی نیند

عین غفلت مین ہین خوش اسطرح یہ اہلِ جہان
جیسے ہنس پڑتے ہین لڑکونکو جو آجاتی ہی نیند

سخت جان ہون ہجر مین پڑتی ہی گر تیغِ اجل
یون اُچٹ جاتی ہی وہ جیسے اُچٹ جاتی ہی نیند

مین تو کیا محفل مین اُسکی جاکے سو جاتے ہین پاؤن
نرم بستر پاکے کیسے پاؤن پھیلاتی ہی نیند

ہجر مین آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہین
کام کیا راحت کا کیون تکلیف فرماتی ہو نیند

ہجر جانان مین جو سوغمزدن سے آتی ہی امیر
خفتگان خاک کی صورت سُلا جاتی ہی نیند

چشم موسیٰ کور رہے برق سر طور پسند
ہمکو اُس چہرۂ پُر نور کا ہی نور پسند

جتنے میوے چمن دہر مین ہین اُن سب مین
تیرے مجروح کو ہی زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہی تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سواد شب دیجور پسند

اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہی نغمۂ منصور پسند

کاش جرّاح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلیٰ کا نہ شیرین کا ہی مذکور پسند

تیرہ دل چاہین نہ کیون سارے جہان مین اندھیر
شپرہ کو ہی سواد شب دیجور پسند

ہون مین شاعر ہی مجھے شعر سے رغبت ایسی
جس طرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اِک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کبھی
آئینے کو نہ کرے وہ بُت مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہی یون جہان مین اہل ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولون کا ڈھیر ور لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہی پھول والون کا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین درد و غم دل نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہی اس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین برسون عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشان عشق
مظلومون کا ہجوم ہی فریاد رس کے گرد

دوران سر مین الفت لب کا یہ حکم ہی
بیمار بنکے پھریے مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسی کی پلک یاد آگئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین خس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر مین ہی
کیا سیر ہی کہ ایک زمانہ ہی دس کے گرد

سودائے زلف مین ہین عزیز جہان ہوا
ایسا مزہ ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہی دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھون کی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

بہونچا نہین کوے بت دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد

اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا مین نے خط شوق
لیجا مرے نالے کو شب ماہ مین قاصد

مکتوب مین اُس چاہ زنخدان کی ہی تعریف
ڈر ہی نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد

اُس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد

کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد

لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہی بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد

خط لیکے گیا ہی کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہی ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد

خط اُسنے لکھا سچ ہی یہ کہنا تو قسم کو
چل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد

ڈھیلی ہی کمر کس کے ذرا باندھ دوبارہ
گر جائے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد

خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روانہ
ہوتا جو اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اُسکو تو اُس بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کمظرفی ہی اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہو اگر شمشیرِ قاتل کو روانی پر گھمنڈ / بسملون کو بھی ہو اپنی سخت جانی پر گھمنڈ
ناز اُٹھانیکا ہو اُسکے حوصلہ ای جان زار / اب تلک تجکو ہو زورِ ناتوانی پر گھمنڈ
نوبتِ شاہی سے آتی ہو صدا شام و سحر / اور کرلے چار دن اِس دارِ فانی پر گھمنڈ
دیکھا او ناوان کہ پیری کا زمانہ ہو قریب / کیا لڑکپن ہو کہ کرتا ہو جوانی پر گھمنڈ
چار ہی نالے ہمارے اُسکے چپکی لگ گئی / تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ
عفو کے قابل مرے اعمال کب ہین ای کریم / تیری رحمت پر ہو تیری مہربانی پر گھمنڈ
شمع محفل شامت آئی ہو تری خاموش ہو / دل جلون کے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ
طبع شاعر آکے زورون پر کرے کیونکر نہ ناز / سبکو ہوتا ہو جوانی مین جوانی پر گھمنڈ
چار موجون مین ہماری چشم تر کے رہگیا / ابر نیسان کو یہی تھا دُرفشانی پر گھمنڈ
دیکھنے والون کی آنکھین آپنے دیکھی نہین / حق بجانب ہو اگر ہو لن ترانی پر گھمنڈ
عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم مین ہین مست / وان نزاکت پر تو یان ہو ناتوانی پر گھمنڈ
تو بھی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑون اے صنم / زاہدون کو ہو بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ
سبزۂ خط جلد یارب رخ پر اُسکے ہو نمود / خضر کو ہو اپنی عمرِ جاودانی پر گھمنڈ
گور مین کہتی ہو عبرت قیصر و فغفور سے / کیون نہین کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ
ہو یہی تاثیر آبِ خنجرِ جلاد مین / چشمۂ حیوان نہ کرتو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد آبا کے تفاخر کیا امیرؔ
ہین وہ نادان جنکو ہو قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف دال مہملہ

کیا رو کے قضا کے وار تعویذ / قلعہ ہو نہ کچھ حصار تعویذ
چوٹی مین ہو مشکبار تعویذ / یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونون نے نہ درد دل مٹایا — گنڈے کا ہی رشتہ دار تعویذ
کیا نادعلیؑ مین بھی اثر ہی — چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ
ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل — ہی مہر وہ زرنگار تعویذ
ہمکو بھی ہو کچھ اُمید تسکین — کھوئے جو تپ خیار تعویذ
پتال کو جڑ ہماری پہونچی — گاڑا تہ پائے یار تعویذ
حاجت نہین اُنکو نورتن کی — بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ
کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو — دیکھا جو سر مزار تعویذ
پی جائینگے گھول کر کسے آپ — ہی نقش نہ خاکسار تعویذ
ای ترک ٹلین بلائین سر سے — اک تیغ کا خط ہزار تعویذ
ڈر ہی تمھین کنگنون سے لازم — لایا تو ہی سادہ کار تعویذ
اکسیر کا نسخہ اُسکو سمجھون — کھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہی امیر کی لحد پر
میلے کا ہی اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہی یار تعویذ — لا میرے ہی سر سے مار تعویذ
یان حب کے تو پانچ چار تعویذ — وان بغض کے ہین ہزار تعویذ
ہی مار سیاہ اُسکی چوٹی — سن سانپ کا زرنگار تعویذ
گھر اُنکے گئے تو ہمنے گاڑے — چارون کونون مین چار تعویذ
لکھے مرے خون سے جو عامل — دکھلائے نئی بہار تعویذ
جاتی نہین ہجر کی تپ حار — ناحق ہی گلے کا ہار تعویذ
قاتل نے لکھا جو کوئی پُرزہ — سمجھا مین جگر فگار تعویذ
چاندی ہوئی اُسکی جب دیا حکم — سونے مین منڈھے سُنار تعویذ

ہوا ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ

لو تار نظر مری اگر ہو
ڈورے کا اُمیدوار تعویذ

کیون رشک سے دل جلے نہ میرا
ہو اُس سے جو ہمکنار تعویذ

چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا
ہی صاحبِ افتخار تعویذ

بازو سے صنم کہان کہان تو
اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیرؔ سوز فرقت
جل جاتا ہی برق وار تعویذ

ردیف رائے مہملہ

دلِ پرداغ کا مسکن نہین ہی اُسکے گیسو پر
اُگا ہی پھول لالے کا یہ گویا شاخِ شبو پر

ہجوم ایسا ہُوا گلشن مین اُسکے قدِ دلجو پر
گرے صرصرِ لب جو ٹوٹ کر سرِ لبِ جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خطِ شوق نے پایا
عوض تعویذ کے باندھا ہی اُسنے اپنے بازو پر

کہان جاتا ہی اپنی فکر سے اُس چشم کا مضمون
یقین ہی صید ہو ڈالا ہی گھوڑا ہمنے آہو پر

سنبھل سکتا نہین ہی سرد فور ناتوانی سے
اگر تکیے سے اُٹھتا ہی تو آرہتا ہی زانو پر

امیدِ قتل ترکِ چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہی
بڑھا کر دستِ مژگان رکھدیا ہی تیغ ابرو پر

یہ شوقِ قتل تھا ہمکو کہ مقتل مین گلا رگڑا
کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بُتِ پندار کی انکو ہی کب فرصت
مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین رُلایا ایک عالم کو
بہائے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہی دردِ دل زیادہ ہجرِ ساقی مین
اگر برسات مین شبکو نظر پڑتی ہی جگنو پر

اگر رخصت ہی ہی مدِ نظر اتنا ٹھہر جاؤ
کہ اپنے داغِ دل کی اشرفی باندھو تمہین بازو پر

درِ جانان پہ مطلب تھا میرا لغزشِ پا سے
کہ اِس حیلے سے رکھدون ہاتھ دروازے کے بازو پر

خبر تجکو نہین ہی ای سگِ جانان تعجب ہی
سگِ اصحاب کہف آیا ہماری لاش کے اوپر

پڑا خط بھی نہ میرے تن پہ میری سخت جانی سے
تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہی محبت مین
مسلمان ہو کے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

فقط کہتا نہین مین شعر اُس مصراعِ گیسو پر
رباعی اک نئی ہوتی ہی موزون چار ابرو پر

نہین خالِ سیہ جو ہی نمایان اُسکے ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر

وہ شاہِ حسن تل بیٹھے تو یہ اوجِ شرف بخشے
کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پر

مرض مین اُسکے گھر جاکر عیادت کا مزہ اُٹھا
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اُسکے بازو پر

معطّر مغزِ جان تک ہو جو میرے داغ دل سونگھین
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر

سلام اُس ترک کا لینا ہی ایما قتل کا شاید
کہ رکھتا ہی وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر

ہوا مین سینہ زن فرقت مین سینہ کرکے یاد اُسکا
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر

نئی وحشت ہی مجکو وحشیون سے انس ہی ایسا
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقشِ پاے آہو پر

خیالِ ناوکِ مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
کہ تودیگا گمان ہوتا ہی مجکو اپنے پہلو پر

گرے تجھے نہرِ گلشن مین کبھی دو اشک گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ تبخالے لبِ جو پر

نہایت تنگ ہی قاتل ہماری سخت جانی سے
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اس دست و بازو پر

کیا دلکو جلاکر خاک اپنی ہی وسمہ
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اُسکی تیغ ابرو پر

ملے بازو اگر اُس ترک نے دستِ حنائی سے
جمایا طائرِ رنگِ حنا نے رنگ بازو پر

بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشمِ بازو پر

صدف کی کیا حقیقت ہی اگر اسمین نہو گوہر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر

پسِ مردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

بڑھا جاتا ہی تجھسے دیکھ کو سودن ناقۂ لیلیٰ
سوار ای قیس تو بھی کیون نہین ہوتا ہی آہو پر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان بھی
بھر آتی ہین امیرؔ آنکھین مری قمری کی کوکو پر

کیا قصد جب کچھ کہون اُن کو جلکر
دبی بات ہونٹھون مین مُنھ سے نکلکر

گرا مین ضعیف اُسکے کوچے کو چل کر
زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نئی سیر دیکھو سوے قاف چل کر
سرِ راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر

اِدھر کی نہو جائے دُنیا اُدھر کو
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی
یہ مطلب کہ چوپٹ ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہو نہین کیا مرے ساتھ گھڑیون
تڑپتا ہی سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہی وہ زلف عمرِ خضرؑ سے
کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر

گلستان نہین ہی یہ بزمِ سخن ہی
کہو شاعرون سے کہ پھولین نہ پھل کر

غضب اوج پر ہی مری بیقراری
زمین آسمان بن گئی ہی اُچھل کر

پڑا تیر دل پر جو مُنھ تو نے پھیرا
نشانہ اُڑایا ہی کیا رُخ بدل کر

نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید
کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر

چلو وحشیو بزمِ گلزار مہکے
گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی
شفق بنگیا خون میرا اُچھل کر

کمر بال سی ہی نہ لچکے یہ ڈر ہی
جوانی پر اسے ترک اتنا نہ بل کر

حضور اُسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے
کھڑا ہو رہا دورِ مطلب نکل کر

چھپے حرف تہ گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر

وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت میکش
کہ ہے ہوگئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیرؔ اُس کمر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہی تو محشر مین جل کر
جہنم اُگل دیگا مجکو نگل کر

پڑی مجپہ اوچھی وہ تلوار چل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب
نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا اُبل کر

تری بات بھی تیر ہی ناوک افگن
گڑی میرے دل مین زبانسے نکل کر

جو شامِ شبِ ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پہ آئی ہی صورت بدل کر

جہان مین نہ کی قدرِ غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

رُخ اُس بت کا شاید نکلتا ہی پتھر
کہ قدمون پہ گرتی ہین نظرین پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا مین نے بھی شمعرو اُن کو جل کر

جلانے کو دل داغِ سینہ ہی حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلے پہل کر

جو کھینچے گا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

انھین آتے دیکھا تو دوڑین نگاہین
گئی آنکھین اُن سے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پانؤن محفل مین کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اسقدر نقدِ جان کیون ہی اے دل
خدا دے جو ہمت تو نذرِ اجل کر

بشر کیون نہو بیوطن ہو کے مضطر
تڑپتی ہی دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہون جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پہ مرے گر پڑی تیغ اُگل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہی
دکھاتا ہی سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے درِ دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اِظہارِ تقویٰ
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہی خود اُنسے پوچھون مین چلکر
یہ خط تمنے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر

جو برسات مین تا درِ یار پہونچے ۔ یہان نہ کیا خود گرے ہم پھسل کر
توقع ہی دھوکے مین آ کر وہ پڑھ لین ۔ کہ لکھا ہی نامہ انھین خط بدل کر
کہین محتسب چونک اُٹھے نہ غش سے ۔ نہ جا بوے مے میکدے سے نکل کر
یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو ۔ دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر
زمین پر نہین پانوُن رکھتا ہی قاتل ۔ کہو خون دامن پکڑ لے اُچھل کر
وہ نیرنگ پرواز ہی عمرِ انسان ۔ دکھاتی ہی یہ تین شکلین بدل کر
نکالا جو پیرِ مغان نے تو غم کیا ۔ بُلا لے گی پھر دخترِ رز مچل کر
کھنچے دل نہ کیونکر حسینون کی جانب ۔ جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر
دمِ فکر ہی دھیان کس خوبرو کا ۔ کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھل کر
پڑا ہی جو بے آب چاہِ زنخدان ۔ ہوا کیا عرق تیرے رُخ سے نکل کر
نفس وار کی ایک جا آمد و شد ۔ کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چل کر
حسین کیون نہ جوشِ جوانی کو روئین ۔ کہ جو بن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر
وہ مقتل ہی تیرا کہ آتے ہین قاتل ۔ جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چل کر
نہ جائے کبھی وارِ قاتل کا خالی ۔ جگر دب رہے روک لے دل اُچھل کر
یہ خواہان ہی مثلِ نگین بے نشانی ۔ نہ جائے کہین نام ہمسے نکل کر
مرے قتل سے وہ کمر کب ہی منکر ۔ خطر کیا ہی بیٹھی ہی کیون ناف ٹل کر
یہی سوزِ غم ہی تو اشکون کی صورت ۔ کسی روز بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک سائے سے جل کر

نہ جاتا تھا اُس تک کبوتر دہل کر ۔ روانہ کیا روغنِ قاز مل کر
تھکے ہُد تون راہ مین جنگلے چل کر ۔ وہ در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن — زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر
کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت — تو یوسفؑ جوان بھیڑیون مین ہو پل کر
ضعیفون کو ہی باعثِ زلیست بستر — کہ ٹلتا ہی عکس آئینے سے نکل کر
ذرا گرم نظرون سے دیکھے جو ساقی — ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر
لگا رہنے دو در سے بیتاب دل کو — کہان جاے بازو سے مچھلی نکل کر
اگرین گرم آنسو جو دریا مین میرے — صدف مین گہر پھر ہو قطرہ پگھل کر
عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہی موذی — کہ بے غم ہی بچّون کو اپنے نگل کر
مے گرم سے کردیا گرم ساقی — صُراحی پلا کوئی شورے سے جھل کر
یقین ہی کہ پھر جان ہی لین یہ موذی — جو بیٹھین کبھی مثل چیچک نکل کر
جو وہ اُٹھ چلے اہلِ محفل تو کیسے — پکڑ لے سپند اُسکا دامن اُچھل کر
رقیبون سے کیا راہ ہی ڈاکیون کو — کہ دیتے ہین مجکو خط اُسکا بدل کر
وہ مجنون ہون شکوہ جو صحرا مین بھٹکون — چراغ سرِ راہ ہو گھانس جل کر
ابھی جان دیدون جو دے مجکو مٹی — غبارہ اُس ستمگر کے دل سے نکل کر
اُٹھا ایدل آنکھون سے اتنا نہ طوفان — کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر اُبل کر
نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے — جلایا جو پردون کو آنکھون نے جل کر
جھنکائی لحد گلرخون کو فلک نے — پڑی کس شکنجے مین نازون سے پل کر
مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا — بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر
کہو میرا مرنا نہ اُس گلبدن سے — مٹا دے نہ رنگِ حنا ہاتھ مل کر
وہ لاغر تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا — گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہی شاطر
دکھاتا ہی کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر
مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر

ڈر سے آ سکتے نہین میرے سیہ خانے مین
ماہ و خورشید چلے جاتے ہین باہر باہر

داغ الفت مرے دلمین کوئی چھپ سکتا ہی
شمع فانوس کا نور ایک ہی اندر باہر

نخچیر قاتل سے جدا ہو نہین آتا ہی یقین
ہو گا سگ کوچۂ قصّاب سے کیونکر باہر

کیا ہوا خط کا جو اُس چاہ ذقن پر ہی ہجوم
مور روزن سے نکلتے ہین برابر باہر

شوق ہوتا جو نہ اُس چاہ ذقن کا رہبر
کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر

ایک گھر مین نہین رہ سکتے ہین یاجوج و انسان
حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے نشتر باہر

ہون وہ دیوانہ جو رکھتا ہون زندان مین قدم
غل یہ زنجیر مچاتی ہی کہ باہر باہر

مجمر چشم سے کیونکر اشک آئے نہ تند
کہ سپند آگ سے آتا ہی چٹک کر باہر

ہون وہ جانباز مین آیا تو پے استقبال
تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر

چاہتا ہی کہ وہ بے پردہ ہو آنکھونکی حضور
اتنا جامے سے نہو کوئی کبوتر باہر

قاصدی کیا جو خط اُس تیر فگن کو مین لکھون
چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر

شیخ صاحب نے جو رندون کی سُنی ہی آمد
کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہین اندر باہر

بھون چڑھاتا ہی عبث جان بھی دی سر بھی دیا
کب ہوا تجھ سے مین اے ترک ستمگر باہر

بادہ خوارون کا زمانے سے جدا ہی عالم
بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہی اس پیکر خاکی کی امیرؔ
کیا حقیقت ہی صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزارون کو پنھائی زنجیر
رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر

ہی ہمارے دل صد چاک کا حصّہ وہ زلف
شانہ ہی کون جو چھوتا ہی پرائی زنجیر

آج منّت ہوئی پوری ترے دیوانے کی
ملک الموت نے پانؤن کی بڑھائی زنجیر

اے جنون مان خدا کو نہ کڑی کر مجھپر
عرش ہل جائیگا مین نے جو ہلائی زنجیر

ہی خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
تنگ ہی قید سے پائیگی رہائی زنجیر

تری باتون سے پریرو نہین نالان مین فقط
کھینچتی ہی مرے پانون کی دہائی زنجیر

قید خانے کی طرح وادیٔ وحشت مین ہون قید
ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یادِ گیسو نے دکھایا ہی تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اُتر آئی زنجیر

کِس پری کے گُلِ عارض کا مین دیوانہ تھا
کہ مرے پانون مین پھولی نہ سمائی زنجیر

قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
موج گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر

ای پری دست حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانو پر اُنکے گری ہو کے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنھائی زنجیر

اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

پہلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتکڑی ہاتھون مین پانون مین پنھائی زنجیر

اک حسین کا ہون مین دیوانہ تکلف ہی ضرور
نقرئی طوق ہی زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانبِ صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنھائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو ای آہنگر
آہنِ برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

ای جنون پانون مین مجروح تو گردن مین خراش
طوق گلرنگ لہو سے ہی حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جا سے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
وا رے بیرحمی کہ پانی بند ہی بیمار پر

جا بجا سبزہ نہین ای دل یہ قصر یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا درِ دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سرِ دیوار پر

جو رہ ہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہی اسی دیوار پر

یہ مرے بیت الحزن پر چھائی ہی بوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہی قدم دیوار پر

کہ گئی گل کر کے میری شمع بالین کو صبا — کوئی او ناداں روتا ہی سر بیمار پر
بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا — ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر
ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمون مین مست — دست گلچین پڑ گیا اکثر بہک کر خار پر
وار کرنے کی نہ قاتل کو ملی گلشن مین بار — دوڑ کر خود رکھدیا مین نے گلا تلوار پر
باغ سے پہونچا مین وحشی بے تکلف سوے دشت — پاؤن بھی رکھا نہ مثل بوے گل دیوار پر
مے سے کپڑے زاہدان خشک کے کیا تر کیے — جلکے ہمنے آگ رکھدی جبہ و دستار پر
وہ حسین ہی تو ہوا زندان مین جسدم جلوہ گر — کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر
بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پر ہوا بال ہما — جو کبوتر اڑ کے آ بیٹھا تری دیوار پر
اگر گل کانٹے نہین ہوتے یہ گلشن مین نمود — انگلیان اٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر
کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مین نے آہ — وار رو کے سیکڑون تلوار کے تلوار پر
زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم — اور اک دیوار اٹھی باغ کی دیوار پر
آنکھ اگر آئینۂ وحدت نما سے ہو دوچار — ہو بہ ہر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر
باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر — اڑ کے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع ساں گریاں ہی قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابروے خمدار پر — روز یارون کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر
جلوہ گر ہی خود وہ اپنے طالب دیدار پر — دھوکے کی ٹٹی ہی پردہ یار کے رخسار پر
دیکھکر چھالے سراپا میرے جسم زار پر — کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیون کے ہار پر
شان اسکی ہی کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار — چھت جو بنتی ہی تو کڑیاں پڑتی ہین دیوار پر
سمجھے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اس آنکھ کی — باڑھ دیکھی رکھکے انگلی ترک نے تلوار پر
بند آنکھون کی دوکانین ہوگئین ہنگام مرگ — آخر شب کیا اداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
ہو نہین وہ محروم راحت گر نہ پاؤن فرش خواب
ہی بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
ہون وہ طائر لذت غم کب ہوئی پوری نصیب
اسلیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون مست
کرکے گلگشت چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ہی یہی باعث جو ہی رنگ بدن طوطی کا سبز
نیزۂ قاتل سر بسمل پہ خندان زخم تن
ای پری آتے سلیمان بھی عبادت کو اگر

لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر
گر پڑے دیوار پھٹ کر سایۂ دیوار پر
سیل کی ہی چال یکسان راہ ناہموار پر
نوچنے مین رہگئے صیاد سے دوچار پر
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر
ابر کے بدلے اُداسی چھا گئی گلزار پر
زہر کھایا ہی تمھارے سبزۂ رخسار پر
کیا اُگا ہی نخل ماتم قہقہہ دیوار پر
سورۂ جن پڑھ کے دم کرتے ترے بیمار پر

تیز پڑتی ہی نظر اُس ترک کی تجھپر امیر
تُل رہا ہی باز کیا کنجشک کے آزار پر

ہُوا اگر ناز سے وہ بزم مین رقصان جُھک کر
مرتبہ پیش خدا ہوتا ہی اُتنا ہی بلند
خاکسارانِ زمین کا ہی یہ شوقِ پابوس
رفعتِ قصر تواضع سے اگر واقف ہون
مین وہ عاشق ہون صفاکیش پریرون کا
دیکھ پائے جو اسی ٹھاٹھ سے تجکو ای ترک
تم وہ لیلیٰ ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بیڑیان بھی جو کٹین ہون وہ اسیرِ لاغر
سرکشی اہلِ تواضع سے کوئی چلتی ہی
تو وہ گلرو ہی اگر باغ مین رکھتا ہی قدم

چُوم لے پاؤن سرِ گوشۂ دامان جُھک کر
جسقدر چلتا ہی انسان سے انسان جُھک کر
رہگئی ہی کمرِ گنبدِ گردان جُھک کر
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جُھک کر
ہوتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمان جُھک کر
لے قدم دوڑ کے رستم سر میدان جُھک کر
بید مجنون ہوے شمشادِ گلستان جُھک کر
پاؤن مین میرے پھنسے طوق گریبان جُھک کر
پست دروازے سے آتا ہی خود انسان جُھک کر
چُوم لیتی ہی قدم شاخِ گلستان جُھک کر

قد خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین انسان
سب سمجھتے ہین کہ گر جاتے ہین ایوان جھک کر

آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات
چار دیوار عناصر ہوے ویران جھک کر

ہی یہ ایما کہ چلا چاہتے ہین زیر زمین
چلتے ہین موسم پیری مین جو انسان جھک کر

کہد و صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہی کام
خود نہ پائیگی تجھے شاخ گلستان جھک کر

یاد رکھ مصرع اُستاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہی جو یادِ رخِ جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کیطرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یادِ زلفِ یار مین جمعیتِ خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

ان فنون ہوتے ہین یون لے پنے بسر لیل و نہار
یادِ رخ دن بھر خیالِ زلف پیچان رات بھر

کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حال اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہی باران رات بھر

بندھ گیا ہی شام سے کس زلف افشانکا دھیان
جگنوؤن سے ہی مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہی مجھ گریان سے کیون چین بہ جبین
مثلِ شبنم باغ مین ہون تیرے مہمان رات بھر

نیتِ بد ہی تو کارِ نیک سے حاصل ہی کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثلِ نگہبان رات بھر

عالمِ افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہی چراغِ خانہ اپنا ماہ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہی شریکِ درد کون
شمع رہتی ہی مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غولِ بیابان رات بھر

آتشِ شوق اور میرے قصہ خوان نے تیز کی
کیون سُنایا ذکر بلقیس و سلیمانؑ رات بھر

کی عبادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکمِ حیدرؑ تھی جو آوازہ نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شب فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرّہ و پروانہ آسا گردشِ ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشورون مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طی کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ ساں بیٹھ رہا سر بگریبان ہو کر
رُخِ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہو کر

روحیں کشتوں کی گلے ملتی ہین شادان ہو کر
عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہو کر

پتلیاں کب تری آنکھون ہین اے غیرتِ حور
دیکھنے آئی ہین پریان تجھے انسان ہو کر

عشق عارض ہین مرے تار نظر چاہتے ہین
رہین قرآن مین شیرازۂ قرآن ہو کر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشمِ مردم مین کھٹکتا ہون مین انسان ہو کر

ہو کے محمود ہین ہون بندۂ فرمان ایاز
ناز پریون کے اُٹھاتا ہون سلیمان ہو کر

ابھی اتنا ہی حجاب انکو جو کچھ کہتا ہون
نیچی کر لیتے ہین آنکھین وہ پشیمان ہو کر

جلگیا اُگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہو کر

ہو جدا تمسے تو کیا خاک رہے عاشق ہین
جسم پیوندِ زمین ہوتا ہے بیجان ہو کر

ہوں وہ وحشی مجھے نظرون سے گرائے جو جہان
چشمِ عالم مین پھرون خواب پریشان ہو کر

دل ملا خاک مین ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑون دانے اُگے خاک مین پنہان ہو کر

گُل ہُوا غنچہ تو آواز یہ اُس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہے پریشان ہو کر

کچھ اُٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چل دیا زخمون پہ قاتل نمک افشان ہو کر

خونِ دل کو جہ گیسوے سیہ ہین جو بہے
جلوہ گر ہو شفقِ شامِ غریبان ہو کر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن مین چمکین
جل اُٹھین شہپرِ طاؤس چراغان ہو کر

چاہتے ہین تری تلوار کے جوہر او ترک
دہنِ زخم مین جم بیٹھتے دندان ہو کر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھین
رہ گئین رخنۂ دیوار گلستان ہو کر

موسمِ گل مین تقاضا ہے جنون کا یہ امیر
چاک ہو پیرہنِ زیست گریبان ہو کر

زار ایسا ہین ہوا بادیہ پیما ہو کر
ذرّہ چاہے تو تھکا دے تجھے صحرا ہو کر

اِسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہو کر
کفِ پا اُٹھ نہ سکے نقشِ کفِ پا ہو کر

ہم مریضون سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذّتِ درد سے جینے کا مزہ ملتا ہی
چھیڑتا کیون ہی مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنے کے بندھی ہی مرے نالون کی ہوا
گنبدِ قبر اُڑے کیون نہ بگولا ہوکر

سرو و گل سے تجھین تشبیہ مین کب دیتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہوکر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخمِ جگر
رہگیا دیدۂ بسمل کی طرح وا ہوکر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھسلا
آرہا کان مین اُس مہر کے بالا ہوکر

اونچے اُڑتے ہین کبوتر تری ٹکڑی کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہوکر

حسرتِ دست حنائی مین ہم ایسا روئے
بہگیا آنکھ سے دل خون تمنّا ہوکر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہی رہنے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہر دانۂ انگور ہو مینا ہوکر

لیجئے مال اسیرون سے فقیرون کے لیے
لوٹیے دولتِ دین طالبِ دُنیا ہوکر

آگے وحشت مین جو کہتا ہون سہ جاتا ہی
نازِ مجنون کے اُٹھاتا ہی وہ لیلیٰ ہوکر

بید ہین بنتے ہو تا قم سے جلانا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مُردون کو مسیحا ہوکر

نہ محبّت نہ تلطُّف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہوکر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہین جب بہر شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوے صحرا ہوکر

خرمنِ جان و جگر مزرع امید امیرؔ
دل نے پھونکا شررِ آتشِ سودا ہوکر

کبھی تو بھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورتِ نقشِ قدم ترے در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان نرکھ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہے گا زبانِ خنجر پر

وہ مست ہون کہ گرتا ہون سینہ خنجر پر
وہ شیشہ ہون کہ پٹکتا ہون سر کو پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہی میکدے کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہی ساغر پر

دلِ شکستہ نے اُس بُت کے دل کو نرم کیا
کیا ہی ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

برنگِ سایہ رہا پایمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگِ یار کو سلام نیاز
ہُمانے سایہ پردن سے کیا کبوتر پر

ہوا ہے بوسۂ لب ہی یہی تو مرگ کے بعد
حباب بنکے رہونگا مین آب کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مین نے شیرِ مادر پر

پھڑک رہا ہی مرا مرغِ روح ای قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہی جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ ہوتا ہی
پڑا ہوا ہی فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آئینے مین یہ ترک
چُھری کو کرتے ہین درپردہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہی خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد یتیمی ہی روے گوہر پر

صفِ مژہ کو بھی ہی تاک چشمِ ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہی نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب
ترے حبیبؐ کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اُٹھاؤن امیرؔ
پڑھون جو فاتحہ مین تربتِ توانگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گُمان ہُوا کہ شکن پڑگئی ہی چادر پر

بکھرینگے حشر مین کھولے ہوئے وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہلِ محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہی تیرے مژگان کی
نثار سورگِ جان ایک نوک نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوشِ جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزہ ہی ابھی تک زبان خنجر پر

ہُوا تماوُنِ اہلِ دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آبِ گوہر پر

مین سخت جان وہ کرتا ہی سنگسار مجھے
خطر ہی ضرب نہ آجائے اُسکی پتھر پر

ملے جو خدمتِ آئینہ داریِ خوبان
تو لات مار دون مین دولتِ سکندر پر

لیے ہین دفترِ عصیان کو کاتبِ اعمال
مرے گناہون کی گٹھری ہی غیر کے سر پر

یہ مجکو حسرتِ دیدار یار تھی دمِ قتل
پسِ فنا نہ چڑھا خون بھی مرے سر پر

جو ایکدم کو بھی غرفے مین آپ آبیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اُٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار مجھے
چلون وہ چال کہ پہونچون نہ حشر تک در پر

ہجوم اشک سے دانتون کے عشق مین یہ کھلا
بندھا ہی موتیون کا پُل یہ آب گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھوکا
تو اُڑ کے مثل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمتِ عصیان سے رہگیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہل محشر پر

سُنا کسی سے جو نامِ دواے دردِ جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہاے دردِ جگر

رضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو نہین راضی
گھٹائے دردِ جگر یا بڑھائے دردِ جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہی طبیب
کہان سے آئے الٰہی دواے دردِ جگر

زبان رُک نہین سکتی ہی رنگ چہرہ ہی زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائے دردِ جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہی اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہی انتہاے دردِ جگر

دیا ہی قسمتِ بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہی سواے دردِ جگر

ہوئی دوا بھی لکھے عاملون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلاے دردِ جگر

اُٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے دردِ جگر

ہمارے دل کا دہی درد امیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلاے دردِ جگر

جلتا ہی دل فراق مین کیونکر نہ خوش آئے ابر
پر کالے آگ کے ہین مجھے لکہ ہاے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پہ جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب روان کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالۂ درد آشناے رعد
ہی کسکے غم مین گریۂ بے انتہاے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہی ٹھیک انکے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت
سر پر ہی اُنکے سایۂ بالِ ہمائے ابر

سر سبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعائے ابر

مین ہجر یار مین نہ کرون نالے ای فلک
بلبل تو ہائے گل کہے طاؤس ہائے ابر

آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان
چھائی ہی کیا چمن مین اُداسی بجائے ابر

اک برق وش کی یاد مین رو رو کے مر گیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری ردائے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہائے ابر

ہر دامنِ مژہ مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کس طرح نظر مین ہماری سمائے ابر

خطِ اس طرح ہی روے کتابی یار پر
کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اُٹھائے ابر

بیجا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹائے ابر

مجھ مست سے پھری ہوئی ہی یہ ہوائے باغ
شیشہ بھرون جو مَی سے تو پھر گرائے ابر

برسات مین یہی ہی اگر میکشی کا لطف
دامن مین زاہدون کے نہ دھبا لگائے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہی امیر
ہان نیلگون ہی دوش ہوا پر ردائے ابر

ای بتو لازم ہی چشمِ لطف دولت خواہ پر
بوسہ یا دُشنام کُچھ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع
سایہ کرتا ہی ہما شہپر سے فرقِ شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کو ہی اختیار
اب گلا میرا دبائے خواہ اُڑائے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض نہ اب
شک اگر ہو مُہر ہم کر دین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین
چھائیان ہمکو نظر آتی ہین روے ماہ پر

کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہی عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی مشقت ہوگئے ہم خاک جسکی راہ مین
ای فلک وہ آجتک آتا نہین ہی راہ پر

اُٹھ سکیگا کسطرح مجھ ناتوان سے کوہِ ہجر
ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھ برگِ کاہ پر

شکر ہی اتنا تو اُلفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اُٹھتا ہی وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہِ حُسن ہین افلاک بھی زیرِ نگین
سکّہ بٹھلاؤ زرِ خورشید و سیمِ ماہ پر

دیکھتے کیا ہو دلِ نالان کو دیکھو رعد کو
کیا بڑی آواز ہی اِس قامتِ کوتاہ پر

ہون وہ بیمارِ محبّت مین جو جا ہونگا علاج
چرخ سے اُترینگے عیسیٰ سقفِ بیت اللہ پر

ہی تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہی گدا و شاہ پر

شکر ہی آئے بھی میرے گھر مین مہمان بھی ہوئے
یہ عنایت پر عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثلِ حباب اے امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمۂ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنبان چلکر
آرہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
رہگیا چار قدم سوے بیابان چلکر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سرِ میدان چلکر

ابر آیا ہی بہت بیٹھ چکے مسجد مین
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر

قصد اُس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعلِ بدخشان چلکر

جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہی وہ چال
چال مجھ سے نکرا ے کبکِ خرامان چلکر

باغ باغ اُسکی گلی مین ہی مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرفِ روضۂ رضوان چلکر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہی ترا خنجرِ بُرّان چلکر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہی احباب کی فرقت مین امیر
رو لیے خوب سرِ گورِ غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلفِ رسا ہی سر پر
توشۂ حُسن ہی یہ ظلِّ ہما ہی سر پر

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی اسکی جا
پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہی سر پر

واقعی کتنی ہی معشوقۂ دُنیا بے شرم
رُخ پر اُسکے ہی نہ برقع نہ ردا ہی سر پر

شمع سان سوزش غم سے نہین دُنیا کو نجات
کیا تکلف ہی اگر تاج طلا ہی سر پر

دھوپ مین چلکے دکھایا ہی نیا تمنے فروغ
آفتابی ہی کہ دامان قبا ہی سر پر

روبرو اُسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ
چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہی سر پر

کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر
ترک کھینچے ہوے شمشیر جفا ہی سر پر

سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین وبال
سایۂ بال ہما ابر بلا ہی سر پر

سُرخ ٹوپی نہین پہنی ہی مرے قاتل نے
خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہی سر پر

حسب ارشاد نبی فقر حقیقت مین ہی فخر
ابر رحمت کہ گلیم فقرا ہی سر پر

دشت مین گرمیِ رفتار و بخارِ دل سے
بجلیان پانوٴن کے نیچے ہین گھٹا ہی سر پر

حاملِ کوہ غمِ ہجر ہون کیا راہ چلون
پانوٴن اُٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہی سر پر

کوے جانان مین گرایا مجھے ای لغزشِ پا
بارک اللہ یہ احسان ترا ہی سر پر

میکشو پانوٴن اُٹھائے ہوے گلشن کو چلو
ساتھ چلتی ہی ہوا سرد گھٹا ہی سر پر

محتسب لیے ہی شیشے کی پری کا دشمن
سخت دیوانہ ہی جن اسکے چڑھا ہی سر پر

واعظِ شہر بھی رکھتا ہی کنھیا کا مکٹ
واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہی سر پر

اہل دنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہی سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دوچار
ساتھ پیکان کے نکلجاتے ہین ارمان دوچار

ذکر اُس مصحفِ عارض کا بھی ہوتا ہی ضرور
جمع ہوتے ہین جہان حافظِ قرآن دوچار

ساکنانِ حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
رُخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دوچار

جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلکر کپڑے
چاک ہوجاتے ہین رستے مین گریبان دوچار

مجلسِ گورِ غریبان نہین رہتی خالی | روز آرہتے ہین اسمین نئے مہمان دوچار
جھانک کر روزنِ دیوار سے دیکھو تو ذرا | در پہ ہین خاک نشین بے سر و سامان دوچار
عاشقِ عارض و لب قید سے چھوٹے جسدم | گئے دس یمن حلب کو تو بدخشان دوچار
ہون وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہین دل روز مرا | جبتلک طے نہین کرتا ہون بیابان دوچار
رُخ کے عشاق سے وابستۂ گیسو ہین سوا | لاکھون ہندو نظر آتے ہین مسلمان دوچار
ہون وہ بسمل مرے زخمون کو مزہ درد کا ہی | نہ بھرے جی جو نہ خالی ہون نمکدان دوچار

امتحان مردمِ دُنیا کا کیا ہمنے امیر
دیو خصلت جو ہزارون ہین تو انسان دوچار

تمھین کو جانا تمھین کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہوکر | دوئی کا وحدت مین دخل کیسا رہے ہمیشہ الگ ہوکر
ادا تو دیکھو کہ وقت زینت ہر ایک دیان بذ نکا اُسکے | چبھا رگِ جان مین مثلِ نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہوکر
ٹھہر گیا ہی ہمارے دلمین ہزار منت سے دردِ اُلفت | مگر یہ ڈر ہی کہ اُٹھ نہ جائے مکان کی تنگی سے تنگ ہوکر
قدم جو اُسکے مکان مین رکھون نہین یہ ممکن کہ ہون نہ زخمی | لگائے دُربون کے مجکو چھرے ہر ایک روزن تفنگ ہوکر
ہو سخت دل گر شہید سے چھوٹے تو بہو بچے اورونکو اُس سے ایذا | بدنکو زخمی کرے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہوکر
عجب تو ہمپا ہین ساتھ میرے ہی میری تقدیر کی برائی | بجا ہی کشتی پہ دانت پیسے جو ارّہ پشت نہنگ ہوکر
نہان تھا آنا کہ ہو نہ ظاہر عیان تھا جانا کہ سب ہون ماہر | وہ دلمین آئے اُمنگ ہوکر گئے تو چہرے کا رنگ ہوکر
بہت فرنگی بچونکی صحبت کا شوق اے جا جیو ہی ہمکو | حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آرہین گے فرنگ ہوکر
کہان طریقِ جنون مین ہمسا ہی کوئی آماجگاہِ آفت | چبھا جو تلوے مین اپنے کانٹا وہ دل پہ بیٹھا خدنگ ہوکر
غضب ہی انسان ہمصحبت کرے جو انسان سے بیوفائی | کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے بہم ہین گردش مین سنگ ہوکر
ہوے تھے ہندو بچونکے عاشق شہید ہونیکی کیا خبر تھی | نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اُٹھیگا ہولی کا رنگ ہوکر
اثر نجائے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا | فلک جو قبرِ وسیع بھی دے وہ قبر بنجائے تنگ ہوکر
گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا ہاتھ مین گل | وہ فصل ہی اب اگر مین سونگھون تو پھول غنچہ ہو تنگ ہوکر

جواب خط وہ اُدھر سے آیا کہ دل کیا اے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر اوہان سے خدنگ ہو کر

نہ کھُر باطن ہوا سے برہمن ذرا تو چشمِ تمیز وا کر
خدا کا بندہ بتون کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جو اُٹھکے پہلو سے انجمن میں تو دونو بیٹھے ہین مجھسے جاکر
تڑپنے در در جگر کے دلکو ٹپک دیا ہی اُٹھا اُٹھا کر

شرر سے کہدو کہ پست فطرت پھنسا ہی کیون سخت قیو مین آکر
یہ کیا سمجھ پر پڑے ہین پتھر ارادۂ منزلِ فنا کر

قدم کو لغزش زبان کو لکنت ہی رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش
کدھر گئی ہائے نوجوانی ان آفتون مین ہمین پھنسا کر

جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب سرا تھی
ہوا نہ ہمراہیون سے اتنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر

نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہین ہی کچھ اعتبار اسکا
کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر

بپا ہی طوفان بے ثباتی رواروی مین ہین گرم موجین
ہوا مین ناحق بھرا ہوا ہی حباب دریا مین گھر بنا کر

چمن ہی کشتونکا تیرے مدفن یہ لالہ و گل نہین شگفتہ
صبا نے گویا کہ تربتون پر چراغ روشن کیے ہین لا کر

نہین ہی کوئی جہان مین باقی چلیگی اب تیغ ناز کسپر
مگر ترے قتل گہ مین لائین مسیح مُردے جلا جلا کر

اُسی کا ہی رنگ یاسمین مین اُسیکی بو باس نسترن مین
جو کھڑکے پتا بھی اس چمن مین خیال آئے آواز آشنا کر

بلا ہی حرص و ہوائے دنیا کہ جس سے چکر مین ہین سب انسان
کیا پریشان ان آندھیون نے تمام ذرونکو خاک اُڑا کر

جو آئنہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے
خدا نہ منھ غیر کا دکھائے فروغِ عارض ترا دکھا کر

سخنوروں نے معاملے مین سوائے ذلت حصول کیا ہی
چمن مین کھنچے جو ہمسے بلبل تو ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر

کسکی تیغِ جفا کا یارب ہر ایک دلپر ہی رعب غالب
ہلال کی ہی خمیدہ گردن سپہر چلتا ہی سر جھکا کر

شبیہ مد نظر ہی کسکی کہ کوئی پوری نہین اُترتی
مٹا دیے صانعِ ازل نے ہزارون نقشے بنا بنا کر

زمانہ ہی دل جلونکی محفل سپند سے کم نہین تو اے دل
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل ان انجمن مین کبھی بپا کر

ہو بزم جانان مین حشر برپا تڑپ کا دلکے یہ تھا تقاضا
مگر بڑی مشکلون سے روکا ادب نے زانو دبا دبا کر

جواب لکھتی نہین ہین اپنا فسونگری مین تمھاری آنکھین
فریب دیتی ہین اک جہان کو نئے نئے شعبدے دکھا کر

ذرا سے کھٹکے نے نیند اُڑائی کہ چوٹ پتھر پہ جب لگائی
صدا یہ گوشِ شرر مین آئی کہ خوابِ سنگین سے چشم وا کر

امیر میری رگِ گلو کو یہ تیغِ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آکر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوشِ وحشت چمن مین دورِ بہار جاکر / گلون نے ہنس ہنس کے مار ڈالا رلایا غنچون نے مسکرا کر
وہ مست ہین ہم کہ پانون اپنے ٹکے ہین عرشِ برین پہ جاکر / کبھی جو چوکھٹ پہ میکدے کی گرے ہین نشہ مین لڑکھڑا کر
عبث ہی مغرور تجکو نخوت نہین غریبون کو تیری پروا / خدا ہی ہر مورِ ناتوان کا جو تو سلیمان ہی تو ہوا کر
یہ ظلم سارے ہین چند روزہ ہی ایکدن انتقام کا بھی / امیر حمام گرم کر لین فقیر کا جھونپڑا جلا کر
خیالِ گیسو مین دل بہلا جو آج کی شب الجھ رہا ہی / کہان سے لایا ہی یا الٰہی یہ گھر مین کالی بلا لگا کر
شبِ جدائی ہوئی یہ حالت ہی تپ دردِ غم کی شدت / جو ہوش آیا تو ہمنے پٹکا زمین پہ تکیے سے سر اٹھا کر
خدا ہی باندھے ہوا کچھ ایسی کہ دل ہو اُس گرم خو کا پانی / کیا ہی لوگون نے آگ اُسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر
عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ دھوکا / ترے شہیدون مین ترک گردون ہوا ہی شامل لہو لگا کر
نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ بھولین گے بے تامل / ہماری تربت پہ اقربا نے کیا ہی اندھیر خاک اڑا کر
نبی نے چھوڑا جہان مین قرآن سمجھے کوئی تو خود ہی جاہل / قصورِ رہرو ہی ہو جو اندھا گئے خضر راستہ بتا کر
طبیب سے کوئی جائے کہدے دوا کی ہی فکر تجکو بیجا / یہ دردِ دل ہی علاج کیسا خبر ہی کچھ ہوش کی دوا کر
بجا ہی چاہِ ذقن کو تیرے کہے اگر خلق چاہِ زمزم / مریض اچھے ہوے ہین آکر اُسی کنوئین مین نہا نہا کر
جدا ہی پہلو سے کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہوے ہین دشمن / فشار دیتے ہین زندگی مین ہمارے پہلو ہمین دبا کر
رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا / زمین پر آئے جنان سے آدم فریبِ شیطان سے داغ اٹھا کر
بہار آئی چمن مین ساقی ہمین بھی کر دورِ جام سے خوش / نسیمِ گلشن لٹا رہی ہی گلون کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر قسمت مین جو لکھا ہی اُسی کا ہر روز سامنا ہی
خدا ہی مالک خدا ہی رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف رائے نقطہ

منھ پھیر نہ کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ / چھوٹے جو بوے گل کیطرح سے چمن کو چھوڑ

ای روح کیا بدن مین پڑی ہی بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہی اب اس پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر کبھی یہ فلک ہم بھی آ گئے
سیدھی طرح سے راہ پر آ اس چلن کو چھوڑ

ہی روح کو ہوس کہ نہ چھوڑے بدن کا ساتھ
غربت پکارتی ہی کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہی بوے گل سے صبا آ کے صبحدم
اب کچھ اِدھر اُدھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہی کہ یہ تیری چال ہی
ای بت خدا کیواسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رُخ کھینچ زلف کھینچ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اُسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہی خدا کو وہ چھوڑ کر
ای بت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر
چادر تو ای فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سواے حق ہی کسیکا کہان وجود
باتین خودی کی خوب نہین ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے پھرتا ہی چوکڑی
ای وحشت اب تھکا کے غزالِ ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہی کیا جدا
دولھا سے کہہ رہی ہی قضا اس دُلھن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھ کوچۂ محنت سے ہاتھ اُٹھا
ای دل ہواے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر مین راحت کہان امیرؔ
آرام چاہتا ہی تو مشقِ سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش ربا ہین تری تلوار کے انداز
سیکھی ہی یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوے مین غش کر گئے ای حضرت موسیٰ ؑ
ہوتے ہین بھی طالبِ دیدار کے انداز

ہنگام غضب مُنھ مین زبان کرتی ہی لغزش
ہین محتسب شہر مین مے خوار کے انداز

طوبیٰ کے تلے برسون ہی فردوس مین بیٹھے
پائے نہ ترے سایۂ دیوار کے انداز

کیا ناز مین صاحب تمھین یکتاے جہان ہو
دیکھو تو ذرا ادھر بھی دو چار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہین کہتے ہین ہنسکر
اِنکار مین بھی صاف ہین اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہی گلے خنجر قاتل — ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز
جب چوکڑیان بھرتے ہوئے جاتے ہین آہو — یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز
انصاف تو فرمایئے کیونکر مین اٹھاؤن — ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز
آنکھین تہ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب — دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز
ہر موج سے اک لغزش مستانہ ہی پیدا — ہین آب روان مین تری رفتار کے انداز
کن آنکھون سے دیکھو نہین نزاکت رگ گل کی — پھرتے ہین نظر ہین کمر یار کے انداز
عیسیٰ ہین تری چال ترے ناز کہان ہین — ہان باتون مین البتہ ہین گفتار کے انداز
گھبرا کے مسیحا جو چلا ہی سوے گلشن — اچھے نہین کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہی امیر اس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہین عیسےٰ ترے بیمار کے انداز

ہی یہ تیری کاکل پیچان دراز — عمر خضر ایسی کہان جانان دراز
ہر مصیبت مین رہی میری شریک — یا خدا عمر شب ہجران دراز
سینہ خالی رہ گیا دل لے گئی — کر کے دست ظلم وہ مژگان دراز
کیون نہ دعویٰ تیرے قامت سے کرے — قد صنوبر کا ہوا اے جانان دراز

اہل دنیا کی ہوس ہی اے امیر
مثل موے قیدی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہون اس لیے صنم بیوفا کے پاس — پہونچا جو اسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس
یون دل مرا ہی اُس صنم بیوفا کے پاس — جس طرح آشنا کسی نا آشنا کے پاس
پہلو مین دل کے چاہیے تصویر یار کی — بتخانہ بھی بنے حرم کبریا کے پاس
بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع — فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کی
نکلی نہین ہی ہو کے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آئے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
کیا بوے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس مین خدا
حاجت نہ لیکے جاؤن کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون
قاتل کہان ہین تیری ادائین قضا کے پاس

مجروح لاکھون جنبش مژگان سے ہو گئے
کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقون کو اب
جب پوچھیے قضا کو ہی انکی ادا کے پاس

رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوئے گلرخان دہر
یارب ہی کس غضب کا فسون اس حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہین ہم حسن و عشق کا
آئینہ دیکھتے ہین وہ مجکو بٹھا کے پاس

آئی قضا جو حسرت پابوس مین تو خیر
بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہی عشاق کو ترے
لٹکا عجب یہ ہی تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہی افعی گیسو کے دل امیر
جاتا ہی دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین ہین پہن کے نئے گلبدن لباس
یارب ہزار رنگ کے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرایش بدن
اک روز فرش خاک ہی مسند کفن لباس

کیا کیا بتون کو دہر مین آراستہ کرے
اترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑون مین اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
پہنائے یون حیا نہ مجھے چرخ کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی
پہنے نیا اتارے پرانا چمن لباس

دزدِ کفن کا گور کی منزل مین خوف ہی
اس راہ مین بھی لوٹتے ہین راہزن لباس

نافے بسائین قیمت مشک ختن بڑھے
پائین ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر
پہنین کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہو عید گاہ مین بھی تماشاے بوستان
کیا لال لال پہنے ہین گل پیرہن لباس

عریان تنون پہ تیرسے ہی اللہ کا کرم
گذری ہین مدتین نہین ہوتا کہن لباس

ہی ٹکڑے ٹکڑے یادِ وطن مین دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجرِ یار مین اپنا جگر ہی دل کے پاس
بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس

تعبیر ظاہر ہی کہ وہ جائین گے بزمِ غیر مین
دیکھا زحل کو خواب مین ہمنے مہِ کامل کے پاس

لیلی حسین تم نازنین وقت سفر اے مہ جبین
ناقہ ہو ناقے کے قرین محمل رہے محمل کے پاس

ہون وہ گدا ہی مجتمع گھر مین مرے خلقِ خدا
گویا کہ نقشِ بوریا ہی نقشِ حب عامل کے پاس

کیونکر نہو اُس رُخ پہ خطِ چاہِ ذقن سے خوشنما
سرسبز رہتا ہی بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس

پیری مین باقی ہین کہان ہوش و خرد تاب و توان
لوٹا گیا یہ کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس

زاہد جو تنہائی مین تھا کچھ تجکو باتون کا مزہ
لازم تھا کنجِ انزوا میخوارونکی منزل کے پاس

نزدیک وصلِ دلربا دل کو تسلی ہی بجا
لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس

یہ فوج غم آ کر گری اکدم مین ہماری لٹ گئی
جتنی متاعِ صبر تھی مجھ خستہ جانکے دل کے پاس

جسمین سما جائین گہر اُس چشم تر کے سر بسر
دامن دراز ای چشم تر ایسا کہان ساحل کے پاس

بیمار ہجرِ یار ہون عیسیٰؑ سے مین بیزار ہون
دیوانہ ہشیار ہون جاتا ہون کب عامل کے پاس

ناوک فگن شکرِ خدا سینہ ہدف تو نے کیا
پیکان تیرِ بیخطا مثلِ جگر ہی دل کے پاس

جبتک کہ ہی سر دوش پر جائیگا کیونکر دردِ سر
صحت کہان عیسیٰؑ کے گھر چلیے کسی قاتل کے پاس

آنکھین تری سفاک ہین خونریز ہین چالاک ہین
دو ساحرِ بیباک ہین بیٹھے ہین دونون مل کے پاس

کیا ذکر اہلِ سیم و زر سلطان گدا ہون بیشتر
وہ بھیک دینے کو اگر آئین کبھی سائل کے پاس

دُنیا سے راحت دور ہی سرکش عبث مغرور ہی
تاجِ سرِ فغفور ہی کاسہ نہین سائل کے پاس

محفل مین وہ زہرہ جبین گرد اُسکے سارے نازنین — گویا کہ ہین محفل نشین انجم مہِ کامل کے پاس
کیا حُسن فرخ فال ہی جادو کی وہ تمثال ہی — چاہِ ذقن پر خال ہی زہرہ چہِ بابل کے پاس
مرتا ہون خوابِ عیش پر بھولون نہ مین ہون قتل اگر — پہونچے مقرر لوٹ کر سر زانوے قاتل کے پاس
سن جو امیر اید ل کہے تا پھر نہ تو صدمے سہے — ناقص نہ پھر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یونہین مرے پیک آہ کی گردش — دُہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش
ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش — کہ سارے خلق کو ہی ایک راہ کی گردش
کسی کا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہی — پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش
جو گرد باد کو دیکھا یقین ہوا دل کو — اِسی طریق سے ہی چترِ شاہ کی گردش
بجا ہی تیغ نگہ ہی جو آبدار ای ترک — کہ سان ہی تری چشمِ سیاہ کی گردش
ہزار بار اِدھر کی اُدھر کرے دُنیا — فلک نہ پائیگا تیری نگاہ کی گردش
گلی گلی اسے چکر ہی اُسکو شہر بشہر — کہین فقیر سے افزون ہی شاہ کی گردش
پھنسین گے حشر مین فریادرس جو غافل ہین — بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش
صفِ مژہ کو وہ دیتا ہی جنبشِ مردم — پسند شاہ کو ہی خود سپاہ کی گردش
تمھاری گرمیِ رفتار سے یہ بھڑکی آگ — بنی ہی شعلۂ جوالہ راہ کی گردش
اُٹھا او پردۂ رُخ کب سے دوڑتے ہین غریب — کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش
دھوئین اُڑائے زحل سے مقابلہ کر کے — بڑھی رہی مرے بختِ سیاہ کی گردش
فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو — نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش
بنین گے نہ ورقِ چرخ پر دوائر داغ — رہی جو یونہین مرے کلک آہ کی گردش
وہ لالہ رو درِ گلشن سے جا کے پھر آیا — امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلب عز و جاہ کی گردش
بنے گی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش

نہین ہی چرخ پہ بیوجہ ماہ کی گردش
پھرا رہی ہی کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اُس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی دادخواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل ہونے پایا
جب اُسکے کوچے مین دو چار ماہ کی گردش

کسی کے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کجرفتار
زمانہ ہی کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگا کے سرمہ نظر اُسنے پھیر لی ہمسے
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش

کسی کے کوچۂ گیسو مین دل ہی سرگردان
گدا کے پانون مین اور کوے شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین ہی اے ہوس وہ ملتا ہی
پھرا ہی سر جو اُٹھاؤن مین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہی
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یونہین زمانہ ہی اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہی کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے اے وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہی راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل ہنگئی ہی امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہی راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہی وصل کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ ہی برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہی
نادان ہی دیکے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہی ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہی خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بیعقل ہی جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہی کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہی یاد خط و زلف یار انھین
دن رات عاشقونکو ہی آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہی قبلۂ حاجات کی تلاش

ہی میکشی کا میان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکر ہی خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوے مشتاق یار ہم
سُنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ
کرتا ہی کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہی امیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہی زلف سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہی دام کی حرص

میری آنکھون کو مرے کانون کو
ہی ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے
جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص

فارغ عالم مین ہی عنقا کی طرح
بے نشانی مین مجھے نام کی حرص

ہی عجب درد محبت مین مزہ
اس مرض مین نہین آرام کی حرص

نام محبوب رہے وردِ زبان
کام کی ہی تو یہ ہی کام کی حرص

نظر آجاے جو وہ مصحفِ رُخ
ہندوُن کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشقِ خانہ خرابی ہین ہم
کسکو ہی زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہی وہان سے پُرزے
اسپہ قاصد کو ہی پیغام کی حرص

ابھی پختہ نہین وہ سیب ذقن
کیجیے کیا طمع خام کی حرص

لبِ شیرین پہ ترے خط نکلا
اَب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا
ننگ کی ہی نہ مجھے نام کی حرص

ہجرِ جانان مین نہانا کیسا
خاک مُردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہین ہم جامۂ عُریانی مین
کسکو ہی جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے
عندلیبون کو ہی گلدام کی حرص

ہے جو میکش ہے لب واعظ پہ
دل مین پوشیدہ مے و جام کی حرص

لے گئی ہند سے تا شام امیرؔ
ہمکو اُس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاکِ روضۂ شبیرؑ کے خواص

حیرت مجھے ملی ہی جو تمکو ملا ہی حُسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دُنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاکپا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہی یہ بھی اُسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اُتری نہ مر کے بھی ترے عاشق کے پانون سے
زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص

آتی ہی خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھ مین سرمۂ تسخیر کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اُٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہی شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہی کوئی امیرؔ
آجاتے ہین مُرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہی نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور مکین ہین ہمکو ہی وہان سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

تمھاری ذات سے مطلب ہی دین و دُنیا مین
نہ کچھ یہان سے غرض ہی نہ کچھ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہی رنگ
بہار سے ہی نہ مطلب کچھ خزان سے غرض

خیال ہی کہ جو برق آئے منفعل نہ پھرے
نہین کچھ اور خس وخار آشیان سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اُسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہی مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سُنتا ہی
شب وصال مین ہی کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس ہین کہان وہ کم سن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہی نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچۂ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہی تو اتنی ہی آسمان سے غرض

ہجوم رشک سے جان عزیز کہتی ہی
وہ یوسف اور تجھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہی دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہی تیرے آستان سے غرض

کسے ہی فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہی مجھے شیرین زبان سے غرض

جلا دل عاشق کیوں نکر نہ وقت نظارۂ تاب عارض
وہ روئے روشن ہی مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہمسے ہمارے کی بات پوچھو کہان ہی انکا جواب عارض
اگر وہ عارض ہی مصحف رخ غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہی اعجاز حسن سب پر مہوز بانہ مطیع کیونکر
جمال اُسکا ہی وہ پیمبر ہی جسپہ نازل کتاب عارض

بیان تصیف خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھے
یہ خط گلزار صفحۂ رخ وہ نقطۂ انتخاب عارض

خدا نے نور وضیا سے کیسے کیے ہین پُر نور دونون عالم
فلک پہ ہی آفتاب خاور زمین پہ ہی آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہی ایسا کہ ہون مناسب تمام اعضا
اُسیکا گیسو جواب گیسو اُسیکا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتائے وہ چہرہ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق کو بھی نہ آئے کبھی اُلٹ کر نقاب عارض

کہون بہشت برین ہین گلبن تجھے نامناسب نہین یہ کہنا
ہزار وہشتاد و یک عدد ہین کیا ہی گن گن حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت گزک کا مستی مین ہی جو طالب
کباب پانے کی مچھلیونکو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہی یہ رشحہ رشحہ ہی آب باران
غلط نہین اب خط سیہ پہ جو ہو گمان سحاب عارض

ہوے ہین ہم محو حُسن ایسے کہ علم ہی اور طاق نسیان
نہین ہی ممکن میان فانوس ہو جو پوشیدہ شمع روشن
برنگ ذرہ بسان شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
نمود خطِ سیہ اگر ہی تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
کہین مہ چاردہ اگر ہم تو ہی یہ تشبیہ محض بیجا

بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض
اگر پڑینگے ہزار پردے نہینگے وجہ حجاب عارض
دکھایئے آفتاب عارض دکھایئے آفتاب عارض
ضرور ہی تمکو صدقہ دینا گہن مین ہی آفتاب عارض
کہ مہر نصف النہار سب سے سنا ہی ہمنے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہمنے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طاء حطی

آیا ہی بندھ کے تیر مین مجکو اُدھر سے خط
کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
مضمون آہ مین ہین کمر یار کے رقم
غربت مین کسطرح نہ پریشان ہو نین غریب
مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
چڑھیے نہ ماہتابی پہ آ سئے ہوے نقاب
غربت نے نام اہلِ وطن کے بھلا دیے
مین تھام لون جگر کو بہت ہی یہ بیقرار
بہتے ہین اشک آنکھ سے فرط سرور مین
اُنکو غرور حُسن ہی مجھکو غرور عشق
آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
آنسو روان نہین دم تحریر خط شوق
پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر

لکھنا پڑا جواب مین خونِ جگر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا اُدھر سے خط
آنا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط
اک عمر ہو گئی نہین آیا ہی گھر سے خط
ڈر ہی نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط
لکھوایئے غلامی کا پہلے قمر سے خط
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط
ایدل نہ شاد ہو کے لگا چشم تر سے خط
آئے کبھی اُدھر سے بجائے اِدھر سے خط
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اُدھر سے خط
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط
ایسے ہجوم شوق مین آیا اُدھر سے خط

لکھتا ہون فرطِ شوق مین مین بار بار خط
لکھتا نہین ہی ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہی وہ
لکھے ہین ایک روز مین مین نے ہزار خط

کیا شوق ہی بنا کے کبوتر کو نامہ بر
ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال
خطِ غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسی کو کرے نامہ وہ رقم
جبتک نکالتا نہین اُسکا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا تو کیا ہوا
ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہی اپنے ہاتھ سے اُسنے یہ نامہ بر
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یٰسین کے بدلے اُسکو پڑھو میرے سامنے
آجاے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزارہا
پڑتا نہین ہی تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اُسنے مجکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

جان بزم مے و معشوق غنیمت واعظ
خُلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کرلونگا کچھ انکار نہین
مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہی روان روان
کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور
کہین انکو بھی نہ آجائے حرارت واعظ

حق بجانب ہی جو زہاد کی تعریف کرے
تونے رندون کی اُٹھائی نہین صحبت واعظ

دردِ دل کون سُنے ذکر جو مین کرتا ہون
اور اُلٹی مجھے کرتا ہی نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین
درِ میخانہ نہین ہی درِ جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان
کہین آجائے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ
رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مے دیکھ کے جامے سے ہُوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری صورت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہین لیتا ہی سلام
گھر مین اللہ کے رہکر یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہی
سر پہ مستون کے ہی اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ مین ہی باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورون کا امیر
کبھی سمجھے گا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہی تجھے کیون آئی ہی شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہی محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بُری ہی تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سُن تو مزہ بھی اُٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہی زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اُٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہی موقوف عذاب اور ثواب
ہی یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہی لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہیے خشت سر خُم
کر اُٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایکدم ذکر سے اُسکی نہین تھکتی ہی زبان
دختر رز سے ہی تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہی زیارت واعظ

دیکھتا ہی نہ سمجھتا ہی کہ مے ہی کیا چیز
نہ بصیرت ہی تجھے ہی نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جائے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چُپ بھی ہو بک رہا ہی کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جائین گے
یہ تو ہی خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا کا ہی دوسرا واعظ

بے خطا میکشون پہ چشمِ غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین قحطِ شراب سے بیمار
کس مرض کی ہی تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر
کبھی میخانے مین بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پر
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دُختِ رز کو بُرا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سُنا واعظ

آج کرتا ہون وصف مے مین امیرؔ
دیکھون کہتا ہی اسمین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیشِ رخِ پُرنور ہی ہر دم سفری شمع
کیون شام ہی سے ہو نہ چراغِ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہی وہ روشن ہی تو شب بھر
پائے ترے گالون کی کہان جلوہ گری شمع

کس مہرِ درخشان کی طرف دیکھ رہی ہی
بیوجہ نہین ہی تری آنکھون کی تری شمع

پروانون سے ہوتا ہی جو رخصت تجھے ہو لے
آتی ہی کوئی دم مین نسیمِ سحری شمع

ظاہر مین ہی معشوق تو باطن مین ہی عاشق
سیرت مین ہی دیوانہ تو صورت مین پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجکو
پروانے سے اچھی نہین یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگون کے پر و بال جو پھونکے
یہ بھی ہی کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے گالون کا اگر عکس فگن ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہی عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہی آنکھون مین تری شمع

بُلبُل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گُل کر گئی محفل مین نسیمِ سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حالِ دل اپنا
سُنتی ہی نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق محفل ہین کھلے بالون حسین کیا کوئی آیا		پروانہ جلے خود تو خطا سے ہی بری شمع بیوجہ نہین تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہین امیر اشک جو اسکے تو عجب کیا
ہی سوز وگداز غم الفت سے بھری شمع

میرے دل مین نہین ہین ارمان جمع سیکڑون عیش کے ہین سامان جمع جوش سودا خیال خط غم زلف آرزو داغ بیکسی حسرت ہم کوئی روکنے سے رکتے ہین ایک دل کے ہزار دل ہو جائین ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر آرزوئین تری ہین دل مین بھری ای جنون کب سے دونون ہین مشتاق آج اٹھین گے زخمیون کو مزے گر یہی طبع کی روانی ہے		گھر مین اللہ کے ہین مہمان جمع پر نہین خاطر پریشان جمع ہین پریشانیون کے سامان جمع کیسے کیسے ہین دل مین مہمان جمع در جانان پہ کیون ہین مہمان جمع اس لیے کر رہا ہون پیکان جمع لطف دین ہون جو برق و باران جمع یا پری خانے مین ہین پریان جمع آج ہو جائین جیب و دامان جمع ہو رہے ہین وہان نمکدان جمع چار دن مین ہی اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل مین ہین سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہی جو چمکاتی ہی تیغ جب گنہگارون پہ تیرے رحم فرماتی ہی تیغ واہ رے شوق شہادت ایک پر گرتا ہی ایک		یا پری کہسار سے کھینچے ہوے آتی ہی تیغ ابر رحمت بنکے مقتل مین برس جاتی ہی تیغ عمر گذری ہی کہ دم لینے نہین پاتی ہی تیغ

چین پیشانی پر ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہی تیغ

روحین قالب سے نکل آتی ہین مارے شوق کے
میان سے اُسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہی تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن
تہر کی چالین تجھے اے ترک سکھلاتی ہی تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل مین کیا
اُس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے شرماتی ہی تیغ

بسملون کا جذبۂ شوقِ شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہوکر خود نکل آتی ہی تیغ

آبروے الفت دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہی تیغ

چاہتی ہی بے مشقت سُرخرو ہو جایئے
قتل ہو جانیکا بیڑا مجھسے اُٹھواتی ہی تیغ

ہی یہ بازارِ جزا لے تیغ زن اپنی خبر
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوئے آتی ہی تیغ

سخت عاجز ہی ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہی دانت سر پتھر سے ٹکراتی ہی تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھلجائیگا
مُنہ مرے زخمونکا کیون رُک رُک کے کھلواتی ہی تیغ

کیا عروس مرگ کا دولھا بنائیگی اسے
سُرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہی تیغ

ہی پری آنے مین بجلی سے سوا جانے مین ہی
ناز سے آتی ہی اور انداز سے جاتی ہی تیغ

خضرِ رہ بھی ہی فقط رہزن نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہی تو منزل پر بھی پہونچاتی ہی تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آتا ہی رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہی تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہی تیغ

مجرمانِ عشق کوئی دم مین بیڑا پار ہی
آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہی تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبانِ خُشک دکھلاتی ہی تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہی سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی ہی تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا جلے مہرو چراغ
ہاتھ سے اپنے جلائے تو جلے گلرو چراغ

انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر پھولونگی وے خوشبو چراغ

وقت گریہ یاد گیسو لخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھو نمین آنسو ہین ضرور
نور تب دیتا ہی جب روغن سے ہو مملو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہی طعنہ زن
ای مہِ تابان ہو گردون پر نکلکر تو چراغ

فرقتِ محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہی نظر مثلِ گلِ شبّو چراغ

جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت نے کیا
قبر پر راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

لال کے مہندی پانوئمین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہو گئے ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

چھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میانِ کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شب کو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اُس پہلو چراغ

ایک سے ہی ایک کو اس محفلِ عالم مین فیض
شبکو ہی آنکھون کے حق مین قوت بازو چراغ

اُسکی زلفِ مشک سا کی لائی ہی خوشبو صبا
مشکبو شمعین سر محفل ہین عنبر بو چراغ

صاف محراب حرم ہی ابرو سے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو تہِ ابرو چراغ

روشنی اُسکی ہی شب بھر ہی یہ روشن رات دن
کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہی پُر داغ اشکون مین ہین لخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنار جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجاے چراغ

گِلہ نہین ہی اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤن نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیاے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی یک قلم بجھائے چراغ

موے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہی عہد پیری مین
نسیم صبح سے جس طرح جھلملائے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہی
خدا کی شان کہ پروانہ آشنائے چراغ

جہان کو فیض ہی مجھسے مین قید کلفت مین
مکان مین نور اندھیرا ہی زیر پائے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ وہ روشن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہی سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہی اندھے کو جو دکھائے چراغ

جنون رہا یہی تا صبح یاد عارض مین
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھائے چراغ

خدا ہی دل جو بچے حادثون کے جھونکون سے
کہان تلک تہ دامن کوئی چھپائے چراغ

رہے نہ داغ جوانی امیر پیری مین
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف فا

زلفین آئی ہین لٹک کر روے جانان کیطرف
پانون پھیلائے ہین اس کافر نے قرآن کیطرف

گھر سے اُٹھے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائین شاخون پر شجر ہو جائین خشک
مین جگر تفتہ جو جا نکلون گلستان کیطرف

مل کے اک اک گور سے ہم دیر تک رویا کیے
لے گئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف

رہگیا ہی آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب اے یاس ہو جا میرے ارمان کیطرف

ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہی یہ مزہ
دیکھتے ہین زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو چکین وہ دست وحشت کی جو تھین چالاکیان
ہاتھ اب برسون نہین اُٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہی شہر خموشان مین جو برپا دیکھنا
کسکی میت آئی ہی گور غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیرون کا خیال
روز آ نکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہدا تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور ہون
دل کھنچا جاتا ہی میرا کوے جانان کیطرف

چاہتا ہوں وصل اُس سے جو دو عالم میں نہیں
اب کہیں یاران رفتہ کا نشان ملتا نہیں

مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کیطرف
شوق دل لیچلا مجھے گور غریبان کیطرف

جا کے اب یاروں کی تنہائی میں دیکھوں گا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کیطرف

شوخیاں کہتی ہیں ہم ہیں اُسکی چتون کیطرف — چتونیں کہتی ہیں ہم ہیں چشم پرفن کیطرف

سیر دیکھو دل بھی ہے اُس شوخ پرفن کیطرف — دوست ہو کر بولتا ہے میرے دشمن کیطرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو — وہ چلی تلوار تیری میری گردن کیطرف

اُس رخ رنگین پہ زلفیں دیکھکر کہتی ہے خلق — جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کیطرف

ہاتھ جب اُسپر اُٹھاتا ہے مرا دست جنون — بڑھ کے کہتا ہے گریبان میں ہوں دامن کیطرف

عارض گلگون سے اُلٹی ہے جو اُس گل نے نقاب — بلبلیں اب رخ نہیں کرتی ہیں گلشن کیطرف

گر پڑا کیا کوئی لخت دل کا لعل اے چشم تر — ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہیں جو دامن کیطرف

کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے — دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف

کوئی گل توڑا کہ گلچیں نے کیا بلبل کو ذبح — اے صبا ہنگامہ کیسا ہے یہ گلشن کیطرف

دونوں آنکھوں سے ہے میری آبرو برسات کی — ایک بھادون کیطرف ہے ایک ساون کیطرف

نا قبول خلق مجھسا کوئی عالم میں نہیں — برق بھی آتی نہیں ہے میرے خرمن کیطرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق — روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف

میرے گھر آتے نہیں اچھا نہ آؤ خوش رہو — خاک اُڑاتے آؤ گے اک روز مدفن کیطرف

پھول مرجھا جائیں تو مجھ سے نہ کرنا کچھ گلہ — اے صبا چلنے کو میں چلتا ہوں گلشن کیطرف

آجتک خورشید کا منھ اس طرف ہوتا نہیں — دیکھنا آسان نہیں اُس روئے روشن کیطرف

جب میں کہتا ہوں دم آخر کوئی اپنا نہیں — تیغ کہتی ہے کہ میں ہوں تیری گردن کیطرف

جب بہت تعریف سنتا ہوں میں چشم حور کی — دیکھ لیتا ہوں ترے گھر کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مرے
لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رکتے نہین

ایک سینے کی طرف ہی ایک گردن کیطرف
بوے گل کب دیکھتی ہی پھر کے گلشن کیطرف

لاکھ ابھارے وحشت دل کوے جانان سے اسیر
ہین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کیطرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف
رشتہ جو دام کا وہ ایک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اُترتا نہین یہ زہر
ہی اُسکی موت ہی جیسے ڈسن جائے مار زلف

چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہی طرفہ تماشا بہار زلف

کرتا ہی بھینس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد
مصروف ذکر ہین ہی یہ شب زندہ دار زلف

حاضر ہی میری آنکھون سے لو دامن مژہ
منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف

جاؤ گے تم جو کھولے ہوے بال سوے دشت
آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف

سودا اگر اپنا دل ہی ٹھکانے ہین اسکے دو
یا سبزوار خط ہی وطن یا تتار زلف

گلزار روے یار کی کیا بڑھ گئی ہی زیب
آیا ہی گھر کے اُسپہ جو ابر بہار زلف

چھٹ جائین دل غریب جو کچھ اے شانہ کر کمک
گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

جاتا نہین ہی رہرو دل اب کسی طرف
آیا پسند جیسے سواد دیار زلف

بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی
دیتا ذرا جو کحل جواہر غبار زلف

اے دل سمجھ کے کوچۂ الفت مین رکھ قدم
ڈر ہی نہ کاٹ کھائے کہین اُڑ کے مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہی اسیر
ہون پاے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق
تیرے معشوق خدا کے معشوق

ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق
تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے سے جورون کے اُٹھاتے ہین کوئی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

مُنھ دکھاؤ نہ سُناؤ آواز نہ
کان اپنے ہین صدا کے عاشق

پانوٗن رکھتے نہین بالاے زمین
تیرے نقشِ کفِ پا کے عاشق

اِن جفاؤن پہ وہی ذوقِ وفا
ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق

تجھ سے روٹھے نہین اے تیغ جفا
نا نہ کرتے ہین ادا کے عاشق

شوخ چشمی نہ کر اِتنی ظالم
گڑے جاتے ہین حیا کے عاشق

مہندی ملواؤ نہ تم غیرون سے
رنگ لائینگے حنا کے عاشق

دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہی
ہم ہین محبوب خدا کے عاشق

رغبت اب دل کو ہی یون جانب غم
جیسے معشوق کو تا کے عاشق

راتدن ہوتے ہین اُس بُت پہ امیر
سیکڑون بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندون ہین نہ مردون ہین کمر کے عاشق
نہ اِدھر کے ہین الٰہی نہ اُدھر کے عاشق

ہی وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو
کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق

جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین
کچھ مرے دل کے ہین کچھ میرے جگر کے عاشق

برہمن دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی
تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سر کے عاشق

آنکھ دکھلاؤ اُنھین مرتے ہون جو آنکھو نپر
ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق

چھپ رہے ہونگے نظر سے کہین عنقا کی طرح
توبہ کیجے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق

بے جگر معرکۂ عشق مین کیا ٹھہرینگے
کھاتے ہین خنجرِ معشوق کے جوہر کے عاشق

تجھکو کعبہ ہو مبارک دلِ ویران ہمکو
ہم ہین زاہد اسی اُجڑے ہوئے گھر کے عاشق

کیا ہوا لیتی ہین پریان جو بلائین تیری
کہ پریزاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق

بیکسی درد والم داغ تمنا حسرت
چھوڑے جاتے ہین پس مرگ یہ ترکے عاشق

بے سبب سیرِ شبِ ماہ نہین ہی یہ **امیر**
ہو گئے تم بھی کسی رشکِ قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہی رہ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہین دربان درخانۂ عشق

مرکزِ خاک ہی دُردِ تہِ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی مین نہین عرش سے کاشانۂ عشق
دونون عالم ہین دو مصراع درخانۂ عشق

ہی جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہی قندیل درخانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہی آنکھین مری پیمانۂ عشق
جسم یا جوش محبت سے ہی میخانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانے مین نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا مین یہ دو عالم ہوجائین
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا ہی صورت سے پہاڑ
حُسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ مین نہین گرمی کے سوا مثل سپند
برگ و بر دود و شرر ہون جو اُگے دانۂ عشق

عین مستی مین ملے ہین مجھے گوشِ شنوا
سُن رہا ہون مین صدائے لب پیمانۂ عشق

آرہے باغ جنان سے جو زمین پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق

معتقد کون نہین کون نہین اُسکا مُرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہی دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یک دانۂ عشق

زلف معشوق نہ گھٹ جائے ادب کا ہی مقام
بڑھ چلین اتنے نہ موے سر دیوانۂ عشق

سننے والون کے یہ ڈر ہی نہ جلین پردۂ گوش
کیا سُناؤن کہ بہت گرم ہی افسانۂ عشق

خاک درکار ہی وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہی کوئی دانۂ عشق

کہتے ہین مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
اپنے نزدیک ہی وہ بازی طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق نہ کم
خواب تھا حُسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہون تب بھی نہین جاتا یہ مزہ
نہ گرے بادہ جو واژون بھی ہو پیمانۂ عشق

طور پر کہتی ہی یہ شمع تجلی کی زبان
سرمۂ حسن ہی خاکستر پروانۂ عشق

طالب درد ہی اس درجہ مرا طائر دل
ٹوٹ پڑتا ہی یہ جس دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قدمون سے لگا ہی مرے حسن
ہی مرے پاؤن مین زنجیر پریخانۂ عشق

مرکے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس بن بن کے چگلے گوہر یک دانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہی نسبت مرے دیوانے سے
آشنا ہی یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم ہین آجائین نہ حورون کے تمہارے مشتاق

دل صد چاک بھی چلمن ہی کسی کمرے کی
سر جھکاتے ہین تو کرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونیکا انھین حکم ہی اے نرگس یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
گل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

استخوانو نکہین جلدی ہو بدن سے باہر
ہین ہما و سگ محبوب تمہارے مشتاق

بیخودی تابکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمہارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف رسا سر سے پاؤن تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پاؤن تک

لاغر ہون اسقدر مجھے پہچانتی نہین
رہ رہ کے دیکھتی ہی قضا سر سے پاؤن تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہی نور خدا سر سے پاؤن تک

کھائے ہین ہمنے گل ترے چھلّو نکے اسقدر
خالی نہین ہی جسم مین جا سر سے پاؤن تک

گنڈا نظر گذر کا پنھائیگی آپ کو
قد ناپتی ہی زلف رسا سر سے پاؤن تک

دلکش ہی مجھ ضعیف کا ہی ہر عضو جسم وار
ہین کاہ ہون وہ کاہربا سر سے پاؤن تک

دوران سر کے ساتھ ہی چکر بھی پانون مین — ہون مبتلائے رنج و بلا سر سے پانون تک
موقوف شمع پر نہین کچھ سوزشِ درون — جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک
ادنیٰ یہ خار وادیِ وحشت کی ہی خلش — ایک آبلہ ہی جسم مرا سر سے پانون تک
میری نگاہ شوق کی اللہ رہی گرمیان — وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک
کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہی خبر — زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک
اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ ہی — یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک
گرمی سے حُسن کے وہ ہوا ہی عرق عرق — دیکھو ٹپک رہی ہی ادا سر سے پانون تک
زلفِ دوتا سے آپ ہی اُلجھن مین اُنکا دل — گھیرے ہی دو طرف سے بلا سر سے پانون تک
گریان اگر مین نہر لبن سے گذر گیا — فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک
تڑپے شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق — گھیرے ہوے ہی اُنکو ادا سر سے پانون تک
جب مین نے فکر کی ترے دانتونکے وصف مین — آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچائے کربلا مین جو بختِ رسا **امیر**
ملے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک — لگی ہی آگ اک دل سے زبان تک
دُھوان دل سے مرے اُٹھا ہی ایسا — اندھیرا ہی زمین سے آسمان تک
کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ — جو پہونچے سر تمہارے آستان تک
تجھے ملتا نہین گھر اُنکا قاصد — گئے کیونکر پیمبر لامکان تک
غش آیا ہی مجھے مسجد مین بے مے — چلو لیکر مجھے پیرِ مغان تک
جو موت آئے تو پہچانے نہ مجھکو — ہُوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہی مجھپہ صیّاد
خبر پہونچے نہ اُسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہی اُس بُت خونخوار سے لاگ / دلکو ہی تیر سے گردن کو ہی تلوار سے لاگ

اُس دلارام کو ہی میرے دلِ زار سے لاگ / مژدہ ای مرگ مسیحا کو ہی بیمار سے لاگ

رو بھی ہین کھول کے دل تو بھی کچھ آنسو پچھ جائین / ضبطِ غم تجکو ہی کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کُشتہ تلوار سے کرتا ہی جو عاشق کو حلال / دل مین رکھتا ہی وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی / ہی جو در پردہ اُنھین طالبِ دیدار سے لاگ

پھولنے پھلنے کی نوبت نہین آنے پائی / کیا خزان کو ہی الٰہی مرے گلزار سے لاگ

شانے کی طرح سے صدچاک رہا کرتا ہی / جیسے ہی دلکو ترے گیسوے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی / فتنۂ حشر کو ہی یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہ ہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن / یار سے ہکو لگاوٹ ہی نہ اغیار سے لاگ

مدد ای پیر مغان المدد ای پیر مغان / بڑھ گئی ہی بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتا ہون / کیا کرون خواب کو ہی دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اُنکو نکلنے نہین دیتی باہر / حُسنِ یوسف کو ہی کیون گرمیِ بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون ہمین ایک سے دونون ہین مجھے / کچھ نہ کافر سے محبت ہی نہ دیندار سے لاگ

یہ طرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر / ہو گئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سُنتا نہین وہ دل سے کبھی داستانِ دل / کس سے بیان کرے کوئی دردِ نہانِ دل

کرتا ہی آب آب جگر کو بیانِ دل / افسانے کی طرح نشنو داستانِ دل

ای شاہِ کشورِ دل و جانِ جہانِ دل / قربان ہر ادا پہ دل جان و جانِ دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا / سینے مین نام کو نہین باقی نشانِ دل

ہمراہ دوڑتا ہون مین اُس شہسوار کے
ہی دست اختیار سے باہر عنانِ دل

جیسے کہ تیرِ یار کی سینے مین ہی جگہ
خالی نہین ہما سے مرا آشیانِ دل

حوا کا عشق قسمتِ آدم مین جو لکھا
پہلا تھا نقطہ و قلمِ امتحانِ دل

بے شبہہ اس مین سے جدا ہی زمین عشق
اِس آسمان سے ہی الگ آسمانِ دل

پھنک جا بگے صورِ حشر جو ہونا ہو جلد ہو
کبتک کرون مین ہجر مین ضبطِ فغانِ دل

پھولے ہین کیسے لالہ و گل فیضِ عشق سے
قابل ہی تیری سیر کے یہ بوستانِ دل

جیسے کہ دھیان ہی رُخِ تابانِ یار کا
ہی آفتابِ حشر چراغِ مکانِ دل

جائیگا کیا تصورِ خالِ سیاہ یار
آنکھون مین مردمک ہی سویدا میانِ دل

حسرت وہی فروغ وہی ہی جلا وہی
کچھ کچھ تو آئنے سے ہی آئینہ شانِ دل

تو ہی وہ ماہِ مصر کہ جاتا ہی جس طرف
رہتا ہی ساتھ ساتھ ترے کاروانِ دل

غصّے مین آکے ہاتھ سے پھینکا پٹک دیا
آ بیٹھنے پر ہوا اُنھین شاید گمانِ دل

ممنونِ ضعفِ عالمِ پیری ہون ای امیر
جھکتا چلا ہی سر طرفِ آستانِ دل

داغون سے گلرخون کے دوبالا ہی شانِ دل
بے ماہ و آفتاب نہین آسمانِ دل

عنقا سے ہی بلند کہین آشیانِ دل
سنتے ہین نام پر نہین ملتا نشانِ دل

فیضِ قدم سے تیرے بڑھی ہی یہ شانِ دل
ہین ساتون آسمان تہِ آسمانِ دل

دوزخ شرارِ نالۂ آتش فشانِ دل
فردوس برگ ریزِ گلِ بوستانِ دل

کعبہ ادب سے آتا ہی میرے طواف کو
جیسے ہوا ہین گوشہ نشینِ مکانِ دل

غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت
سونگھی ہی جبسے بوے گلِ بیخزانِ دل

اپنے لیے پسند ہی مجکو چمن کی سیر
گُل شکل داغ دل ہی صنوبر بسانِ دل

رُتبے مین وقت فکر سکندر سے کم نہین
کرتا ہون سر جھکا کے مین سیرِ جہانِ دل

آئے نظر نہ عالمِ غم ہو اگر مکین — خالق نے کیا وسیع بنایا مکانِ دل
سختی نہین ہی اہلِ صفا کے خمیر مین — دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوانِ دل
کیا آنسوؤن نے پردۂ اُلفت کیا ہی فاش — آنکھون سے آشکار ہی رازِ نہانِ دل
کرتین گے یاد ہم دُرِ دندانِ یار کو — اسطرح موتیون سے بھرینگے دہانِ دل
ممکن نہین کہ وہم بھی کسیکا پہونچ سکے — کوسون ہی لامکان سے بلند آستانِ دل
مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر — روشن مری زبان سے ہی میرا بیانِ دل
دو ٹکڑے ہوا ابھی جسگر بوالہوس امیر — کھینچون جو مصرعے ہین مین تیغِ زبانِ دل

گل وہ رُخِ نازک ہی پسینا عرقِ گل — شبنم سے ہی لبریز گھر یا طبقِ گل
بُلبُل کا قفس چھائے کبھی پھولون سے صیّاد — اِس چرخ پہ بھی چاہیے پھولے شفقِ گل
تا زیست تھا مجھ زار کو عشقِ رخِ رنگین — ہو غسل وکفن کو عرقِ گل ورقِ گل
اُس روے کتابی کا ہی ذکر اور دہن اپنا — بلبل کو فراموش نہو گا سبقِ گل
ہی فصلِ خزان مین بھی وہی رنگِ بہاران — گل سینۂ بُلبُل مین ہی داغِ قلقِ گل
کِسیکے رخِ رنگین کا سُنا ہمنے فسانہ — گل کان ہوے کان کے پردے ورقِ گل
کب غبار اُلجھ سکتے ہین دامانِ صبا سے — گلشن کی قلمرو مین ہی نظم و نسقِ گل
آہون نے کیے لختِ جگر برہم و درہم — کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورقِ گل
آمد ہی یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے — صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبقِ گل
وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی — بیکار ہی اب تذکرۂ باسبقِ گل
تحریر کرے وصفِ رُخ اُسکا تو ہی لازم — کاتب خطِ گلزار مین لکھے ورقِ گل
زیبا ہی کہون جو فلکِ خاکِ چمن کو — پھولی ہی عجب موسمِ گل مین شفقِ گل
پائیگا امیر اُس رخِ گلرنگ کا بوسہ — بُلبُل کے سوا کوئی نہین مستحقِ گل

بجا ہین بُلبُل وگلچین خراب خندۂ گُل
دو آتشہ ہی چمن مین شراب خندۂ گُل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گُل
توکیون نہو دل بلبل خراب خندۂ گُل

ہنسی ہی اُس گُلِ تر کی جواب خندۂ گُل
تبسّمِ نمکین انتخاب خندۂ گُل

کریگی بُلبُل نالان جو حشر مین فریاد
صبا سے ہوگا حساب وکتاب خندۂ گُل

محال ہی کہ چڑھے عشق حُسن کے مُنھ پر
کہان ہی نالۂ بُلبُل جواب خندۂ گُل

چمن مین نالہ کشی ہی قبول اے صیّاد
پر اس چمن مین نہین مجکو تابِ خندۂ گُل

ابھی تو صورتِ شبنم ہون اشک بُلبُل خشک
چمک دکھائے اگر آفتابِ خندۂ گُل

جو کاسۂ سرِ بُلبُل ملے دہ منصف ہون
بھرون مین اُسمین لبالب شرابِ خندۂ گُل

شرابِ نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست
ابھی تو نام خدا ہی شباب خندۂ گُل

سمند ہوش ہو بلبل کا کیون نہ برق خرام
جو تازیانہ ہو موجِ شراب خندۂ گُل

دیا ہی وہ تجھے اللہ نے دلِ نازک
کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گُل

نہ جانتی تھی صبا یہ کہ ہوگی غش بُلبُل
کھلا کے غنچہ اُٹھاتی نقاب خندۂ گُل

ذرا نہین کسی بُلبُل کو ہوش صورتِ مست
غضب کی تند کھنچی ہی شرابِ خندۂ گُل

غش آگیا مجھے غنچون کے مُسکرانے سے
کسے ہی حوصلۂ انتخاب خندۂ گُل

بہی ہی شام سے مضمون گریۂ بُلبُل
سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گُل

نظیر گریۂ بُلبُل ہی گریۂ مینا
ہنسی ہی جام کی ساقی شراب خندۂ گُل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہی صبح سے تیغِ خوشاب خندۂ گُل

پرتوِ رُخ سے ترے آج جو منور محفل
ہی تجلی کدۂ طور سے بڑھکر محفل

جذب دل کھینچ کے گُل پیرہنونکو لے آ
عطر مجموعہ سے ہو جائے معطر محفل

رشک پروانہ ہین ہم تم ہو اگر غیرتِ شمع
امتحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل

بت فراہم ہوے اس درجہ سوم ہین میرے — بن گئی غیرت بتخانۂ آذر محفل
ہجر ہین چار ادھر چار اُدھر روتے ہین — جس طرح ماہ محرم ہین ہو گھر گھر محفل
صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہی — کھا رہی ہی یہ ترے رقص سے چکّر محفل
باغ کس کام کا جسین گل و شمشاد نہون — لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل
رقص کے وقت قیامت ہی تمھاری ٹھوکر — کیون اُلٹ جائے نہ مثل صف محشر محفل
لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئینگے — ہو گی جس روز محرم مین ترے گھر محفل
جا چکا عہد جوانی کا چلین سوے عدم — شمع سان دیکھ چکے دہر مین شب بھر محفل
شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی اے گل — تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل
ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت — ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذر اُس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیر
کیجیے چودھوین تاریخ مقرر محفل ❊

فرقت یار مین ماتمکدہ ہی ہر محفل — بلکہ ہنگامۂ محشر کے برابر محفل
ہی عجب شمع کی صورت دل قاتل نہ جلے — بسملون کے ہو تہ سایۂ خنجر محفل
چاہیئے آئنہ رویون کا بھی جمع ہو جائے — کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل
ہم بغل مجھسے ہو غیرون کو لگائے رکھو — گھر مین خلوت ہی لیے جمع ہو باہر محفل
کس پریرو کا تصور نہین دل مین اپنے — جمع رہتی ہی اس آئینے کے اندر محفل
سب مکانون سے جُدا پیر مغان کا ہی مکان — میکشون کی ہی الگ شہر سے باہر محفل
اے پری حسن سے تیرے ہی جہان کی رونق — جس طرح شمع سے ہوتی ہی منوّر محفل
تمکو پروا ہی نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال — گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل
بہر دل سوختگان روز الم ہی شب عیش — چشم پروانہ مین آتشکدہ ہی ہر محفل
دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن جشم اُداس — محفل آرا نہو کوئی تو ہی ابتر محفل

شمع محفل مین ہی پروانے ہین گرد سرِ شمع
کیا تکلف ہی کہ محفل کے ہی اندر محفل

ہم ہین پروانۂ دل سوختۂ بزم خیال
شمع رویون سے یہان گرم ہی شب بھر محفل

سرفروش آئے ہین مشتاق شہادت ای ترک
جمع کرتا ہی ہمیشہ ترا خنجر محفل

اُسکے بھڑکانے سے برہم ہوئے یہ غیر امیرؔ
شمع کیا ہمیہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل
تب ہم نہ رہے وفا کے قابل

ہی خون سے سارے تن مین رعشہ
اب ہاتھ کہان دعا کے قابل

آئے نہ مجھے دیکھنے اطبّا
جب مین نہ رہا دوا کے قابل

بولے مرے دل پہ پیس کر دانت
یہ دانا ہی آسیا کے قابل

کلفت سے امیرؔ صاف کر دل
یہ آئینہ ہی جلا کے قابل

ای دل مجھے پیش جہلابات سے حاصل
خالی ہی مکان حرف وحکایات سے حاصل

تسکین مجھے دیتے نہین ای حضرت واعظ
کیا اور ہی مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل

پتھر ہی ترا دل ہین کہون حالتِ دل کیا
کعبے مین جو بُت ہو تو مناجات سے حاصل

ہی زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذّت
جس رات کا وعدہ نہو اُس رات سے حاصل

روتا ہون لہو بھی تو مجھے مے نہین ملتی
کیا بندگیِ پیر خرابات سے حاصل

ظاہر مین دیا بوسہ تو کیا دل ہی مکدّر
نیت ہی نہین ٹھیک تو خیرات سے حاصل

تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے
ای شیخ پھر اس کشف وکرامات سے حاصل

قسمت مین جو مَی ہی وہ بہ کیفیت ملیگی
پھر قاضی ومفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہین اہلِ سخن خوب سخن کو
خاموش امیرؔ اپنی مباحات سے حاصل

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبل گلشن تو نہین ہم
ای ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لین گے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچۂ جلاّد مین بھیجین
کچھ خیر ہی قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلّت سے کبھی لین گے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین پہونچے
ذرّے ہین مگر ذرّۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہی قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

رہجائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم

سو بار کہین گے ارنی طور پہ جاکر
کیا سمجھے ہین موسی ہین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹو نہین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کیطرح پائی ہین آنکھین
پر قابل نظارۂ گلشن تو نہین ہم

نخچے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیون قابل سیون تو نہین ہم

موسی سے یہ کہدو کہ بہت بڑھ کے نہ بولین
کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم

کہتا ہی حیا سے وہ دہان مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گل سوسن تو نہین ہم

غیرون کے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
ای دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب
انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اُسنے خط سبز پہ آنکھین
کچھ پیر ہین خضر مین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اُنکا ہی جو زندان ہین یہ سمجھین
زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم

بے منت احباب یہان قبر ہی روشن
محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوئے گل فردوس امیر اپنا ہی مُردہ
سرکا جو ذرا تختۂ مدفن تو نہین ہم

ہوئے چورنگ وصلِ یار مین ہم
اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم

ہو گئے مُردہ ہجر یار مین ہم
گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم

اُسکو لائین گے خاک قابو مین
کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کون پوچھے گا ہم غریبون کو
روز محشر ہین کس شمار مین ہم

فرش سے عرش تک نشان نہین
دور پہونچے ہوائے یار مین ہم

حضرتِ دل جو تم ہو پہلو مین
مر کے بھی رہ چکے مزار مین ہم

وصل مین بھی شگفتہ خاطر ہین
توبہ مست ہین بہار مین ہم

پیش رخسار یار خار ہین گل
ایک دو کیا کہین ہزار مین ہم

قاصد آیا ہی پر نہین پاتا
گم ہوئے ایسے انتظار مین ہم

گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح
ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم

زلف و رخسار کے تصور سے
ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہمپہ وہ کرلین
ہین امیر اُنکے اختیار مین ہم

مُوا کہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم
کچھ آج تک ہمین اُسکی خبر نہین معلوم

مکان دل مین ہی کسکا گذر نہین معلوم
یہ بیخودی ہی کہ گھر کی خبر نہین معلوم

کیا ہی بیخبری نے جہان سے فارغ
فلک کہان ہی زمین ہی کدھر نہین معلوم

مین جسکو دیتا ہون اُس فتنہ گر کے نام کا خط
وہ ٹالتا ہی کہ مجھکو تو گھر نہین معلوم

تری گلی ہی کہ میدان حشر ہی قاتل
یہان کسی کو کسیکی خبر نہین معلوم

ہوا شہید تبسم جگر کہ دل یارب
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہین معلوم

کیا ہی ذوق شہادت نے محو یہ دمِ قتل
لگے ہین زخم کہان جسم پر نہین معلوم

شب وصال ہون بوس و کنار سے محروم
دہن کہان ہی کدھر ہی کمر نہین معلوم

پڑا ہی تیغ کے نیچے کہ پاے قاتل پر
کدھر کو اڑ کے گیا تن سے سر نہین معلوم

شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہین
کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہین معلوم

ادھر کو منھ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید
یہ کسکا گرم ہی بازار ادھر نہین معلوم

جو کل تھے ساتھ گئے آج کسطرف یارب
کسیکا حال کسیکی خبر نہین معلوم

خضر ہو راہبری ہی ثواب اے زاہد
کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہین معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہی کیا باعث
یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہین معلوم

جہان مین اب نظر آتا ہی رات دن اندھیر
فلک سے کیا ہوے شمس و قمر نہین معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہی قافلہ راہی کدھر نہین معلوم

تیرے جور و ستم اٹھائین ہم
یہ کلیجا کہان سے لائین ہم

جی مین ہی اب وہان نہ جائین ہم
دل کی طاقت بھی آزمائین ہم

نالے کرتے نہین یہ الفت مین
باندھتے ہین تری ہوائین ہم

اے لب یار کیا ترے ہوتے
لب ساغر کو منھ لگائین ہم

دل مین تم دل ہی سینہ سے خود گم
کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم

آب شمشیر یار اگر مل جائے
اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

اب جو منھ موڑین بندگی سے تری
اے بت اپنے خدا سے پائین ہم

زندگی مین ہی موت کا کھٹکا
قصر کیا مقبرہ بنائین ہم

توبہ سے کیا پشیمان ہین
زاہدو دیکھکر گھٹائین ہم

دل مین ہی مثل ہیزم و آتش
جو گھٹائے اسے بڑھائین ہم

زار سے زار ہین جہان مین **امیر**
دل ہی بیٹھے جو لطف اُٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہی امیر کے عفو گناہ مین
اللہ کیا کمی ہی تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین
تولو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
کھٹکو نگا اُدرا اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین
مشہور یہ خبر ہی غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان
لپٹی ہوئی ہی برق گلیم سیاہ مین

پیری مین قد نگون جو ہُوا دانت بھی چلے
بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مدت ہوئی پھرے ہوئے آنکھونکی پتلیان
صورت تمھاری پھرتی ہی ابتک نگاہ مین

نکلا نہین ہی خط ترے عارض پہ حُسن نے
کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے ای فقیر
ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین

بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہی کار نیک
شبکو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعویٰ بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے
تاثیرین دوڑی آئی ہین آغوش راہ مین

اعلیٰ کو کیون نہ صحبت ادنیٰ سے ہو حذر
دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہی مرے دل کا مرتبہ
ڈوبا ہوا ہی چاہ زنخدان کی چاہ مین

بیداغ عشق ارض سے تا آسمان ہی کون
ماہی مین فلس ہی تو کلف جرم ماہ مین

ہی نقش دل پہ صورت توحید ای امیر
ہون محو ذکر اشہدُ ان لا الٰہ مین

ہون زار اسقدر کہ تری جلوہ گاہ مین
چھپ جاؤنگا مین پردۂ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار تری دود آہ مین
یہ نجم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین

وہ توڑ اسے فلک ہی مرے تیر آہ مین
چاہون تو رخنے ہون سپہر و ماہ مین

سمجھے سریر و تاج کو کچکول و بوریا
ہو فقر کا مزہ جو دل بادشاہ مین

آہ اُس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو
بنجاے ماہ میم جو ملجاے آہ مین

سایہ پڑا مگر مرے بخت سیاہ کا
یہ تیرگی نہ تھی تری زلف سیاہ مین

افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو
مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین

آنے ندے حیا کو یہ ہی رات وصل کی
کیا کام غیر کا ہی تری جلوہ گاہ مین

دیوانہ تیرا آتا ہی لرزان ہین اہل شہر
رستم کی دھاک سے ہی تزلزل سپاہ مین

کیون مثل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند
پھولون کی ہمکو آتی ہی خوشبو گیاہ مین

اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد
ہی ماہ کو زوال و کمال ایک راہ مین

ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا
پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفون کی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمکین
بجلی تڑپ رہی ہی یہ ابر سیاہ مین

کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم
دنیا نہین سماتی ہی جسکی نگاہ مین

تونے تو اے سیاہی شبہاے تار ہجر
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

اُترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے
لغزش نہ تا زبان کو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کیا احتیاج شمع تماشاے ماہ مین

ہین شوخیان بھی جو تمھاری نگاہ مین
بجلی گرے کی چار طرف جلوہ گاہ مین

محراب اُسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز
ہم بچا ہین قتلگاہ مین یا عیدگاہ مین

فریاد کس سے تیرے سوا ای اجل کرین
ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حُسن کا شاہد ہی آئینہ
قرآن ضرور چاہیے دست گواہ مین

اُس ترک کجکلہ پہ اُٹھین کیون نہ اُنگلیان
اندازہ ماہ نو کا ہی طرفِ کلاہ مین

دیکھو جما کے آنکھ تو دیکھو رقیب کو
چُھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا اِدھر اُدھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اُٹھ گیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہی راہ مین

اعضا تمام صوم مین ہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہی اس بارگاہ مین

ہی راست رو وہی جو ہی دینِ رسولؐ پر
ہوتی ہی کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پرتو اگر پڑے ترے دانتو نکا چاہ مین

یون روے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جاے جیسے چاک کتان نورِ ماہ مین

مقراض دونون پانون ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطعِ راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیرؔ
یا چند سرخ پوش مکانِ سیاہ مین

وہ تو سُنتا ہی نہین ہی دادخواہی کیا کرون
کسکے آگے جا کے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھ گدا کو دے نہ تکلیفِ حکومت اَی ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

رشک دیکھو غیر میرا محضرِ خون دیکھکر
سوچتا ہی اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوؤن سے ہو گئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچائیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھسے کہا
اب تری آنکھو نمین دم ہی کم نگاہی کیا کرون

ترکِ لذت سے جدائی مین زبان ہی آشنا
بادۂ صاف و کبابِ مرغ ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہی پہونچ جاؤن ہین اب کعبے مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہی الٰہی کیا کرون

نکل گیا تھا پیش نہ اہد سوچتا ہون دل مین آج
خدمت پیر مغان مین عذر خواہی کیا کرون

فرض کردم آہ رک سکتی ہی تھم سکتے ہین اشک
چھپ نہین سکتا ہی لیکن رنگ کاہی کیا کرون

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہی امیر
پیش خالق ادعاے بیگناہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب اُس پری سے راہین تھین
سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین

نکل کے چہرے پہ میدان صاف خط نے کیا
کبھی وہ شہر تھا ایسا کہ بند راہین تھین

فراق مین ترے عاشق کو جاکے کل دیکھا
کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین

بگولے اب ہین کہ غربت ہی گور شاہان پر
سرون پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین

ہزارون لوٹ گئے کل اُٹھی جو وہ چلمن
خدنگ موے مژہ برچھیان نگاہین تھین

کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ
وگرنہ ربط کی اُس سے ہزار راہین تھین

یہ ضعف ہی کہ نکلتی نہین ہین لب دل سے
کبھی فلک سے بھی اونچین ہماری آہین تھین

جگر مین ہجر کی کچھ خلش رہی تھین کچھ پیکاسین
مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہین تھین

پہونچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی
اُنھین مین پھیر تھا دیکھی ہوئی جو راہین تھین

فلک کے دور سے دُنیا بدل گئی ورنہ
جہان بنے ہین یہ میخانے خانقاہین تھین

یہ ضعف اب ہی کہ ہلنا گران ہی قدمون کو
سبکروی مین کبھی انکو دستگاہین تھین

مشاعرے سے حسین کیون نہ چھین لیجاتے
رباعیان مری چو گوشہ کلاہین تھین

حسین زر کے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اُسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین
دل ہی واقف ہی جس ارمان سے ہم دیکھتے ہین

داغ سے بڑھ کے نہین دلمین کسی کا جلوہ
گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین

ہی پری تو نہین پریون کی مگر خو تجھ مین
انس تجکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہی اگر طالبِ مقصود تو مٹ جا اے دل
نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کے اُسے بھی ہو نصیب
ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہرِ خاص تجھے حق نے بنایا ہی صنم
شان اُسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو پہ ہی مُنھ لال ہی چتون ہی پھری
آج اُنھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہی
مور کو بڑھ کے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہی بدخشان مین شفق پھولی ہی
سُرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اُسے حسرت کے سبب
جو گُہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہی زلف اُس رُخِ روشن کیطرف
ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہونچ جائے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہی نظر
آئنہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھری مقتل سے
لاشے آتے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ تمھین سے نہین کاوش ہی حسینون کو امیرؔ
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اُسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے رُخِ امید کو جس حسرت سے
یاس کو بھی اُسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سُنکے حالِ دلِ عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اُڑا دیتے ہین اُس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اُنکی پھری رہتی ہی
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران سے ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہی جو تو غیر کی دانائی کی
پھرون مُنھ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہی ہمین حیرت نے
دیکھتے ہین جسے حیران سے ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہی کہ حلقے مین ہی ناگن کے یہ مَن
زلف اپنی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہمارے لیکن
تجھپہ قربان اسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہی کبھی خال وہ رُخ
روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

بھر گیا جی غمِ دلدار سے شاید ای دل
کُچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

رشک ہوتا ہی کہ شاید ہی تمھارا عاشق
تنگ ای جان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغرِ بادہ بھی ہی جام جہان بین ساقی
سیرِ عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہی کرین ہاتھ کلائی سے قلم
جب لگے اُسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا میل کُچھ آپسمین کہ اب غیرون کو
جُھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

لحن داؤد سے آہن جو ہوا موم تو کیا
دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دلِ صاف سے آتا ہی نظر
رفعتِ بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دور بینی کہین کیا چشم بصیرت کی امیرؔ
صاف سیرِ قدمِ امکان سے ہم دیکھتے ہین

بختِ سیہ سے گو کہ گلیم گدا ہون مین
شاہون کے سر پہ سایۂ بالِ ہما ہون مین

صحرا مین مثل موج ہوا گم نما ہون مین
دریا مین نقش آب کی صورت شنا ہون مین

واکردہ چشم دل صفتِ نقش پا ہون مین
ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

مطلب جو اپنے اپنے کہے عاشقون نے سب
وہ بُت بگڑ کے بولا تھا کیا خدا ہون مین

ای انقلاب دہر مٹاتا ہی کیون مجھے
نقشے ہزارون مٹ گئے ہین تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھکر نہین مگر
اتنا کھونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

اُفتادگی مین اُس سے نہ سمجھو جُدا مجھے
سایہ صفت قدم بقدم زیرِ پا ہون مین

محنت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھس گیا
عقدہ یہ آجتک نہ کھلا مجھپہ کیا ہون مین

اُس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہی داغ عشق
پروانۂ چراغ حریم خدا ہون مین

گرویدہ کیا ہی مجکو محبت کے جوش نے
مذبوحِ خنجرِ نگہِ آشنا ہون مین

اعضاے تن کو بسکہ ہی زخمون کا اشتیاق
آہن ہی تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کہتی ہی ہر پلک تری زلفِ دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے بجا نا بلا ہون مین

رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیخطا ہون مین

زندہ کیے ہین مین نے دلِ مردہ سیکڑون
فیضِ سخن سے عیسیٰ معجز نما ہون مین

مقتل ہی میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہی تیری قضا ہون مین

لذت ہی آب تیغ مین آب حیات کی
زندہ بسانِ خضر ہون گو مر چکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمنِ دہر مین **امیر**
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اُسکے اکثر لگے ہوے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوے ہین

کیونکر نہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
پُتلی کی سان پر یہ خنجر لگے ہوے ہین

نکلین گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرون کے مُنھ پہ بھاری پتھر لگے ہوے ہین

کیا دیکھے عاشقون کے وہ داغدار سینے
پھولون کی کشتیون مین زیور لگے ہوے ہین

یارب ہی کسکی آمد جو شہر مین ہی شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوے ہین

چاہی جو مین نے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اُڑ جاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوے ہین

کیا حال دل سُناؤن جاسوس اُس پری کے
آواز میری سننے در پر لگے ہوے ہین

نامے وہ باری باری عشاق کے پڑھین گے
عجلت سے کچھ نہوگا نمبر لگے ہوے ہین

مین جانتا ہون بُلبل جو ہی تری حقیقت
اِک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوے ہین

بڑھتا ہی آبرو مین کیا آنسوون سے میرے
کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوے ہین

ہی حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے
یہ اشتہار ابتو گھر گھر لگے ہوے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہون کے اُس گلی مین بستر لگے ہوے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین — کہتا ہی حسن مین نہ رہونگا حجاب مین
بے قصد لکھدیا ہی گلہ اضطراب مین — دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین
بجلی چمک رہی ہی فلک پر سحاب مین — اب دختِ رز کو چین کہان ہی حجاب مین
اللہ ری میرے دل کی تڑپ اضطراب مین — گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین
مہمان کے ساتھ کھانے کا ہوتا نہین حجاب — ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین
ای برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی — یان عمر کٹ گئی ہی اسی اضطراب مین
ملنے کا وعدہ مُنھ سے تو اُنکے نکل گیا — پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنس کے خواب مین
دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہک کے چار — تھے نیند مین پڑا نہین سو کا حساب مین
قاصد ہی قول و فعل کا کیا اُنکے اعتبار — پیغام کچھ کہا ہی لکھا کچھ جواب مین
ترغیب میرے قتل کی دو اُنکو ہمدمو — ہی کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین
کیا آہ کی ہوا سے ہوا اُڑ گئے جو دو — اُٹھتا مزہ جو بند نہ ہوتے نقاب مین
سمجھے ہین دل مین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین — مہمان چار دن کا ہی جوبن شباب مین
سمجھا ہی تو جو غیبتِ پیرِ مغان حلال — واعظ بتا یہ مسئلہ ہی کس کتاب مین
خونخوار ہی وہ مست ملے گا بڑا مزہ — قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین
کام آئی کیسی ظلمتِ عصیان بروز حشر — سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین
دیکھا کیا جو دفترِ آفاق بعد جمع — ہم پہلے ہو گئے نظری انتخاب مین
منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے — ہی یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اُنکے خون کی چھینٹین پڑین امیر
بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی ابتو آئے ہین بزمِ شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جا پائی خط نے اُسکے رُخِ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا شرفِ آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن بٹھائے گئے آفتاب مین

رکھا یہ تمنے پاے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبقِ آفتاب مین

تیرِ دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون حلقۂ آہن ہو وہ مجھے
کر دے جو کوئی بند مکانِ حباب مین

حاجت نہین تو دولتِ دُنیا سے کام کیا
پھنستا ہی تشنہ دامِ فریبِ سراب مین

مثلِ نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ
جبتک رہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہی جہان مین دوران سرِ آل
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین

جا ہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگِ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصوّرِ حسنِ ملیح سے
ہوتی ہی بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفسِ شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کر ہین پڑا کس عذاب مین

اللہ ری تیز دستیِ مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہوگئے اُنکی نقاب مین

چلتا نہین ہی ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہی پردہ در کہ ہین مہدی حجاب مین

کچھ ربطِ حُسن و عشق سے جاے عجب نہین
بُلبُل بنے جو بلبلہ اُٹھے گلاب مین

چومے جو اسکا مصحفِ رُخ زلف مین پھنسے
بارِ عذاب بھی ہی طریقِ ثواب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین ہم
اِس خاک کا خمیر ہوا ہی شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانے کیواسطے
مشغل ہی برق کی کفِ دیوِ سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہی کبوتر کو اے امیرؔ
اُسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہی اُسکو جو ہی پیچ و تاب مین
دیکھا نہ پاے موج کو گفشِ حباب مین

ساقی مسیح وقت ہی بزم شراب مین / دیتا ہی بھر کے مے قدح آفتاب مین
دریا سے حل یہ مسئلہ ہی فہم چاہیے / دیکھو ملا صدف مین خلا ہی حباب مین
دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے / شعلہ ہی کب دھوئین کیطرح پیچ وتاب مین
دُنیا بھی دین ہی جو ہو لذت بشر سے ترک / کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب مین
مردہ جو اہل دل ہون تو زندہ اُنھین سمجھ / عارف کی آنکھ رہتی ہی بیدار خواب مین
دریا مین ہو گیا ہی نہانے سے اُنکو عشق / شاید ہی نقش حب کا اثر نقش آب مین
خط اُسکے روے صاف پہ نکلا غضب ہوا / مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین
رکھ دیکھ بعد مرگ بھی میرے گلے پہ تیغ / طاقت ہی جذب آب کی مُردہ سحاب مین
دکھلاتے ہین وہ وقت گزک معجز مسیح / ہونٹون سے جان پڑتی ہی مرغ کباب مین
پروا نہین ہی ہمکو اگر ہین قفس مین بند / صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین
پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہی / دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین
لکھا ہی مین نے دیدۂ گریان کا اپنے حال / جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین
میخانے مین جو آئے تو ناصح رہے خموش / دم مارنیکی جا نہین انسان کو آب مین
پیاسون کو خاک سیر کریگا یہ آسمان / چشمہ تو ہی پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا امیرؔ
عالم کبھی نہ رہ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین / دل ہمکو دیکھتا ہی ہم دل کو دیکھتے ہین
واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین / کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین
ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہی / صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین
آنکھون کو بند کر لین خالق سے لو لگائین / کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین
شوق نظارہ دیکھو پٹی ہوئی ہی عینک / آنکھین ہین بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہین

پروا نہین جو آنے پاتے نہین ہین شب بھر
ہم خواب مین تمھاری محفل کو دیکھتے ہین

کیون منھ بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر
خوش ہوتے ہین سخی جب سائل کو دیکھتے ہین

لیلی کو دیکھکر جو بیخود نہین ہوے ہین
ناقے کو دیکھتے ہین محمل کو دیکھتے ہین

دُنیا امیر ساری ہی محفل مشایخ
دیتا ہی جان اُسپر جس دل کو دیکھتے ہین

شمشیر ہی سنان ہی کسے دون کسے ندون
اِک جان ناتوان ہی کسے دون کسے ندون

مہمان ادھر ہما ہی اُدھر ہی سگِ حبیب
اِک مُشتِ استخوان ہی کسے دون کسے ندون

دربان ہزار اُسکے یہان ایک نقد جان
مال اسقدر کہان ہی کسے دون کسے ندون

بُلبُل کو بھی ہی پھولونکی گلچین کو بھی طلب
حیران باغبان ہی کسے دون کسے ندون

سب چاہتے ہین اُس سے جو وعدہ وصال کا
کہتا ہی اک زبان ہی کسے دون کسے ندون

شہزادی دختِ رز کے ہزارون ہین خواستگار
چُپ مُرشدِ مغان ہی کسے دون کسے ندون

یارون کو بھی ہی بوسے کی غیرونکو بھی طلب
ششدر وہ جانِ جہان ہی کسے دون کسے ندون

دل مجھسے مانگتے ہین ہزارون حسین امیر
کتنا یہ ارمغان ہی کسے دون کسے ندون

تصور ایک بحرِ حُسن کا یون ہی مرے دل مین
روان رہتا ہی دریا جسطرح آغوشِ ساحل مین

ہوائے زلفِ جانان نے نہ چھوڑا مر کے بھی پیچھا
قیامت مین بھی ہم جکڑے ہوے آئے سلاسل مین

شرابِ سُرخ شیشے مین نہین ہے یار اے ساقی
بھرا ہی خونِ بسمل یہ گلوے مرغِ بسمل مین

تمناے شہادت مین نہ مر کر بھی ہوئی راحت
تڑپ کر خلد سے پھر آرہا مین کوے قاتل مین

ترا خالِ ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا
فرشتونکی جگہہ ہی قیدِ زہرہ چاہِ بابل مین

کیا جوہر نے مجھے جسدم نکھر کر روبرو آیا
بجاے تیغ آئینہ ہی لازم دستِ قاتل مین

رہِ صحراے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا
تری تلوار کا دم آگیا ہی تیرے بسمل مین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملے بعدِ فنا مجکو
فلک سیر ابھی حق ہو کچھ زمینِ کوے قاتل مین

یہ کسکی نوک مژگان کا تصور آنیوالا ہو
کھٹک جاتا ہو اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین

نکالے رنگ کو جاہل نہین پر قابلِ صحبت
طلب ہوتا ہو کب طاؤس بہرِ رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوقِ قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہو کوے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
کبھی جاتے ہین آنکھو نمین کبھی آتے ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے ای صیاد ابتک بیقراری ہو
کوئی رگ رہگئی ہو کیا گلوے مرغِ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہو ایذا نہو اسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدین دستِ قاتل مین

ہزارون قیس مثلِ سایہ تھے پھرتے ہین بیابان مین
مرے دل مین خیالِ یار یا ہی یا لیلیٰ ہو محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغِ نگہ کو روک لیتا ہو
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شبِ فرقت سمٹ آئی
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہی چاہِ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہونچا ہون میدانِ شہادت تک
جمانے دے قدم ای دردِ پہلو کوے قاتل مین

عروسِ مرگ تیری تیغ کا منھ چوم لیتی ہو
نکلتی ہو لگا کر جب یہ غوطہ خونِ بسمل مین

نکلجائے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی ای ترک اتنی جان باقی ہو مرے دل مین

امیر ابتک نہین کھلتے جو اسکی تیغ کے جوہر
توقف کیون ہی کیا مہندی لگی ہو دستِ قاتل مین

کسی زہرہ شمائل کا تصور ہو مرے دل مین
منجم یا قمر کا ہو گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نہ پائے گا
نکلجائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

پھبیگی خوب ای قاتل غضب کا رنگ لائے گی
لگائی ہو جو مہندی پیس اسکو خونِ بسمل مین

نہین کرتا کبھی پرواے جنت ای گلِ خوبی
نہایت پائی ہو مینے بے نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہو تو نظارہ کہان مجنون
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلی ہو محمل مین

دوئی اٹھ جائے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
بت آئے سجدے کرتے شوق سے اس کعبۂ دل مین

تڑپتا ہی دلِ صیّاد بھی اسکے تڑپنے پر
یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہی اے دل
دہانِ زخم نے کس کس مزے سے اسکو چوسا ہی
جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل تو ور کرتا ہی
ذرا محمل سے ہٹکر خاک اڑا او بے ادب مجنون
کرامت ہی کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون سے
لگاکر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اُسطرف تمنے
اِجازت چاہتی ہی کس سے پروانونکے آنیکی
نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اُسکا شوخی پر

قیامت کا اثر ہی اضطرابِ مرغِ بسمل مین
جہان آیا مسیحا درد دونا ہو گیا دل مین
لبِ شیرین کی لذت ہی زبانِ تیغِ قاتل مین
زبانِ تیغ نے لذت یہ پائی خونِ بسمل مین
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہی کون محمل مین
چھلکایا ایک پیمانے سے تونے سبکو محفل مین
قضا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوے بسمل مین
کھڑی ہی عرض بیگی کی طرح جو شمع محفل مین
الٰہی خیر بجلی سی چمکتی ہی مرے دل مین

امیر اُسکی تجلی گاہ ہی دُنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہی گلستان مین وہی ہی شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لبِ آب آتے ہین
اشک آنکھون سے مرے گرم شتاب آتے ہین
یاد وہ ولولۂ عہدِ شباب آتے ہین
پی کے مے جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہی
اسطرح مجلسِ زہاد مین جاتا ہون مین رند
بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہی زمین
جیتے جی گنبدِ تسلیم و رضا بیٹھ رہے
سُمِ رہوار سے روندینگے وہی خاکِ مزار
صفتِ شمعِ سحر جو تری محفل سے ہین دور
موت آتی ہی کہ آتی ہی سواری اُنکی

شوقِ دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین
شہسوارانِ عدم پا بہ رکاب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگامِ خضاب آتے ہین
اُڑ کے مُنہ تک صفتِ مرغِ کباب آتے ہین
متّقی جیسے سوے بزمِ شراب آتے ہین
جو یہان آتے ہین مستِ مئے خواب آتے ہین
غیب سے اُنکے سوالونکے جواب آتے ہین
تا درِ گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین
موت کے اُنکو پسینے دمِ خواب آتے ہین
کئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم اُنھین یاد
جن حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین

غیر منھ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے
کھو ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین

سوزشِ دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین
اشک منھ پر صفتِ اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہی جگر
ہر طرح سے مرے حصے مین کباب آتے ہین

راتین وصل کی یاد آتی ہین اُڑ جاتے ہین ہوش
غش پہ غش ہجر کی شب مین دم خواب آتے ہین

یہ قضا ہی کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
صف اُلٹتی ہی جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبح کو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عملِ بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین بنکے وہی مار عذاب آتے ہین

کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آ ہی گیا
خوب چھینٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان نہ بجا ہی بطِ مے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے تجھے کب مرغِ کباب آتے ہین

پانون ٹکتے ہین کوئی بحرِ جہان مین اُسکے
سر اُٹھائے ہوے جو مثل حباب آتے ہین

جوش وحشت مجھے ہر سال بناتا ہی جوان
جب بہار آتی ہی ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پئے کسب ثواب آتے ہین

حالِ افلاک دلِ صاف مین آئینہ ہی
ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہی جو اُس عارض و گیسو کا امیر
متصل نخلخۂ مشک و گلاب آتے ہین

عینک ہون خواہ آئینہ ای رشک ماہ ہون
جیسا ہون پیش چشم ہون پیشِ نگاہ ہون

با وصف بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون
سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

معکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر
بولے زبان تیغ کہے مین گواہ ہون

کر دینگے اشک گرم مرے مجکو روسپید
گو روسیاہ ہون مگر ابرِ سیاہ ہون

حرص و ہوا کو حدِ جہان سے نکال دون — دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون
ہفتے مین ایک دن تو مرے گھر مین آئیے — امیدوار مرحمتِ گاہ گاہ ہون
رہتا ہی صبح و شام گناہون کا سامنا — فارغ جو اس سے ہون تو کبھی عذر خواہ ہون
غیر از چراغِ غول نہین کوئی پیش و پس — تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون
تاب و تواب مجھ مین نہ عقل و حواس ہوش — شکل آدمی کی صورتِ مردم گیاہ ہون
کہتا ہی روے یار یہ خطِ سیاہ سے — تو ہالہ ماہ کا ہی مین ہالے کا ماہ ہون
لاغر یہ عشقِ موے کمر نے کیا مجھے — پنہان نگاہِ خلق سے مین مثلِ آہ ہون
دستِ کشادہ ہی سببِ تنگیِ معاش — دریادلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون
اِس قلزمِ جہان مین سفینہ ہی میری ذات — سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون
رکھتا نہین ہی فرق سرِ مو مرا سخن — گویا زبان خامۂ صنع الٰہ ہون
مدِّ نظر ہی صاحبِ جوہر کا مجھکو حفظ — مثلِ نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہی اگر بارگاہِ حق
مین بھی امیرؔ خاکِ درِ بارگاہ ہون

خیالِ لب مین ابرو دیدہ ہاے تر برستے ہین — یہ بادل جب برستے ہین لبِ کوثر برستے ہین
خدا کے ہاتھ ہی چشمون مین ہی اب آبرو اپنی — بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کسپر برستے ہین
ڈبو وینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین — بھلا برسین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین
کبھی آہین کبھی ہین سختیِ ایام سے نالے — ہوا چلتی ہی بجلی گرتی ہی پتھر برستے ہین
جہان اُن ابروون پر بل آیا کٹ گئے لاکھون — یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین
لبِ شیرین سے ایسی سخت باتین میری تربت پر — کہ گویا کوہکن کی قبر پہ پتھر برستے ہین
چھلکے رہتے ہین ہم سے جوش پر ہی رحمتِ ساقی — ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین
جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی — زہے بارانِ رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

غضب کا ابر خون افشان ہی ابر تیغ قاتل بھی
سمائے ابر نیسان خاک مجھ گریان کی آنکھو نمین

روان ہی خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین
اگر پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو پر آنسو ہین
تماشا ہی ادھر موتی اُدھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پہ جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ ملکے پاؤن ہین مہندی
زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین

سوے پہ بھی لحد اپنی ہی تختۂ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان اُنکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

مزے بتون کے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بے قرار کرتے ہین

ہین مرکے خاک ہوا خاک ہوگئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نہ شاخ گل ہی مرا دل نہ دامن مے خوار
بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین

ہین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ شیخ ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے آن حسینون کو دی ہی اور ہی کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

وہ صاف دل ہین قباحت کا کچھ خیال نہین
جو تمکو پیار کرے اُسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہی جب نظر ہمکو
وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین

گلہ نہین جو اڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہی اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارۂ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر سحر چلو تا کُجا اقامت دہر
مسافرانِ عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسیٰ کو خطر ہو شوقِ برقِ طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجابِ نور مین

روزِ محشر ایسی جلن ہوگی دلِ محرور مین
بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکسارون کی ہی ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرفِ گلی ہی مجلسِ فغفور مین

ہم ہون یا موسیٰ ہون کوئی دیکھ سکتا ہی اُسے
پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہِ طور مین

کیا تماشا ہی اُسے سمجھے ہین غافل جلترنگ
جام چینی رو رہے ہین ماتمِ فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہی
دار بھی ہی شاخِ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور بین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار
ہوشیاری شرط ہی غافل شبِ دیجور مین

نزع کے وقت آدمی سی ہل سکین کیا ہاتھ پاؤن
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بُت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ رہے تھے بُت خدا سے ڈر کے سنگِ طور مین

گھر بنایا ہی یہ کسکا قصرِ تن ہی بے ثبات
جھونکتی ہی خاک عبرت دیدۂ مزدور مین

شیخ کو تھوڑا انجانو یہ بڑا مکار ہی
ساری دُنیا چھوڑ بیٹھا ہی تلاشِ حور مین

منزلِ مقصود کی مستونکو دکھلاتی ہی راہ
خضر بن بیٹھی ہی سبزی دانۂ انگور مین

اُنسے کہتی ہی حیا اتنا جو میرا پاس تھا
نور بنکر چھپ رہی ہو فی نگاہِ حور مین

محتسب کے لاکھ لاکھ احسان کہ خوشے کی طرح
کاٹکر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہی اگر گردون مخالف غم نہین مجکو امیر
ہون مین ظلِّ دامنِ شاہ ابو المنصور مین

پھکتے ہین اعضا یہ گرمی ہی تنِ محرور مین
جا بے ہین نرم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریونکا جدا الطاف در ہوائی حور مین
ہی زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہی خیالِ عارضِ پُر نور مین
ڈوبتی ہی میری کشتی چشمۂ کافور مین

چاہتا ہی ایک دم مین طی کرے ہستی کی راہ
آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر
پہلے محنت سے اجورہ دے کفِ مزدور مین

جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہی تباہ
شہد دلواتا ہی آتش خانۂ زنبور مین

فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین ای باغبان
بادہ کش ہین پڑ رہین گے سایۂ انگور مین

مین اگر پھولون خلش سے آسمان پیدا کرے
خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہی زنبور مین

سچ ہی اہلِ درد سے ہوتا نہین رونیکا ضبط
اشک رہتے ہین لبا لب دیدۂ ناسور مین

کشتگانِ عشق سے کہتی ہی تیغِ حسنِ یار
شربتِ دیدار کا چشمہ ہی کوہِ طور مین

ساقیا کیون دمبدم یہ خشک و شاداب ہی
خون تن مستونکا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہی انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہی یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہی دلِ رنجور مین

میری بزمِ عیش مین رویا ہی یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہین باقی تنِ طنبور مین

داغ سے ہی سینۂ پر سوزِ عاشق کا فروغ
گردۂ نان آئنہ ہی خانۂ تنور مین

داغِ اُلفت کھائیے جاتی جوانی ہی تو کیا
چاہیے شب بھر چراغ اے دل شبِ دیجور مین

راتدن مین لاکھ بار اُٹھ اُٹھکے رہجاتا ہی پھر
درد شاید قید ہی میرے دلِ رنجور مین

عیب سلطان کیا ضرورت ہی رعیت مین بھی ہو
لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشورِ تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت
شہد آتش سے سوا ہی خانۂ زنبور مین

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینۂ پُر درد مین کیا روح کو آرام ہو
کون سویا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسے موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیرؔ
حُسن کے نیرنگ تھے خلوت سرائے طور مین

ہٹاؤ آئنہ امیدوار ہم بھی ہین
تڑپ کے روح یہ کہتی ہی ہجرِ جانان مین

تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین
کہ تیرے ساتھ دلِ بیقرار ہم بھی ہین

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہین
کہ تیرے کوچے مین مشت غبار ہم بھی ہین

کہو کہ نخل چمن ہمسے سرکشی نکرین
انھین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہین

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج
کہ ایک نغمہ سرا ہے ہزار ہم بھی ہین

کہانتک آئنے مین دیکھ بھال ادھر دیکھو
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہین

شراب منھ سے لگاتے نہین ہین ای زاہد
فراق یار مین پرہیزگار ہم بھی ہین

ہمارا نام بھی لکھ لو جو ہی قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی ہین

ہما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھ پہر
سگ آگے کہتے ہین امیدوار ہم بھی ہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست نہین ہوشیار ہم بھی ہین

چار ابرو ہین ترے حسن مین بہتر چارون
کیا رباعی ہی کہ مصرع ہین برابر چارون

کس گل تر کا مین کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
بنگئے چار چمن گوشۂ چادر چارون

ایک دم حکم خدا مجکو فراموش نہین
دل پہ لکھے ہین سماوی ہین جو دفتر چارون

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوے آج
دم مین ہو جاینگے اک جا دم محشر چارون

ہاتھون پانونکا بھروسا تھا سو وہ بھی تہ خاک
ہو گئے مجھ سے جدا اوسے مقدر چارون

ابر مژگان کی شب ہجر جو بارش ہی یہی
گھر کی دیوارین گرائیگا مقرر چارون

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار
گرد پھرتے ہین ترے باندھ کے چکر چارون

تندرستی کی کہان فرقت جانان مین امید
حد اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون

حق تو یہ ہی کہ ہین تیرے در دولت کے گدا
خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون

خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق
ہون غنی میری نظر مین ہین یہ پتھر چارون

بطن مادر بغل گور مکان باغ بہشت
اپنے بندون کو خدا نے یہ دئے گھر چارون

ای امیر احمد مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین وہ برابر چارون

سہوًا کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طاقت جواب دے کہ جو بارِ دگر کہون

طولِ شبِ فراق کا قصہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر کہون

اے اہلِ دیر و کعبہ ہین غماز کچھ نہین
جو اِس طرف کی سُنکے کسی سے اُدھر کہون

سُنتے ہین آپ سارے زمانے کا دردِ دل
کہیے تو مین بھی قصۂ سوزِ جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون

حاصل صفاے قلب ہے آئینے کی طرح
کیون منہ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہون

وقفہ بہت قلیل ہے حُسنِ شباب کا
بڑھکر کہون تو جلوۂ برقِ شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہے اے فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اُسکے سحر کہون

محروم ہون مین لذتِ بوس و کنار سے
کیونکر نہ اُنکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

لختِ دل پلٹا ہے ناحق آہِ بے تاثیر مین
کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین

ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
آگے آگے دیکھیے کیا ہے مری تقدیر مین

پھر تو ہے اے دل کنارا مرگ کا زیرِ قدم
پیرتے دو ہاتھ اگر آپ دمِ شمشیر مین

بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور
نامہ لکھکر ڈالیے فرہاد جوے شیر مین

عشق ابروے بتان مین دل نے کی ایسی طپش
زلزلہ آیا زمینِ کوچۂ شمشیر مین

جس پری کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
لو مبارک اور ایک حلقہ بڑھا زنجیر مین

آئے جب نخچیر ہونے پر بھی ترکون کی کیا
پر نہین سُرخاب کا ہے ترک تیرے تیر مین

موے ابروے بتان مین تل نہین اے مرغِ روح
دانہ چھٹکا ہے یہ دامِ جوہرِ شمشیر مین

عشق گیسو مین ملی دُنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پاؤن سوئے خانۂ زنجیر مین

رونہ رسوائی سے نادم ہو کے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشت و خون ایسا ہی رہتا دور تر کا ہین اگر
روند عزرائیل پھرتی کوچۂ شمشیر مین

نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہی شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہی گر ہوا سے ظلم کر مجکو شکار
جب گھٹین گے پر مرے تب پر لگین گے تیر مین

عشق ابرو مین جو چلاتا ہون کہتا ہی وہ ترک
کون دیتا ہی دُہائی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہی مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
ہی خطا سے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر مین

تیر پر تیر اُس ستمگر نے لگائے اسقدر
رہگئی حسرت تڑپنے کی دلِ نخچیر مین

کج نہادون سے حذر کیا راستبازون کو امیر
خم نہین آتا ہی صحبت سے کمان کی تیر مین

ہی یہ بے مہری کا چرچا دورِ چرخ پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملا کر شیر مین

قصّۂ غیرون سے تمھارے عشق ابرو مین ہوا
چل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آہ بنتی ہی مرے دلمین گرہ
تیر ہو جاتا ہی پیکان سینۂ نخچیر مین

سرنوشت اتنی جو مجھکو داغ گون طالع کی ہی
شاید اُلٹا قط لگا تھا خامۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی ای مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دینا کچھ سفیدی بھی مری تصویر مین

کیجیے دُنیا کی ساری لذّتون کو انتخاب
لیجیے شیراز سے مے پیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمانِ یار
چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس بادشاہ ملک وحشت کے قدم
ہوتی ہی نالون کی شلّک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوے حرم پیری مین جاکر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

ای جنون تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر
چشم لیلی کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

ذوق رحمت کھینچتا ہی سوے رحمت ای کریم
جانتا ہی تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھین ابروے جانان سے جب دئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہمنے موتی دامنِ شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین	قلقل مینا کا عالم ہی تری تقریر مین
نقل سے کوئی نکلتا ہی جہان مین کار اہل	پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین
بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہی سکون	پائے دل موج پریشانی سے ہی زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہی جائے آسایش امیر
سیر کو آتی ہی ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہی ترقی حسن کی تنویر مین	جھلکے رخ سے رنگ اُڑ آیا تری تصویر مین
قتل مجکو یاد ابرو مین اُن آنکھون نے کیا	اِن ٹھگون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین
غیر ممکن ہی دل حیران مین میرے دخل غیر	عکس پڑتا ہی کہان آئینۂ تصویر مین
قتل عاشق قاتلون کیواسطے ہی قوت روح	جب لہو جاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین
بیخبر میرے مآل مرگ سے ہی وہ حسین	ہو کے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین
عشق ابرو مین جوان و پیر سب ہوتے ہین قتل	رات دن چلتا ہی رستہ کوچۂ شمشیر مین
اپنی وحشت سے ہی روشن خانۂ زندان غم	مردمک ہی پانؤن اپنا دیدۂ زنجیر مین
گرمی خورشید محشر سے اُنھین کیا کام ہی	ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین
کام آتی ہی جوانون کے بہت تدبیر پیر	طاقت پرواز ہی زور کمان سے تیر مین
دھیان اُس ابرو کا آیا عارض روشن کے بعد	دھوپ سے ہم اُٹھکے بیٹھے سایۂ شمشیر مین
جمع زر ممسک جو کرتا ہی ہوا ثابت ہمین	اسکی قسمت مین نہین ہی غیر کی تقدیر مین
زخمیون کا کام نکلے کچھ تو ای ناوک فگن	ہی مناسب ہون پر طاؤس تیرے تیر مین
کیا عجب ہی اُس رخ پر نور پر نکلا جو خط	جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانہ غیب کا ملتا ہی بے قسمت امیر
چھانتا ہی خاک ناحق خواہش اکسیر مین

وطن کی یاد ہی لیل و نہار غربت مین	یہی ہی ایک بڑی غمگسار غربت مین

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
پر ایک سی ہی خزان و بہار غربت مین

گلِ وطن کی جو بو لیچلی اُڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجب نہین ہی جو ہو موجزن نسیم کرم
دکھائین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بےکسی و دردِ فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوے نافۂ آہو کہ نکہت گل ہون
وطن مین صبر نہ مجکو قرار غربت مین

اچھا کے مین نے مصلّا پڑھا دوگانۂ شکر
اگر ملا شجرِ سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اُڑ کے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گُل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہی کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہلِ وطن
کہ بڑھ کے موت سے ہی انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفتِ ابر یہ دلِ مضطر
برس پڑا اگر ابرِ بہار غربت مین

کبھی نہ بھول کے اہلِ وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی نہ مجھے زینہار غربت مین

جو دوستانِ وطن نے دیے ہین داغ امیر
مین جانتا ہون اُسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھو نکو پسند آگئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو پھل کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اورون سے تو بیباک سرِ بزم لڑا کین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰؑ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئین آنکھین

ہون لاکھ زبانین رہے پر مشق خموشی
پلکون سے اشارے ہین یہ سمجھا گئین آنکھین

معشوق کا جلوہ مجھے دل مین نظر آیا
صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گئین آنکھین

تیغین تھین کہ یارب مرے قاتل کی نگاہین
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئین آنکھین

اس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکّر کبھی آیا کبھی تیورا گئین آنکھین

اس ناز سے دیکھا کہ بہم کٹ گئے عاشق
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گئین آنکھین

ہی سوزِ غمِ عشق سے یہ سوز حرارت
رونے پہ دل اُمڈا تو مری آگئین آنکھین

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر سے اُکتا گیا پتھرا گئین آنکھین

گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین
دل خون ہو اگر کسی غنچے کو بو کرین

یارب وہ ذوق دے کہ ترے مستِ معرفت
مستی بغیر بادۂ جام و سبو کرین

دُنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوے یار مین
جائز نہین کہ طوف حرم بے وضو کرین

مغرب سے اُٹھکے تم سوے مشرق جو آرہو
مُردون کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین

بوسہ جو چار ابروے محبوب کا ملے
کعبے مین سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائین ہم
مالے کو موتیون کے وہ زیبِ گلو کرین

ملتے ہین ہاتھ دیکھکے صبحِ شبِ وصال
یہ چاک وہ نہین ہی کہ جسکو رفو کرین

گلزار کو جو آپ سے اذنِ ثنا ملے
پتّے بنین زبانِ شجر گفتگو کرین

دامن ہی چاک چاک گریبان ہی تار تار
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین

مین بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہون
سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کو بو کرین

ہمسے جو بُت خفا ہین تو نامہربان خدا
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کرین

مین دست روزگار مین تیغِ اصیل ہون
جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین

نیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جنگجو
جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

پلکون سے وہ امیر لیا کرتے ہین سلام
جس طرح گنگ اُنگلیون سے گفتگو کرین

مجروحون پر جو چشم کرم جنگجو کرین
سوزِ خم ایک تارِ نظر سے رفو کرین

مُنہ پر جو گرد آہ پڑے شُست وشو کرین
اتنی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
بہکین نہ ہم جو نوش سُبو کے سُبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جائے
پہلے پڑھین نماز تو پیچھے وضو کرین

تارِ نگاہ دیدۂ یعقوبؑ اگر ملے
ہم چلکے چاک دامنِ یوسفؑ رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہی دماغ مَی
غمزے نہ میرے سامنے جام وسُبو کرین

انسان ہو کے ہم رہین محروم ای فلک
سبزے کی سیر سرِ لبِ آبِ جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب وگزک سے ہی
قرآن پڑھین تو وردِ کلوا واشربو کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام ہے ہی کام
جبتک کہ دم مین دم ہی تری جُستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر وماہ
برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جبتک کہ دل ہی چاہیے ہمکو تری تلاش
جبتک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب زاہدون کو مسئلۂ عشق کا ہی فہم
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین لکے سحاب کے
کہدو کہ جام لالہ وگل شُست وشو کرین

چوری ہی کب ثبوت مرے نقدِ ہوش کی
مفتیِ شہر قطع نہ دستِ سُبو کرین

شوقِ سجود ہے تہِ محرابِ تیغ اگر
آبِ بقا سے خضر وسکندر وضو کرین

ہی غنچہ سان بہار خموشی مین ای امیر
بُلبُل کی طرح باغ مین کیا ہاؤ ہو کرین

جیتے جی جان سے گذرتے ہین — مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین

کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہی — ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین

دل ٹھہر جاے یہ اُمید نہین — ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین

کس سے چوری اگر خدا سے نہین — سچ ہی زاہد بتون پہ مرتے ہین

لکھتے ہین خط جو وہ رقیبون کو — روز پرچے ہمین گذرتے ہین

مل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا — اب کوئی دم مین پار اُترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر — مہر ذرّے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان — خدا جانے کل تم کہان ہم کہان

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم — ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان

حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین — مگر ان حسینون کا عالم کہان

الٰہی ہی دل جاے آرام غم — نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان

کہون اُسکے گیسو کو سنبل مین کیا — کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان

وہ زخمی ہون مین زخم ہین بے نشان — الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر — ابھی روئی یہ چشم پُرنم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین — وحشت سے ہوش اُڑے ہوے نہ آسمانکے ہین

ظاہر مین ہم فریفتہ حُسنِ بتان کے ہین — پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہانکے ہین

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملین گے ہم — آخر تو پیچھے پیچھے اِسی کاروانکے ہین

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعاے وصل — آئی صدا ابھی تو مقام امتحانکے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا — ای تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مر کر بھی مے سے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوے مرے مژۂ خون فشان کے ہین

شکوہ شب وصال ہین تا چند چپ بھی ہو
ای دل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن چمک یہ ترے عارضون کی ہی
دو آئینے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
پیچھا کرین تو آگے ہی عمر روان کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہمین عقبیٰ مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہی رات بھر
چمکے ہوے نصیب مرے آشیان کے ہین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

ای ہمت بلند ابھی تو کمی نہ کر
جلوے جو خاص ہین وہ ادھر لامکان کے ہین

یان جان پہ بنی ہی تجھے ہین رگ کا وٹین
ای تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ انھین کی زبان کے ہین

اس مہروش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
ای کلک گل یہ سات ورق آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

ان ابروون سے حضرت دل روز سامنا
کہیے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آگئی نظر
شاید ابھی مقام مین ہم امتحان کے ہین

اس طفل تند خو سے جو ملتا ہون ای امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ برے اس جوان کے ہین

دل و جگر دونون جلگئے ہین نہ سالگا ہین جہان ملی ہین
تمہارے سرمے مین ای تو کیا ایسی ہوئی بجلیان ملی ہین

مجال میری نہین اے دل کہ مانگون بوسہ لب دہن کا
ہزارون دی ہین دعائین ہمنے تب انسے کچھ گالیان ملی ہین

ہمین تو نغمہ پسند آیا ہی نغمہ سنجان بوستان کا
سنے نہ دیکھے یہ حلق تالو صدائین ای باغبان ملی ہین

زمین مین گڑکر جو لطف اُٹھایا ادا ہو کسطرح شکر اُسکا
کبھی نہ پائین تھین زندگی مین وہ راحتین جو یہان ملی ہین

خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ شش جہت مین ہی جسکا شہرہ
وسیع ملک سخن ہی اپنا حدین کہان سے کہان ملی ہین

اسیر گیسو کے ہو ہین جیسے ہوے ہین آزاد قید غم سے
نہ کیون ہون ہونے جنون کے صدقے کہ ہمکو یہ بیڑیان ملی ہین

امیر رہتا تھا جس جگہ پر وہان کل اک ڈھیر راکھ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہی آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
حیا دیکھو نہین آتا ہی اپنے روبرو برسون

رہی ای گل سبکردوں کو تیری جستجو برسون
پھرا کی کو بکو پیراہن یوسفؑ کی بو برسون

فلک دیتا ہی مثل زخم کسکو فرصت راحت
جو کچھ ہنستا ہی ہنس لے پھر تو رویگا لہو برسون

دل شفاف مین دیکھا ہی جلوہ روے حیران کا
رہے ہین ای سکندر یون ہم اپنے روبرو برسون

کہان ہمسا ہی کوئی مرد میدان ثنوت وحدت مین
کیا ہمنے خموشی کی زبان سے ذکر ہو برسون

سراپا جرم ہون لیکن وہ رند پاک طینت ہون
کیا زاہد نے میرے آب خجلت سے وضو برسون

خدا کے گھر سے او ناشاد کوئی جا کے پھرتا ہی
عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل سے آرزو برسون

فراق یار مین سب دوستون نے مجھ سے منھ موڑا
شریک رنج تنہائی رہا ای درد تو برسون

مری حالت یہ ہجر یار مین مر مر گئی حسرت
دل مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون

جھکاتے ہم کہانتک سر نہ پاے خم پر ای ساقی
حمائل اپنی گردن مین رہا دست سبو برسون

جنون مین یہ نئی بخیہ گری کی دست وحشت نے
کیا ہی پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون

تمھاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارے مین
بنایا چشم و دل نے جو طلسم آرزو برسون

ہلائے جسنے لب اک ہاتھ مارا اُڑ گئی گردن
زبان تیغ سے اُس ترک نے کی گفتگو برسون

ہوا ہون آتش رنگ حنا سے خاک مین جلکر
مری مٹی سے آئیگی گل عشرت کی بو برسون

کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کریگا یاد ای غم ہمکو بعدِ مرگ تو برسون
کھلایا ہی جگر برسون پلایا ہی لہو برسون

تڑپ کر دل نے میرے مدتون رسوا کیا مجکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گدازِ عشق مثلِ شمع ہر مو سے ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہی دعا بسمل
رہے یون ہی الٰہی ربطِ شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبطِ الفت کو
نہین آیا زبان تک دل سے حرفِ آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مگر ای بیکسی رویا کریگی مجکو تو برسون

چھپائے منہ اگر وہ یوسفِ گل پیرہن دو دن
چمن کا منہ نہ دیکھے کاروانِ رنگ و بو برسون

نہین ای بیکسی بعدِ فنا کچھ خوفِ تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجومِ آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
ہوئے پر بھی نہ اُتریگا مرا طوقِ گلو برسون

نچھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
رہِ شوقِ بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا لے لے کے رگڑا ہی گلا شمشیرِ قاتل سے
برنگِ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون

نہ آیا ساقیِ پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنارِ آبِ جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے جی میرا بہلایا
لگایا ڈھیر پھولون کا قفس کے روبرو برسون

نکر ای یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہی چراغِ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی تھا ای درد دعوی ضبطِ الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آکر تا گلو برسون

امیر اُس بے نشان تک سعی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پانون ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویرِ حیرانی ہم اُنکے روبرو برسون
لبِ خاموش سے کی رودادِ دل کی گفتگو برسون

نہین نکلی ہی دل سے مر کے اُنکی آرزو برسون
یہ وہ گل ہی کہ مرجھائے پہ بھی دیتا ہی بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسون

نہوگا بادہ فا ہمخوار اسے پیرِ مغان ہمسا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسون

رہے مرکر بھی یا رب سیکڑے ہین بددرستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

یہ کس تیغ نگاہ ناز نے زخمی کیا مجکو
کہ آئی میرے زخمون سے بھی بوے ناز بو برسون

چلے تھے ایک دن ٹھکراکے ساغر کو سستون نے
کیے سر زاہدون کے کاٹ کر نذر سبو برسون

رہین کیونکر نہ توصیف دہن مین ہم بخود شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

پسیجا دل نہ اسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ درد گلو برسون

صدف سے بھی نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغ یار روئی چشم جوہر سے لہو برسون

زبان اظہار حق سے کافرون مین کوئی رکتی ہی
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگایا دخت رز کو مونھ نہ مینے ہجر ساقی مین
بہت طاقون پہ سر ٹپکا کیے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحط آب آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا ورد دعاے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مرے مژگان جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین دنیا ایک مو برسون

امیر اک مصرع تر تب کہین صورت دکھاتا ہی
بدن مین خشک جب ہوتا ہی شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر در دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہی اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برق تجلی کے اڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دم نزع
وقت پڑتا ہی تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایما ہی کہ غصہ نہین اترا اب تک
جاے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کرتی ہی تیغ قضا ڈھونڈھ کے انکو چورنگ
چوٹ شمشیر ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہی جو ہنس ہنس کے رلانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہی فلک
یاد ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

کیا سخی ہین عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھکر
جادۂ ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین

اور پچتا کے کرین کیا ادھر آنے والے
مارے غیرت کے زمین مین تو سما جاتے ہین

کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہی وہ دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سرمہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہین گلشن مین نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

گو نکل جاتے ہین آآ کے گھٹا کے لکے
ساقیا دل تو پرستون کے بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل
کہیے مطلب کی تو یہ صاف اڑا جاتے ہین

ہیزم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین

سچ ہی آندھی ہین مٹانے کو حسین دل کے لیے
جو گھروندا یہ بناتا ہی مٹا جاتے ہین

ہین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اُن کی
تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتے ہین

حسن کی شان کو ہی بوقلمونی لازم
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی بنکے سلا دیتے ہین
فتنۂ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہو گے وہ گیسو جنھے لپٹے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

ہین الفت کے وہ حسن کے جوش مین
نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی ہی تا کمر
کہ لیلے ہی مجنون کے آغوش مین

نہ اٹھوا ابھی بزم سے مے کشو
ہمین بھی تو آلینے دو ہوش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہی کیا
گہر ہو کبھی زیب اُس گوش مین

کہون لعل ہم کیا لب یار کو
کہ ہی فرق گویا و خاموش مین

قدم پر جو گرنے لگا عشق مین مین
بہت دختر رز سے گرمی نہ کر
نہ کر ساقیا اب تو قحطِ شراب
گھبراہٹ کے آؤ ذرا ہوش مین
کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین
نہین جان رندِ قدح نوش مین

پلا وصل مین مے نہ انکو امیر
مزہ کیا رہے جب نہ وہ ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین
شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہی زبان نہین
عالم مین اُسکے حُسن کا جلوہ کہان نہین
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین
موجود خشت خم ہی اگر نردبان نہین
اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین
گرتے ہو انکسار کی باتین ہی آج کیا
میرا بیان ہی یہ تمھارا بیان نہین
مُردہ جو مجھ غریب کا بے گور رہ گیا
دو گز بھی کیا زمین تہِ آسمان نہین
اک حوروش کی خانۂ زندان مین ہی جو یاد
موجین نسیم خلد کی ہین بیڑیان نہین
کیا کیا کرینگے قتل نکھرنے تو دو اُنھین
پنہان ہی تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین
کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائرِ اثر
جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین
چشم سیاہ یار کے اتنے کیے ہین وصف
ہی بلبل سرمہ مُنھ مین ہمارے زبان نہین
طوطی ہی آجکل سگِ جانان کا بولتا
لذت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین
مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی
سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین
بالیدہ اُسکے آنے سے ایسا ہوا چمن
ساقی وہ کون شیشہ ہی جو آسمان نہین
زندان چمن ہی وحشی نازک مزاج ہون
پھولون کی بدھیان ہین مری بیڑیان نہین
آنکھون سے ہم تو ساعدِ جانان کے گرد ہین
ملتے ہماری آنکھون کے ہین چوڑیان نہین
ہون اِس چمن مین طائرِ کم پر تو کیا ہوا
صیاد ابھی ہی دور بلند آشیان نہین
لذت جو آبلے نے اُٹھائی ہی خار کی
کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین

پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب
ادنی یہ فیض ہی سخن آبدار کا

اُتو قبائے تن پہ ہی یہ جھُرّیان نہین
موتی صدف مین ہی مرے مُنھ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحب تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگ سنگ گران نہین

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین
زیست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین

قاتلون سے کہو سر کاٹ کے مغرور نہون
اپنے سر کو بھی تہ خنجر قاتل سمجھین

اے پری اُنکے لیے فکر سلاسل ہی عبث
جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھین

اک تجلی مین جو موسیٰ سے ہو طالب یہ نگ
اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین

جان جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانین جان
دلربا جسکو کہے دل اُسے ہم دل سمجھین

لاکھ دو لاکھ مین شاید کہ اُٹھے ایک کا پانون
عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین

زندگی یار کے اور موت ہی اللہ کے ہاتھ
کسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین

آشنا درد سے کچھ ہون جو بتان بیدرد
میری ہر آہ کو اک مصرع بیدل سمجھین

کیا کسی دل کے تڑپنے پہ انھین رحم آئے
رقص بسمل کو جو آرایش محفل سمجھین

بت پرستی میں بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ
واعظو حق کسے جانین کسے باطل سمجھین

اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون
کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین

زخم کا ذکر تو کیا ضد ہی یہانتک مجھسے
زہر دین بوسہ خط کا جو وہ سائل سمجھین

آپ پیری و جوانی یہ بجائین صاحب
دل عاشق کو یہ دستور ہی دل سمجھین

گھر کرین دل مین وہ شرماتے ہین کیون آنکھو نسے
اُسکو محمل تو انھین پردہ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچہ گل شکل صنوبر ہی امیر
جسمین کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھین

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھین
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھین

آ بلے دیکھین کرین میرے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھین

پیچ قسمت نے دیے ہین اسیرونکو ترے
موج گل بھی اگر آجائے سلاسل سمجھین

کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو وہ
نہ جلائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین

جلد سے لین کہین اسکو بھی فراغت ہوجائے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین

حورین ان جو سجے ہین جبین شہدا کی نکلین
غلط سمجھین کہ اسے کوچہ قاتل سمجھین

ہی مزہ عفو گنہ کا انھین کچھ دور نہین
بیگناہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین

دور ساقی مین ہی یہ ربط شکست دل مین
ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھین

دل جو انگارون پہ لوٹے تو وہ کیون شاد نہون
شمع و پروانہ سے جو گرمی محفل سمجھین

پانی ٹپکائین دم نزع نہ منھ مین احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھین

بسمل ناز وادا ہم سے کہان ہوتے ہین
رنگ سے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھین

اتنے خودبین نہون یارب کہین توڑین اسکو
آئنے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین

ہمہ تن داغ مین ہون لالے کا تختہ ہی بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے پانی پہ نظر
ہم وہ بسمل ہین کہ گردن مین حمائل سمجھین

مُردے کچھ کم نہین ہمدم تہ زمین سے کے نیچے
قافلون سے کہو محفل تہ محفل سمجھین

لے اُٹھے گر طرف باغ تنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ مین
پھول ہوجائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ مین

گل ترے جھولے مین اے گل جو سہارے ہاتھ مین
باغ الفت کا ہی گلدستہ ہمارے ہاتھ مین

بوسہ لیجیے ہوس سے جو جا ہو کر وہ مختار ہو
دل تمہارے ہاتھ مین ہی یا ہمارے ہاتھ مین

اے پری نشان پھر کہنہ کا جو تجکو شوق اٹھے
زہرہ و ثور کے آسمان سے لیکے تارے ہاتھ مین

لطف لے مجھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین
ہاتھ اُسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ مین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو خسخانہ ہوا
حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزارے ہاتھ مین

ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین

انگلیان شوخی سے چمکاتا نہین وہ رقص مین
یہ سمند ناز بھرتا ہی طرارے ہاتھ مین

جام کیسا جام چلو کو بنا سکتے نہین
ہی تہی دستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین

ناز سے کہتے ہین یہ رکھکر اپنی آنکھ پر وہ ہاتھ
دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین چکارے ہاتھ مین

آتش رنگ حنا بھی ہی عجب معجز نما
ہی ضیا مثل کف موسیٰ تمہارے ہاتھ مین

کیا نزاکت ہی جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول
آتش گل سے پڑے چھالے تمہارے ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہی اے امیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کے مارے ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اُس گل سے یہ چمن مین
ایک ہی ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہی بدن مین

ہین چشم و دل ٹھکانے جبتک ہی روح تن مین
کیا صورت آرسی ہی دولھا بن آئی دلھن مین

ہی چرخ پر یہ ایما ابروے ماہ نو کا
کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہی بانکپن مین

غصے سے یاد اُسنے مجکو کیا ہی شاید
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہی بدن مین

بڑھتی ہی عمر جتنی ہوتی ہی عقل افزون
ہر دم نیا مزہ ہی اس بادۂ کہن مین

یمن قدم سے تیرے بالیدگی ہی ایسی
جو شمع ہی لگن مین شمشاد ہی چمن مین

ہی جمع مال آفت دیکھا ہی بخیل غافل
کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین

کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ
بلبل پکارتی ہی صیاد کو چمن مین

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
کعبے سے اُٹھ کے بیٹھے پہلوے برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہی
ہشیار بھی ہین اکثر مستو سے پیرہن مین

دیبا حریر قاقم تھا رخت خواب جنکا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوئے کفن مین

داغ جگر کا پھاہا جلکر دہن مین چھڑائین
یہ بھی کنول ہو روشن اُس گل کی انجمن مین

سن لے جو بتکدے مین اُس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا تمتۂ گریبان انگور کا ہی دانہ
رنگ شراب گلگون ہی اُسکے پیرہن مین

مین نفس کے ہون ور پی ہی نفس میرے درپے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کے چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
حبب جانتے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہی غم اے اسیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائین گے وطن مین

سمجھا یہ مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہی باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اُس بُت نے منھ چھپایا گیسوے پُرشکن مین
اے دل خدا خدا کر خورشید ہی گہن مین

آزادہ کے ہینے ایام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر یہ جانہ اسکے ہی پیرزال دنیا
غافل ہی یہ زلیخا یوسفؑ کے پیرہن مین

آوازکن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہی بس رہ چکے وطن مین

حالِ بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہی
اک شمع ہی سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین جز خموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے اُنس کیسا غربت مین عمر گذری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہی جو صورت خط مین لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
سو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

گھل گھل کے بہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثل حباب باقی ہی سانس پیرہن مین

موے سفید سر پر تیاری عدم ہی
غربت سے خاک اُڑتے جاتے ہین ہم وطن مین

سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے مین ڈالی
سولی پہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن مین

عشقِ دہن مین تیرے مُنھ سے یہ خون ڈالا
چھیڑے صبا نہ اتنا کہدو مین بوے گل ہون
کسوقت ہون پشیمان کہ بیچ نٹ جاتا ہون

اب تک لہو بھرا ہی ہر غنچے کے دہن مین
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین
جب انت تک نہین ہین باقی مرے دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہی
مانند گل ازل سے ہی چاک پیرہن مین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ہی خرابات صحبتِ واعظ
کیا کہین کیسے روز وشب ہم سے
بادشہ ہین گدا گدا سلطان
ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا
وہی رہجاتے ہین زبانون پر
کہتے ہین مست رند سودائی

ذرّے سے آفتاب ہوتے ہین
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین
عملِ ناصواب ہوتے ہین
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین
شعر جو انتخاب ہوتے ہین
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے خراب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
سینہ ہو کشتگانِ محبت کا یا گلا
خاطر ہماری کرتا ہی دیر وحرم مین کون
کیا پوچھتا ہی مجھسے نشان سیل وبرق کا
کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ
وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہی
کچھ اِس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین

گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین
دونون یہ تیرے خنجرِ آہن کے یار ہین
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین
دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین

کانٹے ہین جتنے وادیِ غربت کے ای جنون — سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گم گشتگی مین راہ بتاتا ہی ہمکو کون — ہی خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہین

چلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہی خوف — چلتے تمام وادیِ ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑا لی ہی احباب سے امیر — دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین — داغ مرا ایک بھی زاہد ترے دامن مین نہین

زار ای مرگ ہون مین کچھ بھی بجز تن مین نہین — کس سے اُلجھین گے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین — طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین

کہدو آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی — ہی جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہی یہ مرے کینے سے — کہ مرے دوست کی جا اب دلِ دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہی تیرگیِ بخت ایسی — کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق ای بت — پتلی پتھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آبِ فوارہ صفت خاک لہو اُچھلے گا — رگ جہندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

غم دوری کی نکالے دلِ عشاق سے پھانس — نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین

مین وہ رہرو ہون کہ ہی دست تہی نان سفر — کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن مین نہین

ہین زمانے کی جو لذت سے بری عالی قدر — گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان مین جو ہی حسن بشر مین بھی وہ ہی — کم یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین

دوڑتے ہین دلِ عاشق کو سمجھکر گنجشک — ابھی کم سن ہین اُنھین ہوش لڑکپن مین نہین

بخت سے مجکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج — چین جو لی ہین شکن تک کہین دامن مین نہین

دونون خواہان تھے پڑے پہلے مجھی پر وہ تیغ — لاگ اور اسکے سوا کچھ سر و گردن مین نہین

دولتِ حسن کو کیا دولتِ دنیا ہو تجھے — جو چمک رنگ طلائی مین ہی کندن مین نہین

جوان

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پسِ مرگ امیر
پھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

چھوٹ کے بھی قید ہون قوت جو مرے تن مین نہین
کہ نشان طوق کا ہی طوق جو گردن مین نہین

خوف آفات جہان کا دلِ روشن مین نہین
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینھ برسایا
کہ کہین گردِ کدورت دلِ دشمن مین نہین

پردہ بیجا ہی غمِ عشق کوئی چھپتا ہی
چشم خونبار نہان گوشۂ دامن مین نہین

دل جو صد چاک ہی اُسمین ہی خیالِ رخِ دوست
شاہدِ پردہ نشین کونسی چلمن مین نہین

اپنے چہرے کی سیاہی سب اُسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابوے دشمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا
کوئی گل میخ بھی دروازۂ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آئے کوئی کیا
طائرون کا بھی گذر گنبدِ مدفن مین نہین

گرے آنسو ترے میخوار کے ہین ای ساقی
رات کو کرمکِ شب تاب یہ ساون مین نہین

بزمِ میخانہ ہی کیا انجمنِ ناز و نیاز
ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل کھنچے جاتے ہین سب کے ترے بازو کیطرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچۂ عشق مین جا دیکھ فروغِ رخِ حسن
طور کس جا ہی اگر وادیِ ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہی کہ طوق ایک ہی آہن ہو کہ زر
تیری گردن مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہین ایک
خال عارض ہی سویدا دلِ روشن مین نہین

کیا زمانہ ہی نہین صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل مین وہ ہی جو دلِ دشمن مین نہین

اب یہ سنجیدگیِ طبع سے خالی ہی جہان
مصرعِ سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

میکشو شیشۂ مے کی ہی حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین ترے رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

غمِ دنیا کا گذارہ مرے مسکن مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

کونسا بل ہی جو زلفِ بتِ پرفن مین نہین
زور ایسا کسی اُڑتی ہوئی ناگن مین نہین

ای جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہی طوق گریبان مری گردن مین نہین

کسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کہتا ہی یہ ننگ
رخصت ای گل کہ گذارہ مرا گلخن مین نہین

ای جنون دست درازی کا ترے قایل ہون
چاک ہی کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیے کیا مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبّا ترے دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خطِ رخ جلد بنا ای حجّام
کام اس سبزِ قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھو لو گرمیِ دل جا کے گر انجانو نہین
یہ شررِ سنگ مین ہوگا اگر آہن مین نہین

ہمہ تن ہو کے زبان کہتی ہی مقتل مین وہ تیغ
کون سر ہی جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتشِ مے سے جو اُٹھتا ہی دھوان کافی ہی
کسکو پروا ہی ہوا بر جو گلشن مین نہین

جانتا ہی مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغِ قاتل کا لبِ خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگِ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طائرِ سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغِ تحیر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سرِ گورِ غریبان نو حین
دفن لاشے ہین و فینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ انھین تاریکیِ مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظلِ ہما
آشیان جعد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہی دوبارہ ہمین شرم انکی امیر
خمِ شمشیر ہی خم یار کی گردن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل بت ہوتا نہین ہی یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈھنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا نہین

حسن بے پردہ ہی عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

ای امیر ادل تو وہ نا آشنا ملتا نہین
مل گیا جسکو کہین اُسکا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کیواسطے
ای بتو تم سے کوئی پھر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہی تو میرے دست و بازو کھولدے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہین اس کثرت سے بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا نہین

اک مجھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہی جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھانا مقدم ہی جو منزل کا ہی قصد
راہرو بہکے نہ جب تک راستہ ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہی غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والون کا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہی اُسی کا فیض ای اہل کرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

منکر یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی گر نہ قاتل ذبح کرنے مین برے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال اکس سے کہون
ملک بیگانہ ہی کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہی ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہی منظور ای دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہی سرزمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے ستر ہین مردے ای امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہین

موے مژگان سے ترے سیکڑون مرجاتے ہین
یہی نشتر تو رگ جانان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر مین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر نہ اُدھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہی
جو گذرتے ہین نہ ملنے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کرجاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہ عشق مین ہی
وہی زندہ ہین یہان آکے جو مرجاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے
سب حسینان جہان دل سے اتر جاتے ہین

زاہد و تمکو جنان ہمکو دریار پسند
خیر جاؤ تم ادھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تابہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علی مین ہی کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوئے جتنے ہین سنور جاتے ہین

مے پئین کیا کہ کچھ فضا ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصف دہن مین سنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین انکی محفل مین
جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذت عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہی ہمین اب تو تیری الفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مرے مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتے ہین
پڑا ہون مین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین پنھاتے ہین
تماشا ہی کہ کشتے کو ترے دولھا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمایش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روکون یا جگر تھامون
مرے قابو سے یہ دونون کچھ دونون نکلے جاتے ہین

گذرگاہِ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے
تماشاگاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاعِ مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہی
کبھی کوٹھے پہ چڑھکر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانے کی ہی زلفِ دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنابندی کا یہ بھی ایک شوخی ہی
ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہی ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور الٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھون مین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہی ای قاتل کہ بسمل جان دے دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینانِ جہان کہتے ہین شاید درد کا شیوہ
جگہ دیتا ہی جو دل مین اسی کا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشتِ دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑکر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو اسنے تو کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین

گلوری ہو وہ نہین کھاتے ہین مسی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ مہکش ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دل مین
کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو ای زاہد خبر کیا ہی
فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
اٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہی شمشیرِ قضا پر بارڑھ کا ڈورا
مبارک مرگ تو ای دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی در پردہ انکا چھیڑ سے خالی
رلا دیتے ہین آنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہوکر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہی
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

کبابِ سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جل اٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک بنکر خانۂ کعبہ مین جا پہونچے
بلا کا بھیس او کافر ترے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہی صبح عید کا عالم ہی گلشن مین	نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین
نزاع کفر و دین ہی دور دور زلف عارض مین	مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین
تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین	ہرے ہین جیسے بانکے پیترے ہر سو بدلتے ہین
بہا مین کچھ تو پایا ہی انھین ای چشم تر بہتر	جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین
مے کہنہ ہی یہ آب وضو تیرا نہین زاہد	جو چشمے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین
تری محفل مین یہ دیوار کی گتی ہین تصویرین	ادب سے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین ہم کرین کیا دم اُلجھتا ہی
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین	وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین
پہونچے ہم جس شہر مین پوچھا اہل شہر سے	خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین
نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے	اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین
قیدیون کا اپنے اُس ظالم کو ہی ایسا خیال	چونک اُٹھتا ہی جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین
ابرو ان سے ہر کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل	خوف ہی منہ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین
وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی	حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین
لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہی	پانون سے میرے اُتر جائین نہ زنجیرین کہین
اُسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہی اگر	بولے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین	گرہ جو خوب نظر آنسوؤن کا تار ہون مین
بجا ہی سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین	کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین
کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی	جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین

آئی آئے کوئی حور باغ جنت سے ۔۔۔ اُلجھ رہا ہون کہ تنہا نہ مزار ہون مین
جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تغزیر ۔۔۔ گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین
ہزار مردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا ۔۔۔ زمانہ مست ہی کیا خاک ہوشیار ہون مین
بغیر جرم ہون پامال شرمِ ہمجنسی ۔۔۔ کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین
شریک دردِ نباتات ہون بشر کیسے ۔۔۔ پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین
کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو ۔۔۔ کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین
صفا بنی ہی جہان مین مری کدورت سے ۔۔۔ کرے جو آئنون کو صاف وہ غبار ہون مین
فسردگی ہی مری باعثِ خزانِ چمن ۔۔۔ شگفتگی مین تماشائے نوبہار ہون مین
اُٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون ۔۔۔ کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین
وہ تیغ مہر ہی جس تیغ کا مین ہون کشتہ ۔۔۔ نگاہِ لطف ہی جس تیر کا شکار ہون مین
بہائے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب ۔۔۔ جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین
سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل ۔۔۔ دکھاؤن جوش تو دریائے بیکنار ہون مین
امیرِ فوج ظفر موج جرأت و ہمت ۔۔۔ وزیر اعظم سلطانِ تاجدار ہون مین
حریم لطف و عطا مین شمیم خلقِ نبیؐ ۔۔۔ دمِ وغا کفِ حیدرؑ مین ذوالفقار ہون مین
خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا ۔۔۔ شریکِ عام نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار ہون مین ۔۔۔ گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین
ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین ۔۔۔ ہوا اُڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین
نگاہِ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار ہون مین ۔۔۔ گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہون مین
کسی کی تیغ کھنچے قتل کو تیار ہون مین ۔۔۔ کسی کا تیر چلے صید پر شکار ہون مین

لگا ہے مُنھ مجھے وہ نغمہ دوست کب دیکھون
برنگ نے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کہو گے جو مجھے مین بھی وہی کہونگا تمھین
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہون مین

ادائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ کر
اُڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مُردہ تہِ مزار ہون مین

مرے گناہون سے ہے اُنکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین

بتون کی زلف پرافشان عذار پر غازہ
رہونگا گرد حسینون کے وہ غبار ہون مین

ہوا جو قصرِ فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اُجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدھی اُسے پنھاتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیرؔ جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہے سرہر گام پر رفتار مین
بلبل برگِ گل سمجھکر لیگئی منقار مین

لیگیا لختِ جگر اپنے جو مین گلزار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر سے مین اندر کا حال
ورنہ مین رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار مین

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہہ سائی کا امیرؔ
منھ نظر آنے لگا سنگِ درِ دلدار مین

ردیف واؤ

صورتِ غنچہ کہان تابِ تکلم مجکو
منھ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجکو

اور تھا کون شبِ ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجکو

ہر کے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سرِ بالین نہ کہین قُم مجکو

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین
کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجکو

ایک کو ایک سے بڑھکر ترے جلوے کا ہی شوق
آنکھ کہتی ہی نگہ پر ہو تقدم مجکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہی
لاکھ سجدے کے برابر ہی تیمم مجکو

آبرو ہی یہ مری پیر مغان کے آگے
منھ سے ساغر جو نکل جاے تو دے خم مجکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجکو

روز دکھلاتی ہی دنیا کا سپید اور سیاہ
اسکی شام مسی و صبح تبسم مجکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجکو

اثر طالع وارثون سے عجب کیا ہی اگر
تیغ بنجاے مرا دست تظلم مجکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت توٹے
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجکو

مجلس وعظ مین مین مست اگر جا بیٹھون
مغبچے کھینچ کے لیجائین سر خم مجکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجکو

لیگئی کل ہوس مے جو سر خم مجکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجکو

کعبۂ رخ کی طرف پڑھتی ہی آنکھون سے نماز
چاہیے گرد نظر بہر تیمم مجکو

واہ ای بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹون
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجکو

نہین معلوم وہ مہمان ہوئے ہین کسکے
آج گھر گھر لیے پھرتا ہی توہم مجکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہونچا
بال و پر ہو گئے لب وقت تبسم مجکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام مے بھر کے پلاؤن مین تمھین تم مجکو

بے ثباتی مین نہین کون سی جا میری نمود
ذرّے جتنے ہین وہ سب گنتے ہین انجم مجکو

خم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم ای ساقی		اب وہی مین ہون کہ ہی قطرۂ ی خم مجکو
مین تو کیا عکس سے وہ آیئنہ رو کہتا ہی		پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجکو
دھوکھا کھائے ہوے آدم کو زمانہ گذرا	تمام	ہنستے ہین دیکھ کے اب تک لب گندم مجکو
مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون		دیدۂ و دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجکو
مین ترا عکس تھا اس آیئنۂ ہستی مین		تو نے کیا پھیر لیا مُنھ کہ کیا گم مجکو

دیکھتا ہون کبھی آیئنہ تو روتا ہون امیرؔ
اپنی صورت پہ خود آتا ہی ترحم مجکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجکو	ہر حباب مے پُرزور ہوا خم مجکو
ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین	ایک ظاہر جو کرے چار کرین گم مجکو
مین جو مر جاؤن تو ای پیر مغان کہدینا	مغبچے کھینچ کے ڈال آئین پس خم مجکو
ہو مرے قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو	بڑھ کے لے چار قدم تیغ تبسم مجکو
زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون	ضعف سے اُٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجکو
دی صدا دل کو جو اُس بزم مین تنہا چھوڑا	ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجکو
ہو سر عجز سے تا مثل گہر سجدہ قبول	چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجکو
لالۂ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون	ڈوبتا ہون تو ڈبوتا نہین قلزم مجکو
پھسلی ہی تو سنبھالے ہوئے پھسل سوے یار	بیخودی راہ مین کرنا نہ کہین گم مجکو
ہون وہ میکش جو کرون رُخ در توبہ کی طرف	بہکے جاتے ہو پکارے دہن خم مجکو
نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان	ملک الموت سے ہی چشم ترحم مجکو
سوز دل وجد کا باعث ہی یہان مثل سپند	میری فریاد ہی آواز ترنم مجکو
نظر بد نہ لگے یار کی سفّاکی کو	قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجکو
بحث کو آئے جو واعظ مجھے آجاے یہ جوش	لب بلین ساغر مے کے دہن خم مجکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کن کے کلمے سے ہے ہاتھ آیا تقدم مجکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجکو
لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجکو

تجکو قاتل ہی کے لعل لب خندان کی قسم
نیمجان چھوڑ نہ ای تیغ تبسم مجکو

برسون جھیلی ہی مصیبت شب تنہائی کی
مدتین گذری ہین گنتے ہوئے انجم مجکو

دیکھ لون اُنکو ذرا نزع مین آلینے دے
رحم ای بیجبری کر نہ ابھی گم مجکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
کھل گئی وجہ سیہ پوشیِ مردم مجکو

شوق طوفِ حرمِ عشق مین باندھی ہی کمر
گرد غربت سے مناسب ہی تیمم مجکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو ہین مثلِ کمند
کھینچ لیجائے شعاع مہ و انجم مجکو

ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن زاہد
ہاتھ آجائے اگر خشت سر خم مجکو

شمع سان محفلِ عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
دل بھر آتا ہی جو آتا ہی تبسم مجکو

صاف کہدو نہین دیدار دکھانا ہی اگر
کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو کیون تم مجکو

اسنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
زہر کی گانٹھ ہوا دانہ گندم مجکو

اِسقدر طول خموشی کو ہوا عزلت مین
بزم مین بھول گئی طرز تکلم مجکو

واے قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوار ترحم مجکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسنے دل دیا ہی اُسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھ سے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

اُس رُخ کی گرمیون سے ہی برق طور ٹھنڈی
چڑھتے ہین کسکے مُنھ پر شمس و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہین آنکھین جس جا ملائکہ کی
جاکر وہان لڑی ہی میری نظر کو دیکھو

ملتا نہین ہی نالے مدت سے ڈھونڈھتے ہین
بیٹھا ہی مُنھ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو

لیٹا جو قبر مین مین منھ سے کفن ہٹا کر
غیرون کے منھ تو ے مین مین شکل آئنہ ہون
حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
کس مرتبہ کو پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
آخر ہی وصل کی شب افسردہ کیون ہنون ہم
رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا

بولی یہ مجھسے غربت لوا پنے گھر کو دیکھو
رخ پھیر و اُسطرف سے صاحب ادھر کو دیکھو
ایک ایک غش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو
اُس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو
رنگت اُڑی ہوئی ہی شمع سحر کو دیکھو
جاتا ہی کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

گلے کٹین گے نہ یون پیرہن بدل کے چلو
جنون بہار مین دیتا ہی ہمکو یہ ترغیب
برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہی یہ قول
سر مزار غریبان مین جابجا ٹھہر
کفن پہن کے چلین گور کیطرف عاشق
بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
سُنا ہی محتسب آتا ہی دو گھڑی کے لیے
ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا
بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
رجوع کفر مین اسلام ہمسے کہتا ہی
اگر تمھین نہین فرصت تو کہدو تیغون سے
نصیب دشت مین لائے ہین وحشیو تمکو

چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو
حنا جو پانون مین میرے لہو کی مل کے چلو
نہ آئے گرمی رفتار لاکھ جل کے چلو
لگے نہ پانون کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو
چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو
خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو
کہ سوے بتکدہ کعبے مین پہلے چل کے چلو
کہ خلق جمع ہی تم میان سے اُگل کے چلو
اُچھالتے ہوئے سونا اُچھل اُچھل کے چلو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھ لو
مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو

قضا کا کام ہی ہنگامہ کوے قاتل مین
امیر خیر ہی منھ مین نہ تم اجل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

ای خوشا وحدت کشا کثرت کشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوقِ شہادت دیکھیے
دے رہا ہی کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہی خاک پر نخچیر کیون
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مقتل مین تمھارے تیر کو

ڈال دی عشاق کی آنکھونپہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے مین رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیرون کے آتی ہی صدا
آفرین اس تیغ کو صد آفرین اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاشِ ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیشِ نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑ دے یا رتب جوہر کھلین
چوکھٹا درکار ہی آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو ترے تکلیف کیون ہووے مجھے
آپ رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو

صاف کھینچا چاہتا ہی شکل حیرانی اگر
آئنے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھون کی بجھائی واہ ری دریادلی
پانی پی پی کر دعائین دون تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کسنے کیا
یہ پرِ پرواز پر کسنے دیے ہین تیر کو

خود مین کھنچ جاتا ہون زورِ ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہی جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہین کیا اِس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہی منھ نہ موڑے خوف ہی
بسملو لله دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پہ آئی آہ اُدھر سے جب اُٹھی اُسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر روکا ہی ہمنے تیر کو

تا یہ شاہد ہون وہ دعوی خونفشانی کا کرے
لب دیے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہی خاک پر اُٹھ ترک سے اے امیر
ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہی کیا نخچیر کو

او کمان ابرو سمجھکر صید کر نخچیر کو
سخت جانی سے کہین صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا مین قتل تو اُس سے قضا نے یہ کہا
لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

جب نظر اُس ترک کی مجھپر پڑی تیوری چڑھی
بل پڑے شمشیر مین سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخلِ کہن
گر چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت سے سما جائے اگر
ایک برگِ گل پہ کھینچون باغ کی تصویر کو

چیر کر پہلو کو دل نکلا ہی مشتاقِ نگاہ
کیا تماشا ہی ہدف لینے چلا ہی تیر کو

ہجرِ دندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
موتیون کا چاہیے دُرّہ مری تعزیر کو

ناز کیونکر ہو گناہون پر نہ مجکو اے کریم
پیار کرتی ہی تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین رہین شانے ہی سے اِی زلف یار
خوب سلجھاتا ہی دل اُلجھی ہوئی تقریر کو

صفحۂ رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون پائون جو دست کاتب تقدیر کو

کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک لڑوائین گے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہی دل مین کرتا ہی مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہی تمنے تیر کو

دل کی ہوتی ہی درستی جتنی ہوتی ہی شکست
کرتی ہی آباد بربادی اسی تعمیر کو

پوچھتی ہی شمع پروانون سے تیری داستان
گل سُنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالبِ خاکی سے ہر دم ہی یہ تہدیدِ اجل
خاک مین اکدن ملا دینگے ہم اِس تعمیر کو

پائون اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھین یہ کڑیان جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اُسکا ہی گردن تک گذر اُسکا اسیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہی تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالبِ دیدار بھی تو ہو

ای تیغ یار کیا کوئی قابل ہو برق کا
تیری سی اُسمین تیزی رفتار بھی تو ہو

دل دردناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسیٰ ہین سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

چھاتی سے مین لگائے رہون کیون نہ داغ کو — ای دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو
گر ہم نہین تو رونقِ بازار عشق کیا — ای حُسن خود فروش خریدار بھی تو ہو
پردے مین چاہتا ہی کہ ہنگامہ ہو بپا — ای آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو
اتنی اُداس صحبت سے واہ میکشو — دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو
زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے — پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو
ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی — آئے بہار رونقِ گلزار بھی تو ہو
بیجا تری نگاہ کو تیزی یہ ہی گھمنڈ — برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو
سوؤن مین آکے دھوپ پاؤن امان اگر — راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو
کیونکر ہو درد دل کی ہمارے اُسے خبر — پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو
اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہی — آراستہ ہی فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اُداس کیون نہو بزم مے وسبو — میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہی حُسن جو خاطر نشین نہ ہو — اُس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہ ہو
کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہ ہو — پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہ ہو
وہ یاس ہی کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر — ڈرتا ہون مین کہین نگہِ واپسین نہ ہو
راحت کی جستجو مین ہین اہلِ جہان عبث — ہاتھ آئے وہ کسی کو کہان جو کہین نہو
ایذائے خلق پر ہی یہ غش موذی فلک — بے سانپ چاہتا ہی کوئی آستین نہ ہو
ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خود کنارہ کش — کہدو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہ ہو
مانند بوے گل چمنِ دہر سے نکل — اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہ ہو
نام اُس حسین کا قلب مُصفا پہ نقش ہی — کیونکر اِس آئینے پہ گمانِ نگین نہ ہو
ہستی جہان کی ہستیِ حق پر دلیل ہی — کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہ ہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہی آشکارہ
سجدہ کرے درست تو داغِ جبین نہ ہو

ساقی مین نشۂ مۓ عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسّر نہین نہ ہو

تیرا نہ ہو مکان جو مشہور ہی فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین نہ ہو

دل سے جو چشم فیض ہی تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہی صاف اگر دوربین نہ ہو

ہم رند مشربون کی معاصی سے ہی نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین نہ ہو

ہین تنگ اس جہان سے وہان لیچل ای جنون
جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہ ہو

ساجد خدا پرست بھی اس آستان پہ ہین
کیون بے نیاز وہ صنمِ نازنین نہ ہو

آتا ہی مجکو گریہ لبِ کشتۂ عفران
اتنا بھی جورِ چرخ سے کوئی حزین نہ ہو

سر آستانِ دل پہ نہ پہونچے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پر قدمِ اولین نہ ہو

یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو
کس برے وقت مین گھیرا ہی بلا نے ہمکو

منہ لگایا ہی بتون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

آس کسکو تھی شبِ غم کی سحر ہونے کی
ای بتو دن یہ دکھایا ہی خدا نے ہمکو

ہجر جانان مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت ای ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہی بلا نے ہمکو

کشمکش مین ہمین بیتابی دل رکھتی ہی
آنے دیتی ہی نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شبِ وصل تمہاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہی حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے نکالا ہوتا
خوب ہی روک لیا لغزشِ پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گذری
آگ پانی سے بنایا ہی خدا نے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تونے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجرِ ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون پر تیری ادا نے ہمکو

حوصلہ کون تماشائے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شبِ فرقت ہمنے
روز آتی ہی بلا بنکے ڈرانے ہمکو

آئنہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہی
خود نمائی کو بنایا ہی خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہی نہ مکان مین اُسکا
بے ٹھکانے کے بتائے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آئی ہی
نام لے لے کے پکارا ہی بلانے ہمکو

خار کیا کھائے ہین گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اُٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اُٹھانے ہمکو
ہائے وہ دن کہ جو اُٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

مُنھ شبِ ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھے گا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغِ ادا نے ہمکو

تیغ جلاد نے جوہر کو کیا ہمسے عزیز
آنکھ اُٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہی یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہی کبھی
موت کے مُنھ سے چھڑایا ہی قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اُسنے بتائے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہی یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دمِ نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بُلانے ہمکو

اُس ستمگر نے جو پہلو سے اُٹھایا اپنے
درد دل تو بھی تو اُٹھا نہ بٹھانے ہمکو

لیچلے داغ ہزارون چمنِ ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

مدد اے مرگ کہ آفت مین پھنسا رکھا ہی
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سُن کے آوازِ مؤذن کی شبِ وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہی خدا نے ہمکو

ہین وہ میکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھا کر
بدلیان دوڑ کے آئی ہین اُٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا اُسے منظور نظر / ذبح رُک رُک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پر کاہ تھے اس گلشن ہستی مین امیر / دوش سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلف دوتا نے ہمکو / کن بلاؤن مین پھنسایا ہی خدا نے ہمکو
پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو / تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہمکو
تو وہ تیرون کا کیا تیر ادا نے ہمکو / شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو
تیرے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہی / کہ خبر کو تری بھیجا ہی قضا نے ہمکو
کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کریے / ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو
کی ہی جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر / عبرت آئی ہی دہین گور جھکانے ہمکو
سارے عالم مین یہ شہرت ہی قضا نے مارا / واہ کس پردے مین مارا ہی ادا نے ہمکو
وہ کہین گے نہ اُٹھا صدمۂ فرقت دو دن / موت کیون آئی ہی یہ داغ لگانے ہمکو
دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب / مرگئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو
ڈھیرون انگور پڑے لٹتے ہین ساقی لیکن / ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو
عیش کرنے کو بتو تمکو کیا ہی پیدا / رنج اُٹھانے کو بنایا ہی خدا نے ہمکو
عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا / آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو
حیرت عارض جلاّد سے سکتا جو ہوا / آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا اچھا امیر / آج لوٹا غضب اُس دزد حنا نے ہمکو

ہون وہ بلبل گل تلک پہونچون نہ گلشن خشک ہو / مثل خار آشیان شاخ نشیمن خشک ہو
چاہتا ہی سوز فرقت اس محیط حسن کا / تن مین مثل خار ماہی ہر رگ تن خشک ہو
تازگی ہی روے جانان کی زنخدان کے سبب / چاہ جس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سُن کے پڑتی ہی اُمید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی مین سیراب ہون
حلق مین پانی بسانِ آبِ آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
کیا رہے روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خونِ برہمن خشک ہو

آبیاری ہی اگر بلبل کے اشکون کی یہی
ہی یقین فصلِ خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل سے گرم اپنی خاک ہی کیا ہی عجب
چادرِ گل پڑتے ہی بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گردون ستاتا ہی جو پاتا ہی ضعیف
پائمال گاو دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرتِ دیدار مین کھینچون اگر مین آہ سرد
ایک جھوکے مین یقین ہی نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رختِ سفر پامال ظالم نے کیا
پانون شل ہو جائین یارب دست رہزن خشک ہو

اُس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبانِ برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہی روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہی کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرتِ دیدار ہی ہمکو مکانِ یار کی
دیدۂ تر کیا برنگِ چشمِ روزن خشک ہو

مین اگر رونے پر آؤن صورتِ ابرِ بہار
سبز ہو دم بھر مین برسون کا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثلِ رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہی مجھ سا کون طائر بے نصیب
پانون رکھون مین جہان شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہی لگاؤن مین اگر مُنھ سے منیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اسے بتو حیا کو
لٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
ظالم تجھے دل دیا خطا کی
کانٹون سے کہو سنبھال لینا

کیا مُنھ نہ دکھاؤ گے خدا کو
پیچھے نہ لگاؤ اِس بلا کو
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو
آتا ہی غش اک برہنہ پا کو

بلبل کو ملے جو باغبانی
ای حضرتِ دل بتون کو سجدہ
گل کر گئی میری شمعِ تربت
کوچے مین ترے ملا یہ آرام
اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
کہتا ہی یہ شوق قتل ہر دم
کیا کیا تری چشمگین بچائین
دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی
ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
راضی برضا ہون ای صنم مین

رو کے درِ باغ پر صبا کو
اتنا تو نہ بھولیے خدا کو
کیا موج یہ آ گئی صبا کو
نیند آ گئی چشم نقش پا کو
یون کھولیے قفل مدعا کو
دم لینے نہ دیجیے قضا کو
دھو کے دیے تیر بے خطا کو
غصہ دلواتے ہین قضا کو
کھدوائیے نقش مُدّعا کو
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہی امیر اُس سے شوخی
اَب مُنھ نہ دکھائیے حیا کو

وصال پر ہی جو وصل امتحان کر دیکھو
خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین
پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
جنازہ غیر کا نکلا ہی تو نکلنے دو
مری طرف سے کہے کوئی حضرتِ غم کو
کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
چھپا چھپا کے نظر باز یان ہون غیرون سے
دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر ہی کیا
ہو سحرِ عشق کہ جلتے نہین پر بُلبُل

امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو
نگاہ تک نہ کرو تم اِدھر اُدھر دیکھو
ابھی تو جان سی آئے جو اک نظر دیکھو
ہمین کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو
بہت رہے مرے دل مین اب اور گھر کو دیکھو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو
ہمین سے آنکھ چُرانا ذرا ادھر دیکھو
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو
لگی ہی آتشِ گل باغ مین جدھر دیکھو

گیا تھا لیکے خط آیا ہی ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

اُٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہی خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصول دولت دہر
نظر جو آئے محرّم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وُہی ظہور وہی شان ہی جدھر دیکھو

دل ہی وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اب تو سر مین یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہی طبیبو مرضِ عشق ہی یہ
غیر ممکن ہی کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دے کے خط اب کسے بھیجون کہ برآئے مطلب
جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اُس بُت نے
مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اُس زلف سیہ کی ناگن
ڈال دون ہاتھ مقرر مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہی صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان ہی وہ ہون نہ کٹ جاؤن اگر شرم سے مین
شرط بدتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہی معمّا دہنِ تنگ کا دشوار بہت
حل یہ مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہی گدا ای سلطان
عفو لازم ہی جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ اُلفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہون تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سُرخ ملے تم سے یہ اُمید کہان
مغبچو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع درِ دولت پہ کھڑے ہین کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوے جانان مین کوئی دم تو ٹھہر جائے پاؤن
ایسی اُفتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالمِ فقر مین تکلیف گوارا ہی امیر
نہ ملین گے نہ ملین گے اُمرا سے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہین باہر آؤ
دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفسِ چند کی باقی ہی فقط
اپنے گھر مجکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست ہین مرنے پہ تو لو میری خبر
اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ تمھین
چاندنی شب ہی ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئنے کو عکس سے کہتا ہی وہ شوخ
کچھ اگر حسن کا دعویٰ ہی تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہی کچھ لوٹ نہین ہی صاحب
دل و جان دونون جو لینے ہین مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ مین ہی باتین بھی ہوتی جائین
آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جاے شکم پر کوئی آنکھ
کھول کر بند نہ دروازے کے باہر آؤ

جان بلب ہون ہین عیادت ہی مریضونکی ثواب
مانو اللہ کو تم بہرِ پیمبر آؤ

تب مزہ جانے کا دان ہی کہ کہے یار امیرؔ
میری آنکھون پہ تم آؤ مرے سر پر آؤ

حشر کے روز نہو تشنہ دہانی مجکو
دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجکو

تیزیِ موج اگر بحرِ روان مین دیکھی
یاد آئی ترے خنجر کی روانی مجکو

آب خنجر سے ترے پیاس کوئی بجھتی ہی
اور بھی آگ لگاتا ہی یہ پانی مجکو

خوبرویون مین صنم ایک ہی تو ایک ہی تو
نظر آتا نہین تیرا کوئی ثانی مجکو

اور کس سے ہون دہان و کمر یار کے وصف
خوب معلوم ہین یہ راز نہانی مجکو

اس سے اُنکا ہی یہ مطلب کہ کرون مین بھی فغان
ہدیہ بھیجا ہی تو دیوانِ فغانی مجکو

نوجوان کوئی جو پیری مین نظر آتا ہی
یاد آتی ہی بہت اپنی جوانی مجکو

داغ کھا کھا کے کرون اپنی مین اوقات بسر
اسلیے دیتے ہین چھلا وہ نشانی مجکو

بات وہ کر کہ مرے خواہ ترے کام کی ہو
ایسی ای بُت نہ سُنا رام کہانی مجکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہی
آ کے پیری نے دیا داغ جوانی مجکو

بے خطر خاک تہ سقفِ فلک بیٹھون ہین — نظر آتی ہی نہایت یہ پرانی مجکو
سینہ جلتا ہی پلا جلد شرابِ ساقی — آگ بھڑکی ہوئی ہی چاہیے پانی مجکو
یہ مؤحد تو سمجھتے نہین اطلاق صحیح — کہین اول تو بتا دین کوئی ثانی مجکو
آرزو اسلیے فردوس کی مجھ پیر کو ہی — ہاتھ آئیگی وہان میری جوانی مجکو
خوف ہی وصف مین اُس چاہِ ذقن کے اتنا — کہ ڈبو دے نہ طبیعت کی روانی مجکو

نغمہ سنجانِ گلستانِ سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبلِ گلزارِ معانی مجکو

چل دلا دیر سے کرتا ہی اشارے گیسو — نہ زبان ہی نہ دہن ہی کہ پکارے گیسو
خطِ شبگون پہ یہ آتے نہین پیارے گیسو — جال پر جال بچھاتے ہین تمھارے گیسو
یہ تر و تازہ وہ چمن ہی کہ تمھارا عارض — یہ دھوان دھار گھٹا ہی کہ تمھارے گیسو
مچھلیان دام سمجھکر ہین جو موجون مین نہان — کھل گئے کیسکے یہ دریا کے کنارے گیسو
دن کو رخسار دکھاتا ہی فروغِ خورشید — شب کو چمکاتے ہین افشان کے ستارے گیسو
بال کنگھی سے جو سلجھائے تو دل الجھایا — تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو
دلِ صد چاک نے شانے سے کہا جل کے یہ بات — او سیہ کار نہ تجھے باندھ کے مارے گیسو
شہر سے بڑھ کے اگر جانبِ صحرا جائین — شانۂ شاخ سے سلجھائین چکارے گیسو
ہو چکے جن و بشر قید ملک باقی ہین — اب سرِ عرش سے زنجیر اتارے گیسو
عاشقون کے دلِ پر داغ سے ایسے چمکے — ہو گئے شہپرِ طاؤس تمھارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشنِ جنت کو امیر
حلقہ حلقہ نہین عارض کے کنارے گیسو

ہون مین وہ میکش اُٹھا ساقی مری تعظیم کو — گردنِ مینا سے خم ہو گئی تسلیم کو
آتے ہی اُس مست کے گلزار مین آئی بہار — ابر اُٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغرِ جمشید سے کچھ ساغرِ مے کم نہین
دیکھتے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیے مردم شناسی صاحبِ تقسیم کو

بیٹھے بٹھے میرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اُٹھا
درد دل بھی ساتھ ہی اُسکے اُٹھا تعظیم کو

لب پر ای غنچہ دہن تحریر مسّی کی نہین
کاتبِ تقدیر نے خلعت دیا ہی میم کو

نقد آمرزش کا طالب ہی اگر ای خود فروش
تول میزانِ عدالت مین امید و بیم کو

ہین جو مردانِ خدا آفت مین راحت ہی انھین
عید تھی قربانیِ فرزندِ ابراہیمؑ کو

جعد خالی خال ہی کنجِ دہن مین یار کے
ہی تعجب جیم کا نقطہ دیا ہی میم کو

خاک اُڑاتے تشنگانِ عشق کے آتے ہین غول
کہدو رضوان سے بچا رکھے کوثر و تسنیم کو

مٹکے منزل کا نشان ملتا ہی ای اہلِ فنا
ہر قدم پر خضرؑ ہی نقشِ قدم تعلیم کو

مال رکھنے کو نہین کہدو غنی سے بانٹ دے
لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہی سیم کو

اپنے وقتِ مرگ سے غافل رہے اختر شناس
گو برابر جان کے رکھا کیے تقویم کو

چشمۂ دیدار جانان کی ہین دو نہرین امیر
جانتا ہون خوب اصل کوثر و تسنیم کو

سبکے خضر آیا ہی واعظ کیا مری تعلیم کو
اِک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغِ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
یہ روانی کب ملی ہی کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے جب سرزمین پر تم چلو
اُٹھ کھڑے ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

دشتِ ہستی مین قدم بڑھکر ہٹے پیچھے نہ پھر
ساتھ ہی عمرِ روان غافل اسی تعلیم کو

جادۂ تیغِ قضا پر سر کے بل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزلِ تسلیم کو

نام کو ہی اک نشان باقی دہن اُسکا کہان
کاتبِ قدرت نے لکھکر چھیل ڈالا میم کو

فتنہ برپا ذات سے مفسد کے ہوتا ہی ضرور
کیا ہوا اُٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو

حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا اعتبار
سال بھر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو

یہ غزل رنگین سناؤن مین ظہوری کو اگر
دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو

کبر دولت کیا جو کرتا ہی زمانہ انقلاب
دم مین کر دیتا ہی کجکول گدا دیہیم کو

بھیجتا ہون پہلے ہین گوہر غریبان کیطرف
گھر مین آتے ہین کبھی مزدور اگر زر سیم کو

آہ کی شمشیر پر تکیہ ہی نامردون کا کام
مرد رکھتے ہین کمر مین خنجر تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہی بہتر ای امیر
یاد احمدؐ کو کرون یا احمد بے میم کو

انسان عزیز خاطر اہل جہان نہو
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو

کلفت کا اپنے نالہ کشی مین نشان نہو
ہم سو برس جو آگ جلائین دھوان نہو

مشاطہ چاہیے رخ زیبا کے واسطے
کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو

ممکن نہین کہ زلف سے الجھے نہ اسکی زلف
قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان نہو

کیا داغ سینہ زیر گریبان چھپائیے
خورشید زیر دامن گردون نہان نہو

تار نظر سے بڑھ کے ہی لاغر مرا بدن
عشق بیان ہین یون بھی کوئی ناتوان نہو

کیونکر ہمارے یوسف دل کا پتا ملے
چاہ ذقن پہ جب گذر کاروان نہو

لکھتا ہون وصف عارض و ابروے یار کے
کیون صفحہ آفتاب قلم کہکشان نہو

پیری مین بھی کیا نہ تغافل ہزار حیف
اتنا بھی کوئی مائل خواب گران نہو

ہی حادثون سے بعد فنا بھی کہان نجات
ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہو

لازم ہی ضبط نالہ دل بعد مرگ بھی
ہی لطف جام ٹوٹ چکے مے روان نہو

ٹوٹین نہ رہروون کے اگر شیشہ ہاے دل
وشت جنون مین نام کو ریگ روان نہو

آنکھون سے فائدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہو

جانے اگر کہ چاہ عدم مین گرائیگا
کوئی سوار توسن عمر روان نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہو

عکس سے بچتو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف ای گلِ رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کرتا ہون جو اُسنے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

نہوا زندہ مین عیسیٰ نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالبِ بیروح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے تھے ہم یان ای جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اُس کوچے کا کہتا ہی یہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجرِ جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہون وہ دیوانہ بلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہی حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنیکا مرے اقدر ہے اُس ظالم کو شوق
حکم تینون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد ہین اک رشکِ عیسیٰ کے جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دمِ آخر مبارکباد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہی مٹی کشتۂ فولاد کو

زیرِ خنجر او دلِ بسمل تڑپنا اچھی نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جا کے بیٹھی ای کریم
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہی مری فریاد کو

مجھ سا صیدِ خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اُس فتنۂ عالم نے چلکر ناز سے
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے اُفتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظم طبع زاد
دوست رکھتی ہی عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اُسکے قدِ موزون سے ہی جرم عظیم
گندہ دو رخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اُس طفل کو سُنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ نو اُستاد کو

عیدِ موسیٰ کو ہوئی برقِ تجلی کی نگہ
پہلے نظارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدردان مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سُنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا جھوکا ہوا ے مرگ کا
کیا پریشان کردیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہی بلالو

بیدل رکھنے سے فائدہ کیا
تم جان سے مجکو مار ڈالو

اُسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہی وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوے عشق
یان پیش ہی اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہی جاگو سونے والو

اورون پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجکو

کس منھ سے کرون قافلہ والونکی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجکو

ساقی کا گلہ کیا ہی جو دیتا نہین بوسہ
منھ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہی بہار آئے کھلاتی نہین مجکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجکو

کیا بیخبری ہی کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہی تو آپ مین پاتی نہین مجکو

کہتا ہی قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جلاتی ہی جگاتی نہین مجکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کو تو کیا ذکر چُکاتی نہین مجکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجکو

سکتا ہی تجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئنہ شمشیر دکھاتی نہین مجکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پرای یار
مجبور ہون مین اِس سے کہ آتی نہین مجکو

وہ مجرمِ بیقدر ہون مقتل مین مین تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجکو

جھوٹون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجکو

ہی خواب مین آنیکا امیر اُس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجکو

پردے مین بھی مُنھ موت دکھاتی نہین مجکو
کافور سے بوے کفن آتی نہین مجکو

اُفتادہ ہی کیا موت جو آتی نہین مجکو
ہون نازکسی کا کہ اُٹھاتی نہین مجکو

اس تنگ قضا سے مین نکل جاؤن کہین دور
وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجکو

سر پر سے مرے ہو کے چلی جاتی ہی خلقت
کیا نقش قدم ہون کہ جگاتی نہین مجکو

اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر
آتی ہی قیامت تو اُٹھاتی نہین مجکو

تھے گور ہی تک سب مرے مُنھ دیکھنے والے
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجکو

لاغر ہی مین ایسا ہون تمھاری نہین تقصیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجکو

کرتی نہین کیون دخترِ رز مجھ سے شرارت
کسدن یہ پری آگ لگاتی نہین مجکو

کوچے سے ترے مین جو نکلتا ہون تو وحشت
ہی کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

ای ہمت دل ہاتھ مین قاتل کے ہی تلوار
اِک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین وہ ہاتھ مین اس پار سے اُس پار
تلوار تری گھاٹ دکھاتی نہین مجکو

مین مست ہی ای دخترِ رز نشہ مین ہون چور
کیون دُرد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

میکش ہین بلانوش ہون خم منھ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو چھکاتی نہین مجکو

گردش مری قسمت کی چھڑاتی ہی وہ کوچہ
ای لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجکو

مین گل ہی امیر آپکو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجکو

ای ضبط دیکھ عشق کی انکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اُٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہی مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اِک پھول ہی گلاب کا آج اُنکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہی کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اُسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہی مجکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملی ہین اشک بہانے کیواسطے
بیکار ہی صدف جو صدف مین گہر نہو

اُلفت کی کیا امید وہ ایسا ہی بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طولِ شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منھ پھیر کر کہا جو کہا مین نے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے دردسر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مرکے بھی شجرِ قد یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند کہون اسکو چار ہاتھ

پیری مین ضعف سے نہین رعشہ دار ہاتھ
ہین دامنِ قضا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اسکے پانون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے پنھاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہی پانون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

تکلیف سائلون کی جنون مین نہین پسند / دامن کو پھاڑ دون مین بڑھائین جو خار ہاتھ
ای گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین / دکھلا رہے ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھ
ہی مرگ مجکو زیست کہ کوچے مین یار کے / دو گز زمین آ گئی بہر مزار ہاتھ
دبنے کی وجہ جنگ مین کیا ہی تمھین کہو / کیا میرے دو ہین اور رقیبون کے چار ہاتھ
برہم ہو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار / خوش قسمتون کو آتے ہین ایسے شکار ہاتھ
باغ جہان ہین راحت بے غم کہان نصیب / پتون سے ملتے ہین شجر سایہ دار ہاتھ
جب چاہے دوڑے ساتھ مرے قیس نجد مین / میدان جیت لونگا مین بڑھ کر ہزار ہاتھ
تڑپا ہین بحر خون ہین تو قاتل نے یہ کہا / بیڑا ہی پار اور لگا تین چار ہاتھ
وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا / سفاک نے جو گن کے لگائے ہزار ہاتھ
ایک اُسکی چوٹ مین ہے سو سو پھنکیت کھیت / کتنا منجھا ہوا ہی دم کارزار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا امیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے مین زار سا ہی کچھ / غم سے بے اختیار سا ہی کچھ
رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہین / جامۂ مستعار سا ہی کچھ
چشم نرگس کہان وہ چشم کہان / نشہ کیسا خمار سا ہی کچھ
نخل امید مین نہ پھول نہ پھل / شجر بے بہار سا ہی کچھ
ساقیا ہجر مین یہ ابر نہین / آسمان پر غبار سا ہی کچھ
کل تو آفت تھی دل کی بیتابی / آج بھی بیقرار سا ہی کچھ
مردہ ہی دل تو گور ہی سینہ / داغ شمع مزار سا ہی کچھ
اسکو دُنیا کی انکو خلد کی حرص / رند ہی کچھ نہ پارسا ہی کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر / اب تو بے اختیار سا ہی کچھ

راغ

داغ غم بھی ہو ولا نالۂ شبگیر کے ساتھ
کہ سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ

تبر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
لوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

مانگ بالون مین ہی ابرو ہی قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر پر یہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
تھم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی بھیجے مرا او ساقی
کیا مزہ ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئی ہاے اجل دوڑ کے اس تیر کے ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوئے سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم بقا مثل حباب
اُٹھتی ہی موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر ای ترک
کاٹ ڈالون گا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین جا
کٹ گئے پاؤن بھی شاید مرے زنجیر کے ساتھ

دی سزا اُسنے گناہونکی مجھے ہنس ہنس کر
دُرِ نایاب ملے دُرّۂ تعزیر کے ساتھ

میرے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہی زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اُس مہر کے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی سے یہانتک ہین اسیری مین سُبک
پاؤن اُٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

اسطرح ساتھ ہی گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہی عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہی اُلٹی جو امیر
ضد ہی شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

اُنس رکھتا ہی بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
دل نکل جائے نہ یارب کہین اِس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہی او ترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

اور کماندار یہ چٹکی کی صفائی کا ہو لطف
دل بھی پہلو سے نکلجائے ترے تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا پسِ مرگ
طفل ہمراہِ جوان ہو نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین اُنکو دعا دیتا ہون
چلتی ہو میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

چرخ گردان ہو وہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کے ساتھ

صید اُس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
کوسون آتی ہو قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حُسن جوانی کو مٹاتا ہو فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اِسی تصویر کے ساتھ

حُسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی
ہاتھ کھینچا ہو جہان نے تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
قطب گردش نہین کرتا فلکِ پیر کے ساتھ

مین صبیحون کا ہون بیمار مرے نسخے مین
عرقِ شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابلِ نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہو مری تقدیر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اُس بت کے جو پڑھتا ہون نماز
مُنھ سے فریاد نکل جاتی ہو تکبیر کے ساتھ

پہلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر سنے مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دستِ قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محسوب امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرت شبیر کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہو کچھ
ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہو کچھ

وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہہ اے فلک اِسمین ترا نقصان ہو کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اُس سے
کیون ہوا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہو کچھ

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اُس سے یہ انسان ہو کچھ

یاد غیرون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہو کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہو بہت سخت پریشان ہو کچھ

دیکھے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہو کچھ

رند مشرب ہم ہوے دست سبو پرہر کے ہاتھ
دستگیری اب ہی ساقی کوثر کے ہاتھ

عشق بت تنحانے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہی کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہی فن مین قدردان ہوتا ہی خوب
بیچیے آئینۂ دل جل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اُسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہی مجھے مرمر کے ہاتھ

اسلیے تا جاے نامہ کوئی دے جاے فریب
خط نے مجھے بھیجا تو بھیجا اُسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب اِی گلو ہی تیری خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوے سب مست اب کیسا لحاظ
گردن قاضی مین ہین مست مے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی رہتا نہین
دونون خالی پاے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اُٹھین گے کب کڑے بھاری امیر
گر سُنے میری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہو گئی
موج خرام پاؤن مین خلخال ہو گئی

زلف اُسکی مرغ دل کے لیے جال ہو گئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہو گئی

اللہ ری گریبان ترے وحشی کی ای پری
زنجیر پاؤن مین جو پڑی لال ہو گئی

کیسا سلوک مجھسے کیا اشک شرم نے
زائل سیاہی خط اعمال ہو گئی

خوش خوش سمند ناز کو دوڑا رہے ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

چھوٹا جو بحر حسن پڑے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی

دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
رونی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی

یہ وصف ہین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہانِ تنگ کمر بال ہو گئی

ملتے نہین جو سکۂ داغ جنون ہمین
ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی

دل مل گئے وصال کے سودا اٹھہر گیا
اُلفت کی آنکھ بیچ مین دلّال ہو گئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہی وہ مہر وش
ہر شام صبح غرّۂ شوال ہو گئی

پایا نہ اُس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہو گئی

آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسشِ اعمال ہو گئی

ساقی ہی دختِ زر سا حسین کون خوش مزاج
کین اور گرمیان جو کہن سال ہو گئی

آرایش اُسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پانون مین خلخال ہو گئی

محفل مین کہہ رہی ہی انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری پھنسال ہو گئی

کرتے ہین فاقے فرقتِ زلفِ سیاہ مین
یہ کالکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی تھی جو امیر وہ فی الحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اُسکا چاہیے
وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل نے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے
درد بول اُٹھا تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سُنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہی کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعاے سوزِ عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہی سُنکر سوزِ حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنے کا ہی اُنسے خواب مین
خواب کب آتا ہی دیکھا چاہیے

حرص دُنیا کا بہت قصہ ہی طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہی اُنسے حُسن
شرم کہتی ہی کہ پردا چاہیے

امتحان ہی دوست دشمن کا عبث | یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے
دوست ہمراہ ہنس رہا ہی غیر سے | جان کو دشمن کی رویا چاہیے
خشک لب ہین صورتِ دریا تو ہون | وسعتِ دل مثل دریا چاہیے
ترکِ لذت بھی نہین لذت سے کم | کچھ مزہ اسکا بھی اچھا چاہیے
یون وہ بولے مین نے جب اُنسے کہا | ق | چاہنے والون کو چاہا چاہیے
تمنے چاہا مجکو مین نے غیر کو | اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہی مزہ اُسکا بہت نازک امیر
ضبط اظہار تمنّا چاہیے

مشکل آسان نہوئی تیرے گنہگارونکی | حیف مُنھ موڑ گئی باڑھ بھی تلوارون کی
ہچکیون کی ملک الموت نے بٹھلائی ہی ڈاک | موت کے گھر مین ہی دعوت ترے بیمارونکی
کر نہ انکار مرے خون سے ای تیر نگن | دیکھ کچھ کہتی ہی سرخی ترے بیمارونکی
چار سر پھوڑتے ہین چار کھڑے روتے ہین | مجلسِ وعظ نہین بزم ہی میخوارون کی
اِک ذرا پانون اُٹھائے ہوئے ای توسنِ عمر | مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی
کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کیطرف | کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارون کی
دم نکلنے پہ بھی اُن ابرؤنکا دھیان رہا | قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارونکی
دل شکستہ ہی جو توبہ تو عجب کیا زاہد | ہی نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارونکی
سب کو پاس اپنونکا ہوتا ہی یہ ہی عفو کا حکم | بیگناہون سے صف آگے ہو گنہگارون کی
پیچھے پر طائرون کو دیتا ہی صیاد قضا | قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارونکی
خون گرفتہ ہون مین ایسا مری سُنکر آمد | ڈاک بٹھلائی ہی قاتل نے خبردارونکی
آئے کیسی ہی کڑی اُف نہین کرتے عاشق | قید آواز بھی ہی اُنکی گرفتارون کی
مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا | سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارون کی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اُڑا دیتی ہی
بھینی بھینی مہک ای یار ترے ہارونکی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر ہی فقط یارون کی

سیر منظور ہی اُس ماہ کو بازارون کی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارون کی

حد نہین کچھ مرے یوسفؑ کے خریدارونکی
پھونک دے شہر نہ گرمی کہین بازارونکی

اُنکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارونکی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہی پتا
مینھ وہان تیرون کا بوچھار ہی تلوارونکی

ہون وہ دیوانۂ گیسو کہ گریبان کی عوض
چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارونکی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارونکی

کو کنارونکی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارونکی

دفعۃً پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
جا رہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارونکی

مر گئے ہم تو بنا آئنہ خانے مین مزار
دل سے اُلفت نہ گئی آئنہ رخسارونکی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کے اُسے فرد گنہگارونکی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی سے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخوارونکی

داورِ حشر سے محشر مین کہین گے میخوار
یہی پگڑی رہی جاتی ہی گنہگارونکی

ایسے زندانِ محبت مین ہین چوکی پہرے
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارونکی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اُٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارونکی

گڑ گئی آپ مری لاش تہِ خاک امیر
مر کے تکلیف گوارا نہ ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

پسِ شباب ہی کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ نہ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آ گئی ہی اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مر کے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کے
زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نکر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہی تیغ لگا دے مرا ابھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شبِ وصال غنیمت ہی پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو سر کے بل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہی ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہی چھکی محفل کی محفل ایک ساغر سے

پڑا ہی داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہی مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہون اغیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن مین جا کے یہ گلرو نئی چالین دکھاتے ہین
گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہی ہر روز اک دو ورقہ تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اُسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا اسکندر کے مقدر سے

جوابِ خط نہ لائے دونون آخر روزِ حشر آیا
الٰہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین میرے دلکو پاکر اپنے مجمع مین
نکلکر اب کہان جاتا ہی یہ نخچیر لشکر سے

نہایت اُلفتِ چاہِ ذقن مین دل پریشان ہی
کنوئین مین گر پڑا ہی ہو سکے اب کیا شناور سے

تمانے طالبِ دُنیا تو دُنیا رنگ پر آئی
کیے ہین اِس دُلھن نے لال کپڑے خونِ شوہر سے

نہین حاجت رہو ہمجنس ہمجنسون کے دُنیا مین
یتیمون کی بجُھی ہی پیاس کسدن آبِ گوہر سے

رہا بیتاب حرصِ زر مین یہ سیماب کی صورت
بناؤ تختۂ قبرِ ہوس مس کی چادر سے

چمن مین آکے زیرِ سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے تھے خم کے خم کبھی حلقے مین مستونکے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہی سر اک دورِ ساغر سے

غبارِ جہل اُڑا دیتا ہی فیضِ صحبتِ کامل
شعاعِ مہرِ تابان کم نہین سائے کو شہپر سے

جزاے خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آبِ خنجر سے

یہ ایما کسکے شہبازِ نظر کا تھا کہ رستے مین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازوے کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہی موے مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کے لیے بڑھکر ہی لنگر سے

ہوئین پُر نور آنکھین جلوۂ رخسارِ دلبر سے
ہمارا طالعِ خوابیدہ چونکا شورِ محشر سے

چھکا دے بادہ خوارونکو شرابِ روحِ محشر سے
مٹا دے ساقیا دورانِ سر کو دورِ ساغر سے

تڑپکر جب نکل چلتا ہون مین کوے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپسمین تیغین چشمِ جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدانِ خشک روتے ہین
چھپے گی روسیاہی خاک اِس پانی کی چادر سے

جوابِ خط نہین آیا ہی پیغامِ اجل آیا
لکھا تعویذ اُسنے قبر کا خونِ کبوتر سے

پلا دے بادہ ہمکو بخل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

مآل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
برنگِ اشک گرتا آئنہ چشمِ سکندر سے

درِ گوشِ صنم کے وصف مین لازم طہارت ہی
تیمم کیجیے گرد یتیمی لیکے گوہر سے

پر پرواز کی حاجت ہی کیا رنگ پریدہ کو
شکستِ خاطرِ اس طائر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منفعت ہون جو خالِ خطِ جانان کا ملا بوسہ
مگس کا شہد سے منہہ بھر دیا مورون کا شکر سے

کیا قمری کو صیادِ ازل نے سرو کا قیدی
شکار اُڑتے ہوئے طائر کا کھیلا تیر بے پر سے

مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہی سایہ خوف کے مارے صنوبر سے

تری تیغِ نگہ کا جب دمِ ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو واژون ہو تو کام آتی ہی کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیاگر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر اُسنے
کہ مقراضِ اُسیہ کی ظالم نے منقارِ کبوتر سے

پھولون مین اگر ہی بو تمھاری
کانٹون مین بھی ہوگی خو تمھاری

اُس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہی آرزو تمھاری

دو دن مین گلو بہار کیا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری

چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل
بو دے گئی گفتگو تمھاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہی
اتنی ہی اجل مین خو تمھاری

گردش سے ہی مہر و مہ کے ثابت
اُنکو بھی ہی جستجو تمھاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا
اشکون سے ہی آبرو تمھاری

لو سرد ہوا مین نیم بسمل
پوری ہوئی آرزو تمھاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہی کاکلِ مشکبو تمھاری

تنہا نہ پھرو امیر شب کو
ہی گھات مین ہر عدو تمھاری

جو ہی بہار اُسکو خزان کا خطر بھی ہی
ای باغبان بسنت کی تجھکو خبر بھی ہی

گاہک ہون خاک جوہریان کو نظر بھی ہی
یہ اشک خون تو لعل بھی ہی اور گہر بھی ہی

سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا
ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہی

محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ
ہمراہ زخم دل بھی ہی داغ جگر بھی ہی

کونین مین ہی جلوۂ حسن و جمال دوست
ہی ایک روشنی کہ ادھر بھی اُدھر بھی ہی

کیا یہ بھی تیری اُلفت عارض مین ہی مریض
تب بھی ہی آفتاب کو دوران سر بھی ہی

کیا فائدہ کرین جو رفو گر سے التجا
صدچاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہی

فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہی پاس
اُس گھر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہی

صدچاک ہی جو دل تو جگر داغدار ہی
دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہی

محبوبِ حق کا خاص یہ رتبہ ہی اے امیر
داخل ہو لامکان مین یہ حدِ بشر بھی ہی

عمر رواں کو جان کوئی موج آب کی
تارِ نفس لگا ہی چشم حباب کی

نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی
اللہ شام بھی ہوئی روزِ حساب کی

ہین وہ سیاہ کار ہون جب سے ہوا ہون دفن
چلاتی ہی زمین مری مٹی خراب کی

امیدوار بارشِ ابرِ کرم ہین ہم
بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب کی

اللہ ری قدر میرے گناہونکی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سو جانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون
کیا جلد کٹ گئی ہی گھڑی اضطراب کی

باندھی ہی سر و چھری گردون نے کیا ہوا
نکلی ہی برق اوڑھ کے کملی سحاب کی

مصروف یاد دوست ہون اے منکر و نکیر
پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی

ڈرتے نہین ہو ساقیِ کوثر سے واعظو
منبر پہ بیٹھکر یہ مذمت شراب کی

بلبل کے جذبۂ عشق سے گل اور اڑ چلے
کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہی مثل موج جو وہ تیغ آبدار
مٹھی مین جان رہتی ہی ہر دم حباب کی

ایک ایک تل ہی عارضِ جانان کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

یہ وجہ ہی جو عارض جانان پہ ہی نقاب — گرتی ہی جلد خوب حفاظت کتاب کی
اِن غافلون سے غفلتِ دل اپنی کیا کہین — یہ دے سکینگے خاک نہ تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ مُنھ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہی قدحِ آفتاب کی

چمکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی — جالی سے چھن رہی ہی کرن آفتاب کی
دولت لٹا رہے ہین وہ حسنِ شباب کی — کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی
کھوئی کدورتون نے ہماری صفائے دل — اس آئنے کی زنگ نے مٹی خراب کی
سجدے کیے یہ مین نے کہ خطِ جبین مٹا — ایسی ہوئی خوشی مجھے خطِ جواب کی
کیفِ ہواے وادیِ جنت سے مست ہون — آہو کی شاخ مجکو قلم ہی شرابِ کی
سوتے تھے وہ لپٹ کے کبھی ہمسے رات بھر — اَب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی
بولے وہ چاندنی مین ہوئے جب عرق عرق — گرمی ہی ماہتاب مین بھی آفتاب کی
ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحرِ حسن — دریا اُچھالنے لگے ٹوپی حباب کی
نقشہ ہی اپنے روے کتابی کا بھیج دو — ہی ہمکو نقل و اصل برابر کتاب کی
دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک — چادر ہلا رہی ہی جو ہر موج آب کی
انداز سے جو پاتی ہی باہر مرے گناہ — زور اپنا تولتی ہی ترازو حساب کی
کیا قہر ہی کہ روز قیامت ہوا تمام — دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی
واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے — قرآن مین تو طہور صفت ہی شراب کی
گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح سے مست — ساقی گلابیان ہین کہ قلمین گلاب کی

شہرت اگر نہ ہو گی ہو اس نام سے امیر
دنیا مین آبرو نہ رہے آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی — تھا بے دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی

کیا قہر ہے کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی
موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برق جمال تھی
مجرم بھیجیے تو طارم انگور کے تلے
انسان کا دل تلاطم الفت صد آفرین
کس شہسوار حسن کا ہے اسکو انتظار
آواز صور سن کے مین کیون اٹھ کھڑا ہوا
نقاش کیا تمام مرقع نے رو دیا
دنیا ہی مین منزل مجھے غفلت کی ہو گئی
اللہ رے جوش شرم معاصی کا بعد مرگ
تا سب پہ شان عفو نمایان ہو روز حشر
ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ
غم مین بشر ہو کیون نہ بشر کا شریک حال
احسان سر پہ ناخن شمشیر یار کا
دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا

بھیجا بہشت مین مری مٹی خراب کی
اک تہ اتر گئی تھی تمھارے نقاب کی
تارونکی چھاؤن مین ہو بہار آفتاب کی
دیکھو بساط کیا ہے غریب اک حباب کی
ابتک کھلی ہوئی ہین جو آنکھین کباب کی
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی
تصویر دیکھکر مری چشم پر آب کی
تعبیر خواب ہی مین ملی مجھکو خواب کی
چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی
چن لی ہے اسنے فرد ہمارے حساب کی
تلچھٹ ہوئی ہے ہمکو عنایت شراب کی
ٹپکی جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی
کیا دل سے کھولدی ہے گرہ پیچ و تاب کی
بلبل کے آنسوؤن مین ہے خوشبو گلاب کی

ان غافلون سے غفلت دل کیا کہین امیر
مروسے نہ دیکھ سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ چاٹ دون کرے نہ مذمت شراب کی
پردہ چمک ہے اسکے رخ بے حجاب کی
ساقی مین رند دیکھ کے دوزخ کو روز حشر
کیا بیحساب حشر مین چھوٹین گناہگار
گریان وہ ہون کہ جب مری تربت پہ آگیا

واعظ کے منھ پہ مہر لگا دون کباب کی
حاجت ہے کیا نقاب کی اسکو نقاب کی
سمجھا کہ گرم ہے کوئی بھٹی شراب کی
باری جو پہلے آئے ہمارے حساب کی
چادر چڑھائی ابر نے رو رو کے آب کی

قالب میں روح بند فرشتوں نے کی عبث — بیفایدہ غریب کی مٹی خراب کی
محرم عرق میں ڈوب کے آب رواں بنی — دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی
خواہش بجائے نشۂ موسوز دل کی ہے — ساقی شراب دے مجھے اشک کباب کی
حیران ہیں جا کے اہل عدم سے کہینگے کیا — جی بھر کے سیر کی نہ جہان خراب کی
مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا — قاتل ہے ہجر تیغ ہے موج اضطراب کی
کتنا دنی ہے چرخ جو مہماں ہوئے مسیح — دی ایک نان خشک انھیں آفتاب کی
دکھلا رہی ہے دختر رز رنگ برق طور — چوٹی ہے طور کی مجھے بوتل شراب کی
دی جان کسنے وادیٔ غربت میں تشنہ لب — ہے موج موج چاک گریبان سراب کی
فرقت میں ہے یقین کہ شب زندگی ہو صبح — پیدا ہے ورد دل میں چمک آفتاب کی
اُس بت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا — اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت میں دل جلاتی ہے بوے کباب امیر
رہ رہ کے موجیں آتی ہیں مجکو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے اُسے اضطراب کی — سطریں کہ پیچ و تاب میں موجیں ہیں آب کی
آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی — مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی
نیرنگیاں ہیں طرفہ رُخ بے نقاب کی — سُرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی
تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر — گھوڑے سے اُترو آنکھ بچا کر رکاب کی
رہ جاتے ہیں جسے آفتاب حشر — تصویر ہے وہ دختر رز کی رکاب کی
وہ بدنصیب ہوں کبھی جاؤں جو میں اُدھر — اُڑ جائے میکدے سے ہر اک بط شراب کی
لخت دل برشتہ نکلتے ہیں چھید کے ساتھ — ہر قطرہ آہ سیخ ہے گویا کباب کی
ساقی وہ ہمکو موسم گل میں شراب دے — خوشبو ہو جسمیں مشک کی رنگت شہاب کی
وہ بے نشان ہیں کہ فرشتوں کو روز حشر — ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقتِ شناختِ نزاکتِ جانان کو دیکھنا
عاشق پسند کیون نہ کرین زہرِ چشمِ یار
طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہی ذائقہ
رکھو کمر پہ دست حنائی نہ رقص مین
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہِ شوق مین

موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی
سیکش کو خوشگوار ہی تلخی شراب کی
ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی
اس موکو احتیاج نہین کچھ خضاب کی
میرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مست بیخبر ہی نہ سمجھے گا واعظو
کہیے امیرؔ سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش ہین اُسکا روزنِ دیوار بند ہی
خلقت کو ہی یہ اُسکے نظارے کا اشتیاق
رُستم کا منھ ہی یہ کہ دمِ جنگ مُنھ چڑھے
توبہ کا در تو وا ہی وہین جا رہین گے ہم
خوش چشم جتنے ہین وہ تجھے دیکھکر ہین غش
یوسفؑ کو پوچھتا نہین کوئی ترے حضور
بُلبُل کو وصلِ گُل ہو مبارک کہ دیر سے
چُپ لگ گئی ہی تیرے لبِ لعل کے حضور
یارب جہان مین عید ہو جاوے یہ صیام
سبحہ سیلے تھا ہاتھ مین ای بُت جو کل تلک
اِرشاد جو ہُوا تھا زبان سے دمِ نخست
اورون کا ذکر کیا لبِ جان بخش کے حضور

کیا آنکھین کھولیے رہِ دیدار بند ہی
کھڑکی ابھی کھُلی نہین بازار بند ہی
لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہی
کچھ غم نہین اگر درِ خمار بند ہی
گلشن مین چشمِ نرگسِ بیمار بند ہی
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہی
سوتا ہی باغبان درِ گلزار بند ہی
مانندِ غنچہ لال کی منقار بند ہی
مدت سے میفروش کا دربار بند ہی
وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہی
بندہ اُسی کا آج تلک کار بند ہی
عیسیٰؑ کا ناطقہ دمِ گفتار بند ہی

اظہار خط ہی اُس رخِ گلرنگ پہ امیرؔ
یا گُل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہی

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اُس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جاکر مسیح اور مریضون کو دین شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہی لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہی قصۂ موسیٰ و لیسل ہی
اچھون کی بھی برون کی دعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال گرد کدورت سے خوب تھا
اس آئنے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہی دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہُدہُد سے بنگئی جو ہما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہین اے امیر
بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب اُنکے گنہگار لے چکے
وہ بہر قتل میان سے تلوار لے چکے

جس طرح ہوگا ناز بتون کے اُٹھائینگے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار لے چکے

دھمکا رہی ہی گرمی بازار حشر کیا
ایسے حرارے تو ترے بیمار لے چکے

ہم بڑھ چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چکے

طاؤس و کبک خاک اُڑائینگے اُنکی چال
ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لے چکے

دیکھین کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیان خمار مین میخوار لے چکے

ٹھہرے جو کوے یار مین دربان نے یون کہا
آگے بڑھو کہ دم پس دیوار لے چکے

وہ حسن اب کہان کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائین گیسوے خمدار لے چکے

بس بس زبان روک لو آغا نہ بڑھ چلو
ہم چپ ہین آپ دون کی سو بار لے چکے

ملتی نہین ہی نقد دو عالم پہ جنس وصل
قیمت یہ ہی تو مول خریدار لے چلے

پروا ہے جسم کیا صدفِ بے گہر ہی آپ
جلاد جان سا دُرِ شہسوار لے چلے

اہلِ جہان کو بسترِ آرام ہو نصیب
کروٹ کہین زمانۂ غدار لے چلے

کیا ہاتھ آئے اہلِ ہوس کو وہ مشک زلف
سودا یہ جان دے کے خریدار لے چلے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم تعزیہ بھی بن کے عزادار لے چلے

کب تک کٹے امیر پریشانیون مین عمر
بل کی کہین وہ طرۂ طرار لے چلے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہی
آنکھ بھی شکلِ دہن ہم سے چُرا رکھی ہی

کھینچ شمشیر ادا میان مین کیا رکھی ہی
یہ بھی کیا گھات ہی قاتل جو چھپا رکھی ہی

ہجو می بیٹھ کے مسجد مین نہ کر اے واعظ
ایسی شے ہی کہ قیامت پہ اُٹھا رکھی ہی

اِک ذرا وحشتِ دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد مین مجنون نے اُڑا رکھی ہی

بزمِ مے مین جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہی

نگہِ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہی حلال
یہ ادا کسکے لیے تو نے اُٹھا رکھی ہی

سامنے کر کے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہی

نہ دکھاتے ہین کمر کو نہ دہن کو یہ بت
اچھی جو چیز بھی وہ آپ اُٹھا رکھی ہی

حشر کے دن نہ شکایت مین کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اُٹھا رکھی ہی

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
مین یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہی

غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہی جو تمنے بنا رکھی ہی

جا کے لے آئے اُسے پھر نہ مین جھگڑون نہ لڑون
مختصر بات ہی ناصح نے بڑھا رکھی ہی

نزع مین آؤ تو اُسکو بھی تصدق کر دین
جان اک سدِ رمق ہمنے بچا رکھی ہی

یار مختار ہی جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردنِ عجز تہِ تیغِ رضا رکھی ہی

کیا دُور ہی یہ اُسکے جمال وجلال سے
چلتے سے چھین لے کمر آنکھین غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اُس رخ کی خال سے
ابرو نے بڑھ کے نیچہ چھینا ہلال سے

واقف ہون اہل غیب جو اپنے مآل سے
سرمہ بھی پھر لگائیے تو گرد ملال سے

بوسہ نہ کس حسین کا ملا باغ حسن مین
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہی وہ نگار
آئینہ شہر مین ہی ہجوم مثال سے

یہ کیف حسن ہی کہ تصور سے ہوش اُڑین
ہوتا ہی مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا مین چین گوشۂ ابرو سے ہو کے صید
مارا فلک نے تیر کمانِ ہلال سے

بندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال
واقف ہی کون مصلحت ذوالجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ
گل تکیے بن کے چھوٹ گئے کیا ترے گال سے

سنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا
خوشبو مین بڑھ کے زلف سے نکہت مین گال سے

صیاد مین تو طائر رفعت پسند ہون
لٹکا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال مدجو گرا دین مآل سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا اُنکا صاف دل
چمکا یہ آئینہ مری گرد ملال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہیں مجھ مست کا لیا
تم نے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے

چاہِ ذقن مین دل ہی مین غافل ہزار حیف
یعقوبؑ کو خبر نہیں یوسفؑ کے حال سے

دونون جہان مین ہی قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

مُردے پہ میرے آ کے نکالا غبار دل
مٹی وہ دے گئے مجھے گرد ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے
کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کٹ رہی ہی قضا مارے شرم کے
چلتی ہی تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے
ایسے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہیں جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہی فسان پر لگی ہوئی ۔ دل کی نہ بجھے گی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہی یقین ۔ فرد حساب ہی سرِ دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی مجھ سا کہان راہِ عشق مین ۔ قدمون سے میرے رہتی ہی ٹھوکر لگی ہوئی

کرے مین اُسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز ۔ چلمن کے پیچھے اور ہی چادر لگی ہوئی

جلتا ہی سینہ بہتے ہین آنکھون سے اپنے اشک ۔ باہر ہی آب آگ ہی اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہی دل سے رخِ آتشین کا دھیان ۔ لو آگ سی ہی مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ ری دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق ۔ ہی ہمسکو ٹکٹکی تہِ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزشِ پروانہ شمع سے ۔ آنسو روان ہین خاک ہی منھ پر لگی ہوئی

غم سے بقائے دل ہی تو دل سے بقائے غم ۔ دونون طرف ہی شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حسن چہرۂ صیقا د آئینہ ۔ ٹٹی ہی مثل سدِ سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خمِ سپہر گرا جام آفتاب ۔ یان ہی اُمید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہی راستی مزاج مین کہتا ہی صاف صاف ۔ رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اُسکے رُخ و چشم کا ہی عکس ۔ نرگس ہی یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش ۔ کو ہی اسے بھی صورتِ گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے ۔ یان آنکھ چھت سے رہتی ہی شب بھر لگی ہوئی

عالم ہی کیا شراب کا مینائے صاف مین ۔ تصویر سی ہی یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے ۔ ہر دم یہ آس ہی تہِ خنجر لگی ہوئی

آبِ خضر ملا نہ سکندر کو اے امیر ۔ ہر سعی مین ہی شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی ۔ دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ ماہرو ۔ آنکھین ہین شام سے طرفِ در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے
رٹ تیری نام کی ہی برابر لگی ہوئی

خط میرا ایسلیے کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضائے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہی صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہی جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہی خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہی نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو ستون پہ آئنہ
ہی دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جدا ہین ہم
ہی بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دورِ فلک سے انکو نہین بوریا نصیب
جنکے لیے تھی مسندِ پر زر لگی ہوئی

دُر دِ سخن سے معنی رنگین کو کیا خطر
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین مین بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہی سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قدِ یار کے لکھتا ہی یہ بلند
کیا ہی قلم مین شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش نہین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اشکونکی یان جھڑی ہی برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین تونکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آب خنجر قاتل سبیل ہی
ہی ہمکو پیاس واے مقدر لگی ہوئی

ای ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کی تو بسملون سے کہی پر لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس ہی جلتا ہی یان جگر
لا جلد برف مین مۓ احمر لگی ہوئی

جائیگا سوے زلف دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دامن ہی مثل سکندر لگی ہوئی

خوش خرامی پہ جو اُس بت کی طبیعت آئی
چال اُٹھانے کو دبے پانون قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

ای اجل باندھ کمر وقت ترا آ پہونچا
دن ڈھلا دیکھ وہ شام شب فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب ای یار قیامت آئی

دلِ پُرسوز کا نوحہ جو مین پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم مین رقت آئی

تیغ قاتل سے تھی امید بڑی وائے نصیب
وہ بھی مُنھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ مین نے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے وہ دیکھیے پھر آپ کی شامت آئی

حال بیمارِ محبت کا یہ آخر کو ہُوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل مین کھٹک درد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

اُلفتِ ساقیٔ کوثر کی جو یاد آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلیدِ درِ جنّت آئی

میہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حسرت آئی

ذرّے عکسِ رُخِ روشن سے بنے ریزۂ زر
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرۂ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حُسن طبیعت آئی

ہون وہ مایوس کہ دُنیا سے جو اُٹھا ہون امیر
گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

نگہِ ناز کام کرتی ہی
دم مین تیر کی تمام کرتی ہی

آکے محفل مین دخترِ رز شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہی

ٹھہرے ہین دل مین میرے یون غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہی

جانتا ہون وہ بیدہن ہین مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہی

بد بلا ہی تری سیاہی خط
صبح عارض کو شام کرتی ہی

شیخ صاحب اُٹھا کے دیکھو آنکھ
دخترِ رز سلام کرتی ہی

کیا وہ آئینگے میری میت پر
خلق جو اژدحام کرتی ہی

ڈر کے میری شبِ جدائی سے
کالکا رام رام کرتی ہی

اُسکے کوچہ مین روح خواب مین روز
سیرِ دار السلام کرتی ہی

چلتی ہی جس جگہ کہ تیغ اُسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہی

شب کو ہوتا ہی وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہی

اُلفت اُسکی مٹا مٹا کے مجھے
ای امیر اپنا نام کرتی ہی

بہار آئی عجب حالت ہی ان روزون مرے دلکی
جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقار ین عنادل کی

سفر مین مجھسے کہتی ہی کشش ہر دم مرے دلکی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

جہان سے اُٹھ گئے تو اُٹھ گئے ہم کچھ نہین پروا
غضب یہ ہی کہ گردن اُٹھ نہین سکتی ہی قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہی
نگاہِ حسرت آلودہ نہین دیکھی ہی بسمل کی

بھلا دیکھون تو وہ کیونکر نہین آتے ہین گھر میرے
اگر ہی عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دلکی

گریبان پھاڑ کر سیرِ چمن کو مثل گل چلیے
جنون انگیز پھر آتی ہین آوازین عنادل کی

غرورِ حسن تمکو ہی کمالِ عشق مجکو ہی
کہو تم میرے دلکی یا مین کہدون آپکے دل کی

تمھارے حسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد ای ساقی
ترشح ہو رہا ہی کچھ ہوا ہی سرد ساحل کی

کسی کو دہر مین پہچانتا ہی کون ای غربت
شناسائی ہی کچھ ان راستے والون مین منزل کی

چھپایا سب سے منھ ملکر ہمارے خون کی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگانِ راہ اُلفت خوب سوچے ہو
یہان کیسی مصیبت مین پڑی ہی جان قاتل کی

یہ تیرے زلف کا عقدہ نہین وا ہو جو شانے سے
ارے نادان بہت مشکل سے کھلتی ہی گرہ دل کی

تامل سے جو دیکھا بر گہا سے غنچۂ گل کو
نظر مین پھر گئین سب صحبتین یاران یکدل کی

کلیجا منھ کو آجاتا ہی دل پہرون تڑپتا ہی
مرے دردِ جگر مین بھی چمک ہی تیغ قاتل کی

جہان بدلا مزاج اُس ترک کا چڑھنے لگی تیوری
ذرا قاتل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی جان لیتی ہی
کہے دیتے ہین ہم اچھی نہین ہی دل لگی دل کی

بہے بحرِ فنا مین جلد یارب لاش بسمل کی
کہ بھو کی مچھلیان ہین جوہرِ شمشیرِ قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہِ قیس مین لیلیٰ سے آرایش ہی محفل کی

بسی گورِ غریبان جس کسی کا گھر ہُوا ویران
مسافر پڑ کے سوئے جاگ اُٹھی تقدیر منزل کی

جہان رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہین دیتا
تڑپنے کا مزہ کھوتی ہی جلدی میری قاتل کی

جنابِ عشق سے فریاد ہی برباد ہوتا ہون
لٹا جاتا ہون مین بیکسی ہائی شاہ عادل کی

تری پلکون کی فردین دیکھ کر ٹھہرا دلِ عاشق
سیاہ ہے ان صفون کا ہی سیاہی شام منزل کی

دہانِ یار کے آگے سکوتِ غنچہ زیبا ہی
خموشی چاہیے نادان کو صحبت مین عاقل کی

نہالِ عشق کو رو رو کے ہم سرسبز کرتے ہین
نہین آنکھین یہ دو نہرین ہین اپنے گلشنِ دل کی

فلاطون خم مین بیٹھا ہی شرابِ مرگ پینے کو
نہین حکمت سے خالی بات کوئی مردِ عاقل کی

وہ لاغر ہون جوانی مین نہین کھنچین ہین گرم آہین
شبِ تاریک مین ٹھنڈی ہین شمعین خانۂ دل کی

حسینانِ جہان رہتے ہین جہان عکس کی صورت
بنا ہی خشتِ آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دو چار دانے حاصلِ کشتِ محبت ہین
نہین اشکِ مسلسل بالیان ہین خرمنِ دل کی

کسی کا ساتھ کب دیتا ہی کوئی بیقراری مین
تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظرون مین سمایا ہو گیا عشاق کا مہمان
جنھین کہتے ہین آنکھین کھڑکیان ہین خانۂ دل کی

مری کشتی برنگِ موج اس بحرِ حوادث مین
کنارے تک اگر پہونچے تو ٹکر کھائے ساحل کی

ازل سے ہی مآلِ کارِ بے مغز و نکا ناکامی
کفِ دریا کی قسمت مین لکھی موج ساحل کی

امیر آئیگا روزِ عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و در پر چشمِ بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہی بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہی رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہین مژگانِ تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دستِ موج نے دامانِ ساحل کی

تڑپ جاتا ہی دل اہلِ کرم کا جوش مین آکر
چمکتی ہی جو بجلی شعلۂ آوازِ بسمل کی

غبارِ دہر سے کیا آشنائی بحرِ عرفان کو
پڑی کب دیدۂ ماہی مین اُڑکر گردِ ساحل کی

کفِ ساحل نہین ہی کشتیِ دریاے بے آبی
اُسی دریا کی موجین ہین لکیرین دستِ ساحل کی

خیالِ نیستی یہ ہر قدم تھا دشتِ ہستی مین
مٹا جو نقشِ پا مجکو بتا دی راہ منزل کی

وہ عاشق ہین کیا جب قصد سونیکا اندھیرے مین
چکوروں سے سُنی ہمنے کہانی ماہِ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین
جھڑی ہی رات دن بارانِ ابرِ تیغِ قاتل کی

وہ پیاسا ہون تلاشِ آب مین جسبدن مین جا نکلون
کرے ریگِ روانِ دریا کو اُڑکر گردِ ساحل کی

و مشتاقِ شہادت ہون جو اوچھے زخم بھی کھاؤن
نہ چھوڑے چاندنی مجکو مہِ رخسارِ قاتل کی

خلایق نے یہ وقتِ دفن دی ہر رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویشِ سائل کی

تعجب کیا جو کوسون دشمنِ روبہ منش بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہی شمشیرِ قاتل کی

بجا ہی گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہی محفل کی

جو ہم سا رند ہوجاتا تو کیون پڑتین یہ تسبیحین
اُٹھائین اپنے ہاتھون شیخ نے کڑیان سلاسل کی

ازل سے ہی جو اُس زہرہ شمائل سے امیر الفت
خمیرِ دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہِ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی
خوب اُسنے دواے دلِ بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین
قاتل نے کہان حسرتِ دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سرِ بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصّے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیّاد کا رُخ دیکھ لیا چاک قفس سے
یہ ہمنے قفس سے رہِ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے
ہر بات مین اِک تہ دمِ گفتار نکالی

کہتے ہین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منھ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوے گلِ وحدت
منصور کی جب روح سرِ دار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسیٰ کو مرے شکوۂ تعظیم
کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہی جو نشتر کی طرح دل مین امیرؔ آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پُرفن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگِ گردن ڈالے

کیا کرین طالبِ دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اُسکا رخِ روشن ڈالے

سارا پردہ ہی دوئی کا جو یہ پردہ اُٹھ جائے
گردنِ شیخ مین زنّار برہمن ڈالے

قابلِ دید ہی وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین خُلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ کی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سرِ مدفن ڈالے

رنگ اُس لعل مسی زیب سے ملتا ہی کہان
منھ گریبان مین تو اپنے گلِ سوسن ڈالے

لوٹتی برق سرِ طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادیِ ایمن ڈالے

اُڑ چلے رقص مین پرواز کو پر پیدا ہو
اپنے کاندھے پر اُلٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتۂ انداز کے کس طرح سے پامال نہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخمِ نگہِ ناز رفو ہوتے ہین
کہو ڈورے سے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہی چھپائے سے امیرؔ
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہی
تجھی پر آنکھ بس اے رشکِ ماہ پڑتی ہی

وہ چشم مہر سے دیکھے یہ مجھے امید نہین
گدا پہ کب نظرِ بادشاہ پڑتی ہی

بلاے جان دو عالم ہی جسکی برق جمال
اب اُسکے چہرے پر اپنی نگاہ پڑتی ہی

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر | کہ کشمکش مین وہ زلفِ سیاہ پڑتی ہی
وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن | بدن پہ اُٹھ کے اگر گرد راہ پڑتی ہی
ستا نہ خاطرِ مظلوم کو ڈرا اے ظالم | پڑے نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہی
عجیب حال ہی کچھ کوچۂ محبت مین | بلا مین جان یہان بیگناہ پڑتی ہی
چمن کی سیر کو جاتی ہی روح ای صیاد | قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہی
جنون مین دشت سے بھی بھاگتا ہون مین کوسون | نظر جو صورتِ مردم گیاہ پڑتی ہی
پڑے ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد | کنارے نہر کے جیسے سیاہ پڑتی ہی
گہن مین خط کے وہ رخ دیکھکر ہوئے ششدر | گڑی تو تم پہ بھی ای مہرو ماہ پڑتی ہی
وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پر | نہ گرد راہ نہ گردِ نگاہ پڑتی ہی
پنھاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر | ہزار پانون پہ زلفِ سیاہ پڑتی ہی
عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر | کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہی

دیا ہی یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امیدِ رفاہ پڑتی ہی

درد پہلو کی یہ شدت ہی کہ رنگت فق ہی | زخم وہ دل مین ہی کاری کہ کلیجا شق ہی
عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہی | اسکو کیون مشق جفا اُسکا جگر کیون شق ہی
سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم | بول اُٹھین بت بھی گواہی مین کہ حق ہی حق ہی
غرق عصیان سے بچا اشک کو ہو بیڑا پار | چشمۂ قلزم عصیان کے لیے زورق ہی
رشتۂ آسودہ ہون لاغر غم عریانی مین | حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہی
تو گر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم | ذوق جب تک نہواے شیخ عبث ہو حق ہی
ہون مین وہ دل سوختہ دنیا مین جدا دنیا سے | شمع سے جامۂ فانوس کہان ملحق ہی
کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری سے دل زار | خوف سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہی

لب جان بخش سے کلی مرے مرقد پہ کرو
حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہی

زاہد و ساقی کوثر مجھے کیون دینگے شراب
دختر رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہی

خوف معتوبی آدم سے ڈرا ہی ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہی

عشق مین پار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھین
ہم شناور نہین یہ قلزم بے زورق ہی

ڈرِ مضمون دمِ تحریر نکلتے ہین امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہی

یہانتک مجکو ہنگام خوشی ہی آرزو غم کی
اُٹھا رکھتا ہون روزِ عید پر مجلس محرم کی

ہین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم سے دوا غم کی
ہوا آیا منھ چبا لی چھالیا مین نے نخل ماتم کی

منا ہی کوچۂ محبوب مین ہی نالۂ غم کی
غضب ہی اب تو وہ جڑ کاٹتے ہین نخل ماتم کی

قطار مور جس جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون
سلیمان اُٹھ گئے شاید یہ صف ہی اُنکے ماتم کی

ترا غمزہ ہی وہ طرار جب گلشن مین آیا ہی
گلونکی جیب کتری ہی گرہ کاٹی ہی شبنم کی

خیالِ دختِ رز مین آگیا ہی مجھکو غش ساقی
کھلین آنکھین اگر پاؤن ہوا دامان مریم کی

ستایا اسقدر ان مردمِ ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی تربت مین آدم کی

الٰہی ہی یہ لشکر کس سلیمانِ پری وش کا
بلائین لیتی ہین پریان ہوا پر زلفِ پرخم کی

ہمارے نالۂ دل سے ہی گرم نالہ ہر بلبل
نہین کس گلستان مین شاخ اپنے نخل ماتم کی

یقین ہی روزِ محشر تک رہے اولاد مین جھگڑا
ہماری غیر کی ہی دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
بہار اسمین ہی جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لائے گوئی ہم تک وحشی گیسوے پیچان کو
مچائینگی یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھرے ہین دل نے گوشِ یار کیا کہکر
ہوا ہین آگئی ایسی نہین سنتے ہین مرہم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعا سے نور پڑھ کر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشتِ مجنون کا ہی مشتِ استخوان مجنون
مثل سچ ہی کہ رستم سے سوا ہی دھاک رستم کی

نہین ہی شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندھ لی داغونکی آنکھو نیر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گلِ رعنا مری آنکھون مین نیرنگی ہی عالم کی

ملا غازہ تو پایا آرسی نے رنگ آرایش
چنی افشان تو آئینہ کی قسمت اور بھی چمکی

جلانا مارتا ہی کام ان خورشید رویون کا
کہ جی اُٹھتے ہین ذرے موت آجاتی ہی شبنم کی

فراقِ یار مین ہون اسقدر محزون ہین ای قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف ہنجاے ماتم کی

امیر اُس سرورِ عالم کی کیا توصیف ہو مجھسے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہی بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہی یا کوئی کلی ہی نخلِ ماتم کی

نہو جسمین تجلی تجھ سے محبوبِ دو عالم کی
وہ جنت جل کے یارب خاک ہو جائے جہنم کی

اُدھر ہون عیش کی باتین کہانی ہو اِدھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوائے عشق سر مین دل مین رنج و یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشتِ خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہی کس شہیدِ ناز کی مجلس
کہ غنچون کے چٹکنے مین صدا ہی نخل ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن ہی عشق مین یارب
پھکا جاتا ہی تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اُس حور کا دل کیا ہماری سوزشِ دل سے
گئین جنت کو کچھ چنگاریان اُڑ کر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑ کر دل کا تماشا کر
شبیہین اُس ورق پر کھینچدی ہین دونون عالم کی

اُڑائے رنگ غنچہ سیکھ لے گل کی روش اے دل
کہ منھ سے کچھ نہ کہہ کانون سے سنکر سارے عالم کی

ازل مین وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھین آجتک کھلتی نہین بادام توام کی

زمانے بھر کی ایذاؤن سے چھٹی مر کے ملتی ہی
لحد کہتے ہین جسکو ہی وہ سرحد کشور غم کی

پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہی
نہین وہ ابن آدم خو نہین ہی جسمین آدم کی

رہے سینہ سپر کیا کیا شعاعِ مہر تابان سے
کھنچین سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ ہچکے گنگری کے آرہے ہین ہچکیان کیسی
نہین یہ حلق بسمل بالنسلی ہی مطرب غم کی

ہوئی کس کس کو خجلت ایک بیر قتل ہوتے ہو ہی
تمھاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہی
دکھایا گرم و سرد دہر داغ و اشک نے مجکو
یہ شوقِ میکشی ہی سایۂ انگور کے نیچے
سوا خورشید رو ہونگے کسی پر مین نہ مائل ہون

پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی
کہ چلکر دو قدم صورت بدل ہوتیہے ہو عالم کی
کہہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہی ایذا اشکو شبنم کی
ہوا کھانے کو روح آتی ہی ابتک حضرت غم کی
الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکست شیشۂ دل سے امیر آیا ہی غش مجکو
چھڑک کر مے سنگھا دے کوئی مٹی ساغرِ جم کی

مجھو مست کو مے کی بو بہت ہی
موتی کی طرح جو ہو خداداد
جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
بے کیف ہو مے تو خم کے خم کیا
کیا وصل کی شب مین مشکلین ہین
منظور ہی خون دل جو اے یاس
اے نشترِ غم ہو لاکھ تن خشک
چھیڑے وہ مژہ تو کیونہین رو دون
غنچے کی طرح چمن مین ساقی

دیوانے کو ایک ہو بہت ہی
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہی
مجکو اے درد تو بہت ہی
یہ دور کی گفتگو بہت ہی
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہی
فرصت کم آرزو بہت ہی
اتنے سے لیے آرزو بہت ہی
تیرے دم کو لہو بہت ہی
آنکھون مین خلش کو مو بہت ہی
اپنا ہی مجھے سبو بہت ہی

کیا غم ہی امیر اگر نہین مال
اِس وقت مین آبرو بہت ہی

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے
تسکین ہو ایک جام سے کیا اُسکو ساقیا

غم کیون نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے
جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے

وحشت ذرا کسو کی ترے مست کو نہین
قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے

قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا
آب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے

آئے جو میکدے مین کرے مست کیون کمی
شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے

دیکھے وہ خطِ سبز جو سبزہ تو رشک سے
کیون گھونٹ زہر کے نہ لبِ آبجو پیے

منظور چرخ ہی کہ امیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابروے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
خوب مطلع ہی یہ اللہ کرے یاد رہے

زعفران زار مین بھی گر دلِ ناشاد رہے
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

ہون وہ مقتول کہ مرے قتل کی ایسی ہو خوشی
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے

پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے
کہدو ہر باغ کے دروازہ پہ فصاد رہے

رشک ہی بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہی
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے

ہم جو پہونچے تو لبِ گور سے آئی یہ صدا
آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے

آنکھین مرجانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو
کہیے وہ حکم رہے کہیے یہ ارشاد رہے

اُسکی تصویر مین اس درجہ نزاکت کا ہو صرفہ
لوح باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے

آشیانے سے نہ مطلب ہی نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسملون کی نگہ یاس بُری ہوتی ہی
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہونگا یہ ابھی کہتے ہو
سامنے اُنکے بھی جب حضرتِ دل یاد رہے

ہون وہ غم دوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون
درد کا دل نہ دکھے خاطرِ غم شاد رہے

حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو
کہ مبادا انھین بھولے تو مجھے یاد رہے

بحر ہستی مین حبابِ لب دریا کی طرح
ہم رہے کب جو کہے کوئی کہ برباد رہے

مین اگر غیر کوئی ہون تو مجھے وہ بھولے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

زار ایسا تھا کہ مین دشت جنون مین نہ ملا	ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ وہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل نہو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس کے یہ ناشاد رہے	قیس کا داغ کہ اسمین غم فرہاد رہے
دل اُن آنکھون کے تصور سے مرا شاد رہے	قاف پریون سے جنان حورونسے آباد رہے
قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر	اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے
طول فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے	نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے
جب کیا ہمنے گِلا اپنی پریشانی کا	زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے
کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ ری خوشی	ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے
ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خطِ آزادی	ہی یقین حرفون مین شانِ خطِ عداد رہے
لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت	دل سے نکلے تو کہان جا کے یہ فریاد رہے
کون پروانہ یہان شمع سر طور کا ہی	جلوہ افروز ترا حُسن خداداد رہے
ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو	نہ اِسے یاد رہے ہم نہ اُسے یاد رہے
واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون	مُنھ دمِ ذبح سوے خانۂ صیّاد رہے
شادی و رنج زمانے مین ہین توام ای دل	کچھ تو ہونٹھون پہ ہنسی بھی دمِ فریاد رہے
گھُل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب	ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
کانٹے اُلجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین	دامن اِس ڈر سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچۂ جلّاد رہے

دل کو طرز نگہِ یار جتاتے آئے	تیر بھی آئے تو بے پر کی اُڑاتے آئے
فاتحہ دینگے نہ پانی پہ بھی دو روز کے بعد	تا درِ گور ہمین جو خاک اُڑاتے آئے

ہم

جام کوثر سے ہی کیا کام ہمین اے رضوان
آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے

مے کشی کی ہی خوشی ہجر مین کسکو ساقی
لگئے ابر تو اور آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوے حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اڑاتے گئے ہم خاک اڑاتے آئے

بادشاہون کا ہی دربار در پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہمپر روشن
کہ ہمیبر بھی ترے ناز اٹھاتے آئے

چھپ کے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو
اپنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر
ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے

بے سبب در پہ یہ بلوہ نہین غالب ہی کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اٹھاتے آئے

محو جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یو نہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منھ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھرّے اڑاتے آئے

کیا کہین گے کوئی محشر مین جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتون کو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بدنام نہون دھوئیے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہی تدبیر اپنی
طوق بنتا ہی گڑھی جاتی ہی زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آتی ہی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہون مین تصویر اپنی

قید ہو کر ترے گیسو مین یہ رتبہ پایا
نذر دی قید نے لا کر ہمین زنجیر اپنی

جان نثارون سے وہ کہتے ہین چڑھا کر تیوری
آجکل جھولتی ہی عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگان مین شب ہجر جو چلاتے ہین ہم
چار سو جاتی ہی آوارہ ہو تیر اپنی

مے کشی کون کرے چور ہی یان شیشۂ دل — ساقیا پھوٹ گئی ہجر مین تقدیر اپنی
حاجتِ تیر و کمان کیا ہی تجھے چل تو سہی — گردنین کاٹ کے خود لا ئینگے نخچیر اپنی
تکو پھولون کے چھپر کھٹ ہین کانٹے ہین نصیب — خیر قسمت وہ تمھاری ہی یہ تقدیر اپنی
آنکھین چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حُسن — شمع چہرہ ہی ترا آنکھ ہی گلگیر اپنی
حضرتِ قیس جو ملجائین تو اتنا پوچھین — ہی گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی
یوسفِ مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون — بھیج دیتا ہی وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

ای امیر اُٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا دمِ مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکۂ عشق مین مجکو جھک ہی — برشِ خنجرِ سفاک مرے دم تک ہی
گھورتی ہی یہ جوانانِ چمن کو ہر دم — نرگسِ باغ سے بُلبل کو بجا چشمک ہی
حُسن یکتا کا ہی پرتو بھی جہان مین یکتا — زاہدا کیون تجھے یکتائی بت مین شک ہی
جنگ عاشق کے لیے حُسن زرہ پوش ہوا — کون کہتا ہی رُخِ صاف پہ یہ چیچک ہی
شب بھر آغوشِ گلستان مین ہی شبنم کی جگہ — رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہی
فرش سے عرش تک آئینہ ہی سب فکر کے وقت — آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہی
رکھ قدم بڑھ کے درِ دل پہ تو منزل کو پہونچ — شہر آبادِ محبت کا یہی پھاٹک ہی

نہین دیوانہ اگر لائقِ تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکف دہر مین ہر کودک ہی

تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے — اخترِ گردون جگہ پاکر جبین پر گر پڑے
رات کو ہو فکر آرایش جو اُس گل کو تو ماہ — چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے
نامہ ہم افتادگون کا جب کبوتر لیچلا — اُڑتے ہی اُڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے
آشیانہ دور ہی صیاد آپہونچا ہی پاس — کیا کرون پرواز کی طاقت نہین پر گر پڑے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دلِ صد چاک پر — یا الٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جائے گلشن میں جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ — سر جھکا کر اُسکے پائے نازنین پر گر پڑے

قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمھارا آئے یاد — چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

وہ شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کمان — نسرِ طائر جوڑ کر گُنبد سے زمین پر گر پڑے

بار مو پر آ جائے تیغِ قامتِ قاتل اگر — شاخِ طوبیٰ اُلٹ کے دوشِ حورِ عین پر گر پڑے

پھنس کے چھوٹے لذتِ دنیا سے کیونکر بوالہوس — کسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتابِ عارضِ ساقی اگر چمکے بہت
خاک ہو کر برقِ آبِ آتشین پر گر پڑے

جب تک وہ پلک بر سرِ بیداد نہ آئی — تجھ میں چمک اے جوہرِ فولاد نہ آئی

کب گور میں خنجر کی رگڑ یاد نہ آئی — کب روح سوئے کوچۂ جلاد نہ آئی

شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑوں کاٹے — کچھ کام سبکدستیِ فرہاد نہ آئی

بالوں کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کسدن — کب آئینہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعوائے دیت حشر میں کس سے میں کرونگا — حیرت سے نظر صورتِ جلاد نہ آئی

طائر ہیں وہ ہوں پاؤں نہ گلزار میں رکھا — جب تک خبرِ آمدِ صیاد نہ آئی

سچ ہے یہ مثل جان ہے اپنی تو جہان ہے — مُردے کو عزیزوں کی کبھی یاد نہ آئی

غش صورتِ موسیٰ میں ہوا سامنے اُسکے — تاب نظرِ حسنِ خداداد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمکِ چشم کو وہ خال — انسان کو نظر صورتِ ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا — تجکو روش اے خامۂ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرے اُسکی نظر سے — کچھ ذہن میں اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

قیدِ غمِ محبوب ازل ساتھ میں لایا — روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اُنسے ملاقات کی اُمید ہو مجکو — عرشی بھی مری ہو کے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دُنیا نے بہت مانگ سنواری — پھندے مین مری خاطرِ آزاد نہ آئی
مضمون سے پسِ مرگ مرا نام ہی زندہ — کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیرؔ اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد نین کیفیت اُستاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے — جواب پانؤن جو دیتے تو سر کے بل جاتے
عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے — وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے
ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی — تو ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے
جنون کے جوش مین بھٹکتی نہ راہ مُلکِ عدم — بڑے مزے مین پہونچتے جو آجکل جاتے
سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا — جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے
بچائی داغ نے زندانیانِ زلف کی جان — نہین تو گھٹ کے اندھیرے مین دم نکل جاتے
بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے ای زاہد — خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے
شبِ فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ — غریب خانے کے دو جھوپڑے بھی جل جاتے
جھڑی نے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہی — برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے
دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا — اجل کے پانؤن پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے
پتنگ بنکے لپٹتے تو شمع رویون سے — وہ ہم نہ تھے کہ تپِ ہجر سے نکل جاتے
تلاشِ رزق مین گردش ہی ای ہوس بیسود — نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبولِ خاطرِ روشندلان اگر ہوتے
امیرؔ نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقامِ وجد ہی ای دل کہ بزمِ یار مین آئے — بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے
خداوندا نہ زنگ اُس ترک کی تلوار مین آئے — کہین دھبّا نہ میرے زخمِ دامندار مین آئے
مرے گھر کی طرف بھی عالمِ مستی مین آنکلے — ترنگ ایسی کبھی یارب مزاجِ یار مین آئے

دلا آنکھون سے چھپکر اُس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا بمجمعِ اغیار مین آئے

خطِ شبگون سے مین ای خال رخِ یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اِس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین ست آمدِ ابرِ بہاری کے
الٰہی کوئی ٹکڑا کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہی خاک ہونے مین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکا یا یہ تیرے عشقِ عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ دقتِ قتل ہی ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کمر مین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے

کیا دے دے کے طعنے واعظون نے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اُٹھکر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہی ہر گل زر بکف بہرِ خریداری
چمن مین تم کہ یوسفِ مصر کی بازار مین آئے

زرِ داغِ جنون تقسیم شاہِ عشق کرتا ہی
تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اُسکو کیا اندیشہ دشمن
براہیمؑ آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہی تیرے دیوانون کو کیا جانے
جب آئے پا برہنہ وادیِ پُرخار مین آئے

علانیہ دکھائے کب وہ جلوہ روے روشن کا
جو بے پردہ نہ خوابِ طالبِ دیدار مین آئے

یہان مدت سے ہی میرے دلِ صد چاک کا قبضہ
کبھو شانہ سمجھکر گیسوے خمدار مین آئے

اُٹھاؤ رخ سے پردہ کور مادر زاد بینا ہو
ہلا ؤ لب زبانِ گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتارِ قفس تھے جب تلک فصلِ بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سرتیے کا قاتل سے تو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

امیر اب ونذغد کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھٹے آفت سے ظلِ احمدِ مختار مین آئے

خیالِ زلف و عارض مین قضا کی
نمازِ صبح و شام اک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کبھو کیون مدت آئی ہی قضا کی

نہ آنا تھا اجل منھ پر نہ آئی
تری تلوار آوانے کسا کی

شب غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا — درازی ناپتے روزِ جزا کی
وہ بیکس تھے کہ تربت پر ہماری — چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی
عدم مین کیا تماشا ہی کہ دن رات — چلی جاتی ہی سب خلقت خدا کی
مرے منھ کا ہی لقمہ حصۂ غیر — مجھے قسمت ملی ہی آسیا کی
دُکھے کیونکر نہ دل آوازے سے — صدا ہی یہ کسی درد آشنا کی
نہ کھا اے دل فریبِ زینتِ دہر — ڈلی اس پان مین ہی سنکھیا کی
بہارِ بیخزان ہی جامۂ یار — نہ مرجھائین کبھی کلیان حنا کی
کیے ہمنے یہ تبخانون مین سجدے — کہ بُت کہنے لگے رحمت خدا کی
دلا ہم سے گلا اُس دلربا کا — شکایت آشنا سے آشنا کی
نہ مجنون ہی نہ وامق ہی نہ فرہاد — مرے سب آشناؤن نے قضا کی
وہ دانہ ہون جب پسنے سے بچون مین — جلا دے آگ سنگِ آسیا کی
وہ غافل تھے کہ تب لی ہمنے کروٹ — ڈھلی جب دوپہر روزِ جزا کی
الٰہی مرچکون جھگڑا ابھی چھوٹے — کہین آسان ہو مشکل قضا کی
کہان تک وا نہ ہوگا عقدۂ کار — گرہ ہی کیا ترے بندِ قبا کی
پسین کیونکر نہ تیری راہ مین دل — غضب شوخی ہی چشمِ نقشِ پا کی
اگر میرے سیہ خانے مین آجائے — سعادت ساری اُڑ جائے ہما کی
ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے — مصیبت جھیل لی روزِ جزا کی

اسیرِ سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غمِ جانانہ آتا ہی — نکلا ہی صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہی
نظر مین تیری آنکھین سر مین سودا تیری زلفونکا — کئی پریون کے سایے مین ترا دیوانہ آتا ہی

وفورِ رحمتِ باری ہی غمخوارون پہ لائی دن
جدہر سے ابر اُٹھتا ہی سوے میخانہ آتا ہی

لگی دلکی بجھائے بیکسی مین کون ہی ایسا
مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہی

اُنھین سے غمزے کرتی ہی جو تجھپر جان دیتے ہین
اجل تجھکو بھی کتنا نازِ معشوقانہ آتا ہی

پریشانی مین یہ عالم تری زلفون کا دیکھا ہی
کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہی

چھلک جاتا ہی جامِ عمر اپنا واے ناکامی
ہمارے منھ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہی

وہ بت ہی مہربان سب اپنا اپنا حال کہتے ہین
لبِ خاموش تجھکو بھی کوئی افسانہ آتا ہی

طلسمِ تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہی
بدلتا ہی پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہی

یہ غفلت رہکے زاہد ان تو نہین ہمنے پائی ہی
کہ کعبہ ہمکو لینے تا درِ میخانہ آتا ہی

دورنگی سے نہین خالی عدم بھی صورتِ ہستی
کوئی ہشیار آتا ہی کوئی دیوانہ آتا ہی

ہما یون اُستخوانِ سوختہ پر میرے گرتا ہی
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہی

اُدھر ہین حُسن کی گھاتین اِدھر ہین عشق کی باتین
تجھے فہعلن تو مجکو ای پری افسانہ آتا ہی

کلیجا ہاتھ سے اہلِ طمع کے چاک ہوتا ہی
صدف آسا اگر مجکو میسر دانہ آتا ہی

نمک جلاد چھڑکا چاہتا ہی میرے زخمون پر
غرض کا وقت اب ای ہمتِ مردانہ آتا ہی

زبردستی کا دھڑکا وصل مین تمکو سمایا ہی
کدھر ہو ہوش مین آؤ کوئی آیا نہ آتا ہی

الٰہی کسکی شمعِ حُسن سے روشن ہی گھر میرا
کہ بنجاتا ہی جگنو آج جو پروانہ آتا ہی

وہ عاشق خال و خط کا ہون کہ نذرِ مور کرتا ہون
میسر تیسرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہی

امیر اور آنے والا کون ہی گورِ غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہی تو ہان پروانہ آتا ہی

جتنے کہ تیر ترکشِ دلبر مین رہ گئے
اُتنے ہی حوصلے دلِ مضطر مین رہ گئے

دھویا ہزار اُس بتِ سفاک نے مگر
دھبّے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحراے عشق میری طرح طی نہ ہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

چھوڑے کہین گیسوے پرخم نے اسکے پیچ
کچھ رہ گئے تو میرے مقدر مین رہ گئے

مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

ای چشم اشکبار ڈبو دے انھین بھی تو
ٹاپو ہین جابجا جو سمندر مین رہ گئے

یارب شتاب آئے سگ یار اسطرف
کچھ کچھ ہین استخوان تن لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکر شیشہ و ساغر مین رہ گئے

نامے تو نارسائی قسمت سے گر پڑے
ڈورے ہی ڈورے بال کبوتر مین رہ گئے

اشکون سے میرے بجھ گئی سارے جہان کی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

اُنکے مکان مین دیدہ و دل اختیار ہو
اس گھر مین رہ گئے کبھی اُس گھر مین رہ گئے

اُنکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام آورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

رخنے تمام بند کیے صبر نے مگر
سوراخ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے

لطمے نہ گرد بھی مری کشتی کے پاٹنگے
کیا سر پٹک کے شورش طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گردباد ہین
یہ یادگار ہین جو بیابان مین رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوے میرے اشک غم
نکلے جو دل سے دامن مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین زلف و رخ
باقی فسانہ گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسفؑ تو مصر مین ہوئے رونق فزائے حسن
یعقوبؑ راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اُسکے دوڑ کے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین دے سکے نہ مرا ساتھ گردباد
نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاش دولت دنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گور غریبان مین رہ گئے

ای کاروان گل نے خزان مین عدم کی راہ — بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے
آئے بھی حرف شکوہ جو دل سے زبان تلک — بن بن کے درد وہ مرے دندان مین رہ گئے
رزق سگ وہما کیے دور سپہر نے — جو استخوان کہ گنج شہیدان مین رہ گئے
آزارگان عشق کا کوسون پتا نہین — کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے نگر پھر بھی ای امیر
مضمون ہزار ہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے — کہ ہار دے دل و دین اپنی جان پر کھیلے
کمان مین تیر وہ جوڑے تو صید ہون نسرین — زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے
زبان تیغہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا — جو سرفروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے
یہ اسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی — کہ بیت بیت سے جو بھی زبان پر کھیلے
مین رند رنگ مین ڈوبون وہ طفل بادہ فروش — خدا کرے کہین ہولی دکان پر کھیلے
جمائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا — جو پارسا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے
نہ جیتنے مین گذارہ نہ ہارنے مین رفاہ — پھر اس سے کھیل کوئی کس گمان پہ کھیلے
کہون تو رند دل اس سے مگر ہی قتل کا خوف — قضا نہ سر پہ کہین اس بیان پر کھیلے
لگائے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین — جوا جو روز و شب اپنے مکان پر کھیلے
ہمارا دل ہی کہ اس ترک شوخ سے شطرنج — ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اس سے کسطرح چلجائے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط ابھی ای حسن یار باقی ہی — اس آئینے کے جگر مین غبار باقی ہی
نہ مست ہی نہ کوئی ہوشیار باقی ہی — حجاب کس سے اب ای چشم یار باقی ہی
وہ صید گاہ سے جاتے ہین ہی اجل کہدے — ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہی

یہ میکدے مین ہی شیشون کا قحط اے ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگِ مزار باقی ہی

زمین گور کو سیرِ فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دلِ بیقرار باقی ہی

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین
اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہی

پھر اُسکے دانتون کا تجکو ہی قصد نظارہ
گرہ مین کچھ گہرِ آبدار باقی ہی

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزشِ دل
کہ شیر زندہ ہی جب تک بخار باقی ہی

چلے برنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہی

وہ ذبح کرکے لہو پر چھڑکتے ہین جو خاک
اشارہ ہی کہ ابھی تک غبار باقی ہی

موئے تو خاک ہوئے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشانِ مزار باقی ہی

نہ توڑو آئنہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمہارے دیکھنے والون مین یار باقی ہی

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہی لیکن
وہی تڑپ ہی وہی انتظار باقی ہی

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہی

قضا پکارتی پھرتی ہی اُسکے مقتل مین
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہی

بہار مین ہو نہ کیون رہے یار پر جوبن
چمن عروس ہی جب تک بہار باقی ہی

امیر فاتحہ پڑھنے کوئی کہان آئے
مزار ہی نہ نشانِ مزار باقی ہی

بہار عمر سے دل یادگار باقی ہی
بس ایک ہی ثمرِ داغدار باقی ہی

نگہ کہان مری آنکھون مین یار باقی ہی
یہ کچھ غبار رہِ انتظار باقی ہی

رہا قفس سے کرے بلبلون کو کیا صیاد
ابھی تو باغ مین کچھ کچھ بہار باقی ہی

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہین
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہی

کہان کہان نہین یارانِ رفتہ کو ڈھونڈھا
اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہی

مثال آئنہ وا ہین مزار مین آنکھین
ہنوز حسرتِ دیدارِ یار باقی ہی

شریک سیکڑون گلرو ہین اپنے پھولون مین
خزان کے بعد بھی جوشِ بہار باقی ہی

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہی
کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہی

کفن کے واسطے کافی ہی ہون وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریبان مین تار باقی ہی

نہ تخت خسرو چین ہی نہ چتر قیصر روم
مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہی

ہجوم داغ سے ہر عضو ہی پر طاوس
موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہی

اُٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہی ابھی شب وصل
بڑی نقاب تو یہ ای نگار باقی ہی

برنگ شمع اُترتی نہین کبھی تپ غم
ہزار آئے پسینا بخار باقی ہی

ہوا ے کوچۂ گیسو ہین یہ لٹا سنبل
کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہی

نکل چلے ہین بہت طفل اشک روکا ای دل
ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہی

صبا چلی نہین غنچے مین مُنھ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہی

کہین سگے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

پس گیا چشم سیہ پر سُرمہ
پاے رنگین پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گر د پھری
نیچی نظرون سے حیا لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن مین
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی

جان محزون کی حقیقت کیا تھی
درد پہلو مین اُٹھا لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر
رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی
برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی

وار خالی نہ گیا قاتل کا
بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی

کیا مزے کی ہی طبیعت اپنی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجرِ ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشقِ بتان سے ہاتھ نہ مر کر اُٹھائیے
جبتک اُٹھے یہ داغ جگر پر اُٹھائیے

جورِ فلک کے ناز ستمگر اُٹھائیے
اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اُٹھائیے

کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھکر
اللہ جان چھوڑیئے بستر اُٹھائیے

مُردے پہ میرے آئے تو بولا یہ اُسنے ناز
کسکا جنازہ ہی یہ سمجھکر اُٹھائیے

غیرت کا حکم ہی کہ گلا گھونٹ کر
مرجائیے نہ منتِ خنجر اُٹھائیے

مشتاقِ دید صورتِ موسیٰ پڑے ہین غش
کس سے حجاب گوشۂ چادر اُٹھائیے

مرقد مین آکے مجھ سے کہا شورِ حشر نے
تکیے سے اب تو بہرِ خدا سر اُٹھائیے

رہیے خموش قاصدِ جانان جو کچھ کہے
حکمِ خدا سے ناز پیمبر اُٹھائیے

میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو
اُٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اُٹھائیے

آؤن ہین پاس آپ کے گھر پھاند کر ضرور
دیوار کیا جو سدِ سکندر اُٹھائیے

منظور ہو جو عشق تواضع ضرور ہی
سر پر جو بوجھ اُٹھائیے جھک کر اُٹھائیے

یکتائیِ صنم پہ قسم رُخ کی کھائیے
قرآن اُٹھائیے بھی تو حق پر اُٹھائیے

بے چشمِ مستِ یار نہین لطفِ میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اُٹھائیے

قاصد سنا کہ نامہ بری کو پہونچ گیا
اب اُسکی لاش بہر پیمبر اُٹھائیے

ہی عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اُٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھ مین اپنے ہی یہ اثر
بجلی نہین شرار جو پتھر اُٹھائیے

آسان نہین ہی عشقِ بتِ سنگدل امیر
یہ بوجھ اُٹھائیے تو سمجھکر اُٹھائیے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے | مظلوم داد خواہ ہین خونِ بہار کے
رکھنا نہ مجکو ساتھ دل بیقرار کے | ہو اور اک مزار برابر مزار کے
گستاخ صاف دل مین صفائی کی کب ہی بات | چڑھتا ہی ایک آئنہ مُنھ پر ہزار کے
برباد ہو کے اُسکی گلی مین ملا یہ اوج | ذرّے ہین آفتاب ہمارے غبار کے
گلشن سے بُلبلون کو اُڑاتا ہی باغبان | صدقے اُتر رہے ہین عروس بہار کے
پھولیگا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل | ای نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے
صوفی خدا کے گھر مین یہ ہو حق ہی کیا ضرور | سامع اگر ہو دور تو کہیے پُکار کے
یوسف ع کی اصل پوچھیے نقّاش دہر سے | بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اُتار کے
ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی | پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے
یہ عشق خط یار مین ہی حال جسم زار | مفصل تمام جوڑ ہین خط غبار کے
آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ | ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے
شرمندہ میرے بعد ہوئے ہین یہ خانہ جنگ | پایون سے رکھدیے ہین تپنچے اُتار کے
شکوہ ہین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کرون | دشمن ہین سیکڑون مرے مشتِ غبار کے
لاتی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک | کیا ٹوٹ جاتے پائون نسیمِ بہار کے
روشن تھے جنکے قصر مین موتیون کے جھاڑ | محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے
پیری مین کس مزے کو جوانی کے روئیے | سو داغ دیگئے ہمین دو دن بہار کے
یکرنگ تھے وہ ہم کہ دورنگی نہ کی پسند | پہنا کفن تو جامۂ ہستی اُتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل امیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہی نیچے مزار کے
اب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے

کشتی ہماری ڈوب گئی پار اُتار کے
شبنم نے دھوئے پائون عروس بہار کے

بنعم ہین عیش کب چمن روزگار کے
کھٹکے ہین کوچۂ رگِ گل مین بھی خار کے

مُردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال
جھگڑین مجاوردن سے یہ باہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل
قربان شان رحمتِ پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگیِ ابلق سوار کے

اِس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مزے مجھے آغوش یار کے

پہناؤ بیڑیون کے عوض مجکو بدھیان
کچھ ابکی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہی عندلیب
وہ بند ہین نقاب عروسِ بہار کے

پانی تری چھُری کا ہی یون ہی جو باڑھ پر
دریا بہین گے دشت مین خونِ شکار کے

کہتے ہین گل یہ سبحۂ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہگئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشقی کے نامۂ عصیان ہون سیاہ
پروانہ ہین مسودۂ زلف یار کے

کیونکر ملے سُراغ مرے جسم زار کا
پردے ہین تار پیرہنِ تار تار کے

غافل نہ گرم وسردِ جہان سے کبھی رہے
سوئے جو ہم تو سائے مین نخلِ چنار کے

صائح کا ناقہ ہو کہ ولاگاوِ سنامری
پالے ہوئے ہین سب مرے پروردگار کے

جلوہ دکھاکے رنگ جوانی ہوا ہُوا
آتے ہی اُلٹے پاؤن پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سرِ قبر شکر ہی
آنسو تو پُچھ جب بُجھے مری شمع مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرربار امیرؔ نے
چھوٹین گے پھلجھڑی کی طرح پھول انار کے

سب جلو مین آپکے آتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

صنعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
پر ترے در تک پہونچ جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ہی نمازان زاہدونکی ضعف ایمان پہ دلیل
سلسلے اللہ کے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

نوجوانی مین بھی باقی ہی انھین اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

جن جوانون کے سر افلاک پڑتے تھے قدم
اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین ہیچ سجود
منزل آسان ہی چلے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

خود نمائی کی بدولت کتنے اوچھے ہین حسین
منہدی ملتے ہین تو اتراتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

بوجھ ہی موباف کا اُنکو نزاکت ہی وہ بال
گیسوؤنکی طرح بل کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
ضعف سے اب پانون تھراتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی
آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

رسم نے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی
تین دن تک پانون ہجاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے تھے امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھون مین بھر جاتی ہی
اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہی

درد الفت مجھے معشوق سے بڑھکر ہی عزیز
جب یہ اُٹھتا ہی مری روح نکلجاتی ہی

صورت نقش قدم اُٹھ نہین سکتے ہین قدم
ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہی

طرز رفتار سے مارا ہی تو پامال بھی کر
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہی

سرنگون بحر حوادث مین ہون مانند حباب
آنکھ کھل جاتی ہی جبدم کوئی لہر آتی ہی

شوخی حسن سے لاکھ اُنکو کیا طاق مگر
پھر لڑکپن ہی ابھی آنکھ جھپک جاتی ہی

کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ تمپر الزام
بے زبانی مری باتین مجھے سنواتی ہی

لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک ہنس ہنس کر
چھیڑ ابتک مرے زخمون سے چلی جاتی ہی

پھونک چکے صور کہین جلد لحد سے نکلون
اب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی ہی

گل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے
کوئی دم مین یہ غریب آپ بجھی جاتی ہی

دلکو تسکین ہی اے قافلے والو کیا دون
اب تو آواز جرس کی بھی نہین آتی ہی

جب کہا مین نے کہ اب قتل مین تاخیر ہی کیون
بولے ہر بات مین جلدی تمھین پڑ جاتی ہی

آخری وقت تو آواز سُنا جاؤ مجھے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہی

آرسی ہی تری قسمت کی زبردست ای ترک
سامنا تجھ سے ہی پر چوٹ نہین کھاتی ہی

دوسرا نوک کا مجھسا ہی جوان کون امیر
سیکڑون نیزے ہین اور ایک مری چھاتی ہی

توڑکر پہلو جو چل نکلا دلِ نخچیر سے
خوب روئین حسرتین دلکی لپٹ کر تیر سے

بیخود ایسا ہون کسی کی لذتِ تقریر سے
بہرون کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے

قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
لیگئین پریان اُڑا کر خانۂ زنجیر سے

تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
روح خوش ہوکر نکل آئی تنِ نخچیر سے

ہون وہ تردامن جلاسکتا نہین دوزخ مجھے
کثرتِ عصیان نے ایمن کردیا تعزیر سے

مصحفِ ناطق کہین کیونکر نہ تیرے خط کو ہم
لذتِ تقریر ملتی ہی تری تحریر سے

پاس بٹھلا کر مجھے اُسنے اُٹھایا غیر کو
لڑگئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے

دعوم ہی قاتل تری آتی ہین پریان سیکھنے
چال تیری تیغ سے پرواز تیرے تیر سے

دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کے عشقِ زلف مین
پر قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

ذبح ہونے کا نہ اُٹھا خاک بھی ہمکو مزہ
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

ای صبا سنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہی جال
موج بوے گُل بھی مجکو بڑھ کے ہی زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین ای ناوک افگن خاک پر
چھینے لیتی ہی قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خطِ رخسارِ یار
توڑ جوڑ اس خط کے سیکھون کاتبِ تقدیر سے

اس مرقع مین عجب نیرنگیان ہین حسن کی
جب نظر اُٹھی لڑین آنکھین نئی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آئے جنت مین امیر
حور بنکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

ای گلِ تر تیرے جذبِ حسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہوکر ٹپکتا ہی مری تصویر سے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا مریخ اُسکو غازۂ رخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھ اے دل جائے عبرت قصہ شداد ہی
گھر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی نہ احسان غیر کا ہمسے اُٹھا
سر بھی کٹوایا تو ہمنے یار کی شمشیر سے

اتنی آرایش بھی اُنکو ہی نزاکت سے گران
کم نہین پھولونکی بدھی آہنی زنجیر سے

اب ادائے شکر قاتل بسملون پر فرض ہی
ہر دہانِ زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہوگیا تعزیر سے

توڑ مین تیر قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو ہارا ہی تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
دم اُلجھتا ہی تری اُلجھی ہوئی تقریر سے

جان نثارونکو گلے مل ملکے کرنا تھا ہلاک
رہگئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو مین جو خط لکھتا ہون قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہی لفافے کو مرے شمشیر سے

بیڑیان دیوانۂ گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ اُلفت کا پھندا سخت ہی زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور یہ صیاد حسن
چاہتے ہین اور اُلٹی آفرین نخچیر سے

منزلِ حیرت کا طی کرنا بہت دشوار ہی
پار کب ہوتی ہی کشتی قلزم تصویر سے

آکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی
گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

کھو چکے قاصد کو خط اُس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لب معشوق ہو کر جان لی نخچیر سے
سیکھے گھر دلمین کرنا کوئی اُسکے تیر سے

شعلۂ آواز سے غش آگیا مثلِ کلیم
لن ترانی کا مزہ اُٹھا تری تقریر سے

مچھلیان بالے کی رہتی ہین مرے پیش نظر
کم نہین میرا تصور دام ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہی میرے لیے
اضطراب ناوک افگن بڑھ کے ہی نخچیر سے

ہون وہ محو بیخودی لکھی جو میری سرنوشت
مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے

محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی
سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے

عذر بے بال و پری کبتک نکل ای مرغ دل
مانگ لے پر عرش تک اڑنے کو اوسکے تیر سے

عالم کثرت مین وحدت کی نشانی ہی ضرور
فائدہ اتنا ہی بیت اللہ کی تعمیر سے

زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیر تیغ
چلتی ہی قاتل قضا چلکر تری شمشیر سے

کل تلک تھا کثرت عصیان سے نادم ای کریم
آج شرمندہ ہون اپنی قلت تقصیر سے

منزلت اللہ سے بڑھجاتی ہی ہر چیز کی
کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے

عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا
آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے

تیرے رکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہی
یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے

جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہی وہ اوسکے خلاف
ابکے خط لکھوا کے بھیجون کاتب تقدیر سے

کیا خبر تجکو کہ قسمت مین کہانکی خاک ہی
جیتے جی کیا فائدہ ہی قبر کی تعمیر سے

وہ کرے سلطان جو بنا یہ کرے سلطان دین
کیا ہین نسبت دون ہما کو یار کی شمشیر سے

داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر
کیسے کیسے ہمنشین مجکو ملے تقدیر سے

رحم یہ او پچھے نہین لکھائے ہین قاصد نے امیر
لیکے آیا ہی وہ اس پردے مین خط شمشیر سے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے
تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے

چین جبین پر نہ تہ خنجر قاتل آئے
وضع مین فرق خبردار نہ ای دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جاکے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہوئی لذت دیدار نصیب
غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے

صدمۂ درد جگر سے نہین آگاہ ہنوز
کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھ سے صدمے نہ جدائی کے اُٹھینگے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلّی نے کہا
میرے آگے تو چمک کر مہِ کامل آئے

ہون وہ واماندۂ غربت جو کرون قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے

مذہبِ عشق مین تمیز بد و نیک ہی کفر
توبہ کیجے جو خیال حق و باطل آئے

سر اُٹھانے کی نہین کنج لحد مین طاقت
تھک گئے بسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریقِ یم محنت ہون کہ آنکھون مین فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمون نے جو پیچھے ہمین چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سرِ منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مرجائے
دیر اچھی نہین آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویون کو عبث دعویِ یکتائی ہی
حال کھلجائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اُسکو تمیز حق و باطل آئے

روبرو دل جو ہمارا سرِ محفل آئے
منھ ہی آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے
منہ کے بھل شمع گرے غش ہرِ محفل آئے

کوچۂ یار مین جائینگے پھنسین ہم تو پھنسین
قید ہونے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہیدست لبِ گور تو پہونچے بریون
جس طرح لٹ کے مسافر سرِ منزل آئے

زخمی عشق ہون ایسا جو ہلے دل میرا
صاف آوازۂ پرِ طائرِ بسمل آئے

نجد مین جاکے مین مجنون کیطرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اُس چاند سے چہرے پہ نہو خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہِ خنجر فقط اتنے لیے مین
بن پڑے اور جو غصّے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ یہان اشک کے شامل آئے

آبنے جان پر اپنے تو مروت کیسی
پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہی جو راہ مین تیری جائے / دل وہ دل ہی جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہی حضور / نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی / آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رُک جائے نہ قاتل کا ابھی کم سن ہی / ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزمِ عشق وہ قلزم ہی جہان مثلِ حباب / ٹوٹ جائے جو سفینہ لبِ ساحل آئے

یاد گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا اچھا / قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیر
شمع نے بڑھ کے کہا رونقِ محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اِسکو گلا سمجھے / تصدق اِس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کورِ باطن طاعتِ خاصِ خدا سمجھے / سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہُوا جب نفس تابع مطلبِ دل ہو گیا حاصل / گلو سے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریشِ سیہ مین جب کوئی موئے سپید آیا / بہت روئے اُسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اُٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی / درائے کاروانِ زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہدِ جوانی مین ادائے بندگی ہمنے / ہوئے فاقے جو پیری مین اُنھین صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک رات اک دن کا وقفہ تھا / خمار و نشہ مین دونون کو کھویا ہائے کیا سمجھے

ہوئے کشتہ نظر آیا جو خالِ ابروئے قاتل / ہم اس خنجر کے جوہر کو سرِ قافِ قضا سمجھے

ہر اک لختِ دلِ پُرخون شہیدِ تیغِ اُلفت تھا / گرا دامن پہ جب دامن کو اپنے کربلا سمجھے

مخمس ہی بنا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین / سوا شاعر کے اسکا حُسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہلِ حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اُس گیسو کا ہندو کالکا سمجھے

تارکِ ہستی سے اُسکا آستان نزدیک ہی / بے نشانون سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہی

اس چمن مین طائر کم پر اگر ہون مین تو کیا
دور ہی صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہی

ہی ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر مین
کس قدر انسان کے دانتون سے زبان نزدیک ہی

صحبتِ ظالم سے نقصان گوشہ گیرونکا نہین
خوف کیا اگر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہی

رکھ قدم آہستہ تو چمن مین عندلیب
دور کچھ گلچین نہین ہی باغبان نزدیک ہی

بامِ جانان دور کیا ہی کہتی ہی پرواز شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہی

ہو چلی ہی الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
المدد ای ضبط وقتِ امتحان نزدیک ہی

آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پاسے فروغ
آبرو کیا ہی جو دریا سے کنوان نزدیک ہی

توبہ گلرویون کی الفت سے ہی پیری مین ضرور
ای بہارِ زندگی وقتِ خزان نزدیک ہی

پرفشانی حسرتِ پرواز مین اب کیا ضرور
داد صیادِ اجل ای مرغ جان نزدیک ہی

عشق صادق کی ہی آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہی

لی جو میخوارون نے انگڑائی تو اتارا جامِ مہر
کیا ہی میخانے سے طاقِ آسمان نزدیک ہی

برگ گل صیاد آتے ہین جو اڑ کر متصل
کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہی

دل ہی نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہین اشک بھی
آتی ہی بانگِ جرس اب کاروان نزدیک ہی

صورِ محشر کو کھلائے سرمہ ای گردِ گناہ
چھپ رہے وقتِ حسابِ عاصیان نزدیک ہی

ہر طرف ہین غول خضر راہ پوشیدہ امیر
اب ظہورِ مہدیٔ آخر زمان نزدیک ہی

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہی
ہو نہ ہو اسمین بھی کوئی گھات ہی

خلق ناحق درپئے اثبات ہی
ہی دہن اسکا کہان اک بات ہی

بوسۂ چاہِ زنخدان غیر لین
ڈوب مرنے کی یہ ای دل بات ہی

گھر سے نکلے ہو نہتے وقت قتل
یہ بھی بہرِ قتلِ عاشق گھات ہی

مین نے اتنا ہی کہا بنواؤ خط
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہی

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے
بیٹھے ہین سونے کو ساری رات ہی

کیا کرون وصفِ بتانِ خود پسند
اُنسے بڑھکر بس خدا کی ذات ہی

باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا
ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہی

حرفِ مطلب صاف کہہ سکتا نہین
ہی ادب مانع کہ پہلی رات ہی

مجھ سے ہو اظہارِ اُلفت واہ واہ
آپ کے فرمانے کی یہ بات ہی

رو رہے ہین ہم ملاوے لب سے لب
میکشی ہو ساقیا برسات ہی

پنج ہی تیری چال سے رفتارِ چرخ
ہر رُخ سے بازیِ مہ مات ہی

کیسی کٹتی ہو سیہ بختی مین عمر
رات سے دن دن سے بدتر رات ہی

چھیڑتا ہی دل کو کیا ای دردِ ہجر
خود گرفتارِ ہزار آفات ہی

ای غنی دے سیم و زر وقتِ بلا
مال دینا جان کی خیرات ہی

قطعہ

گر مگھ دل مین نہین پھر اس سے کیا
یہ دو شنبے کی یہ بدھ کی رات ہی

صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر
یار یہ سو بات کی اک بات ہی

لخت دل ہین میرے کھانے کو امیر
بس انھین ٹکڑون پر اب اوقات ہی

کشورِ دل مین ہو پریون کے بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری

تو بھی ای ابرِ سیہ بوتلین بھی مے کی سیاہ
ملگئی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت ای شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسندِ شاہی تیری

ناز نیرنگ پر اے ابلقِ ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی نہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پہ آیا جو مرا قلزمِ اشک
زلف ای ماہ بنے گی پرِ ماہی تیری

لکھ کے خط کو جو قاتل ہین تجھے کیا بھجون
ای کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہی تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
ابتو دیکھی نہین جاتی ہی تباہی تیری

چاہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا ای دل
داور حشر نمانے گا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو ای شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلا سے تو ڈراتی ہی مجھے ای شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھکر ہی سیاہی تیری

مے پلا خوب جب سے رمضان تک ساقی
دونی کر دونگا مین تنخواہ سہ ماہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب ای ترک
کیسی تربیتی ہی تلوار تراہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہی جو مشیت ہی الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تہ ابر سیاہ
بلبے ای نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہی اوامر سے امیر
حرص سے طبع ہی مشتاق نواہی تیری

ہر گنہگار کو ہی آس الٰہی تیری
عام ہی ہر صفت نامتناہی تیری

آنکھ مین آئے تو پتلی ہی تو ای زلف سیاہ
دلمین ٹھہرے تو سویدا ہی سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھونٹی نکل ای قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر ای شب غم عیب یہ ہی
کہ روانی نہین رکھتی ہی سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین ای ابروے پرخم تجھ مین
قدر کس طرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سے سوے دشت بڑھاتا ہون قدم
ہوگی ای خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کرائے تیغ دو دم
دو گواہ ہون کے برابر ہی گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین
معرفت کیون نہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہی تو ای طفل نصاب
مدح کرتا ہی ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت مین روان ہم جو کرین قلزم اشک
ابھی ای کوہ ہو چوٹی پر ماہی تیری

تیرے نظارے سے بڑھتی ہی بصارت اے زلف
سرمہ بنجاتی ہی آنکھوں مین سیاہی تیری

مشقِ فریاد دلا حشر مین کام آئیگی
کہ رُکے گی نہ زبان وقت گواہی تیری

دھیان دن کو نہین تیرا فقط اے زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دباتی ہی سیاہی تیری

تو سفینہ ہی زمانہ ہی سفینے مین امیر
سارے عالم کی تباہی ہی تباہی تیری

گذر کو ہی بہت اوقات تھوڑی
کہ ہی یہ طول قصہ رات تھوڑی

جو مہزاہد نے مانگی مست بولے
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہان غنچہ کہان اُسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی

اُٹھے کیا زانوے غم سے سر اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیالِ ضبط گریہ ہی جو ہمکو
بہت امسال ہی برسات تھوڑی

پلائے لیکے نقدِ ہوش ساقی
تہیدستون کی ہی اوقات تھوڑی

وہی ہی آسمان پر گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا اے دخت رز وصف سے واعظ
پئے حُرمت ہی اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھین تو کھولو
نہایت رہ گئی ہی رات تھوڑی

پژمردہ گُل ہوئے ترے گالون کے سامنے
سنبل پہ پیچ پڑگئے بالون کے سامنے

پردہ اُنھین سے ہی جنھین تابِ نظر نہین
آتے ہین خود وہ دیکھنے والونکے سامنے

بیجا نہ ہین کو فخر نہین آسمان پر
ذرہ ہی مہر مہر جمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خارِ رہِ جنون
رکھ رکھ کے آئینے مرے چھالونکے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشے باغ کر
کیا سُرخ گُل ہین سبز نہالون کے سامنے

بندھتے جو شوخ دشت مین مضمون چشم یار
پڑھتا غزل مین اپنی غزالون کے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین	کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے
کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو	کیا سبز سبز شیشے ہین تھالون کے سامنے
وصلت کی رات اور مؤذن گجر فروش	ہوتے ہین کیسے کیسے ملالون کے سامنے
اے زر پرست فقر کا تجکو مزہ تو ہو	کوڑی کی چینیان ہین سفالون کے سامنے
کیا منھ جو علم عشق مین بحثے کوئی حکیم	ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے
اُن ابروؤن کی یاد مین دل پر نہین ہے داغ	روشن ہے آفتاب ہلالون کے سامنے
کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف	شیشون کے سر جھکے ہین پیالونکے سامنے
رکھتے ہین جو ہنر اُنھین آفت سے کیا خطر	ساحل ہے بحر پھرنے والون کے سامنے
تیرون کے پر کٹے ترے غمزون کے روبرو	تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے
یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان	خورشید ہے تو اترے گالون کے سامنے
سودائی ہین جو لائے ہین چین و ختن سے مشک	پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے
چار ابروؤن کے عشق مین پوچھو نہ حال دل	تنہا کتان ہے چار ہلالون کے سامنے
گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ	کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سروِ قامتِ محبوب کی امیر
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چمکے کیا ترے گالون کے سامنے	میلی خطِ شعاع ہے بالون کے سامنے
دعوی زبان کا لکھنؤ والون کے سامنے	اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے
اے دل فغان وہ کر کہ صداے جرس ہو بند	شرمندہ ہون نہ قافلے والون کے سامنے
عاشق نے لاکھ جمع کیا دفتر حواس	شیرازہ کھل گیا ترے بالون کے سامنے
چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی	آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم
تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ ای کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا
جھپکے نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

یاد آئی جب سیاہی چشم سیاہ یار
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حالِ کلیم طور سُنا ہوگا آپ نے
کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہی کہ عرش بریں بھی ہی
نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے

پانی کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت
آتے ہین دوڑ کر مرے چھالون کے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کی بھی پُرخم ہین گردنین
اِن کج کلاہ گیسوؤن والون کے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم
چلتی نہین ہی کچھ تری چالون کے سامنے

لیلی کو پاس خفتِ مجنون بھی کچھُ نہین
آنکھین دکھا رہی ہی غزالون کے سامنے

موسٰی سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز
اچھے نہین ہین برق جمالون کے سامنے

جادون کو نہر نہر کو بحر روان کرین
کتنی یہ بات ہی مرے چھالون کے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر
ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالونکے سامنے

ای دل بھرے تو بیٹھے ہی تھے سب اُبل پڑے
کانٹون نے لی جو نوک کی چھالونکے سامنے

دُنیا **امیر** کیا ہی جو ماتمکدہ نہین
ہر دم یہان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہی
سجدہ گاہِ اہل عرفان اور ہی

ہو کے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے
عاشقون کی عید قربان اور ہی

روز و شب یان ایک سی ہی روشنی
دل کے داغون کا چراغان اور ہی

خار دکھلاتی ہی پھولون کی بہار
بُلبُلو اپنا گُلستان اور ہی

قید مین آرام آزادی وبال
ہم گرفتارون کا زندان اور ہی

بحرِ اُلفت مین نہین کشتی کا کام
نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہی

کسکو اندیشہ ہی برق و سیل سے — اپنے خرمن کا نگہبان اور ہی
درد وہ دل مین وہ سینے پر ہی داغ — جسکا مرہم جسکا درمان اور ہی

کعبہ رو محراب ابرو ای امیرؔ
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہی

نہین امید جو اُس بیوفا کے آنے کی — مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی
ستم سے تنگ ہون احسان مجھپہ کر واعظ — خبر سُنا اُسے روزِ جزا کے آنے کی
عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو — نکال لونگا کوئی راہ جا کے آنے کی
چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو — یہ کون چال ہی تیوری چڑھا کے آنے کی
سگ اُس پری کا کہین کھائے استخوان مرے جلد — اُڑا دے قید الٰہی ہما کے آنے کی
یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین — کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی
جگا یا مین نے جو سوتے مین تنگ ہو کے کہا — ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی
مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا — سبیل کون ہی بانگ درا کے آنے کی
غضب ہی نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ — لگی ہی رٹ مجھے اُس بیوفا کے آنے کی
نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے — یہ کون شکل ہی صورت چھپا کے آنے کی
جو تن پہ زخم لگے او جان تازہ ہوئی — کشادہ ہو گئین راہین قضا کے آنے کی
غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ ای صیاد — کہ ہی چمن سے توقع صبا کے آنے کی

امیرؔ جائین گے ہم بے نظیر آج ضرور
خبر ہی میلے مین اُس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا درد مے صاف نہین بیٹھ گئی — شہرتی ڈاک تھی یہ زیر نگین بیٹھ گئی
موت بھی میری طرح ہو کے حزین بیٹھ گئی — بارڑ ہ تو خنجر قاتل کی نہین بیٹھ گئی
بعد مردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی — خاک اُٹھی بھی تو چکرا کے وہین بیٹھ گئی

قصدِ جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈاک حورون کی دمِ بازپسین بیٹھ گئی

اِن دنون دخترِ رز کا نہین ملتا ہی پتا
کہین قاضی کے تو گھر جا کے نہین بیٹھ گئی

سقفِ گردون کی بھی ای دیدۂ تر کچھ ہی بساط
چار موجین بھی تری اُٹھ نہ سکین بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکلِ اُمید
پاس آ کر مرے پہلو کے قرین بیٹھ گئی

رستمی پر جو تری زلفِ مسلسل آئی
ڈھاک تاتار سے تا کشورِ چین بیٹھ گئی

کشتیِ عمر کا انجام ہمین یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہین بیٹھ گئی

ملکۂ حُسن نے بخشا اُسے افشان کا فروغ
گرد بھی اُڑ کے جو بالائے جبین بیٹھ گئی

واہ رے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہِ خنجرِ کین بیٹھ گئی

شعرِ پُر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روحِ حزین بیٹھ گئی

سخت جانی کے دکھائے کسے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو ای خنجرِ کین بیٹھ گئی

آنسوؤن سے نہ فقط گردِ زمین بیٹھ گئی
کشتیِ چرخ بھی چکرا کے وہین بیٹھ گئی

لنگر اُس سے بھی گناہون کا مرے اُٹھ نہ سکا
ٹیک کر زانوؤن کو گاڑ زمین بیٹھ گئی

تھا وہ گریان کہ ہوئی قبر کنوان مرگ کے بعد
نرم ہو ہو کے یہ شکنون سے زمین بیٹھ گئی

ہم کھڑے رہ گئے جسدم وہ نکلکر بیٹھے
صف رقیبون کی یسار اور یمین بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابرِ طبیعت برسا
گردِ ہنگامۂ پیشین و پسین بیٹھ گئی

رشکِ رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی ای زہرہ جبین بیٹھ گئی

تار سا خاک کو بھی ضعف نے میرے رکھا
یان سے اُٹھی تو سرِ عرشِ برین بیٹھ گئی

کیون نہ ہمچشمون مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانندِ نگین بیٹھ گئی

ادعا آنکھ سے اُس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ ای آہوئے چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو اُبھرنے نہ دیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اُسنے — چوٹ دل پر صفتِ نقشِ نگین بیٹھ گئی
کبھی لیلیٰ کی منگائی جو خبر مجنون نے — ڈاک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی
مار کھا کر نہ درِ یار سے سرکا عاشق — کوئی ہڈی بھی جو سرکی تو وہین بیٹھ گئی
کوہکن کو مزۂ اُلفتِ شیرین اُٹھا — ضرب تیشے کی جو بالائے جبین بیٹھ گئی
بہرِ آدم جو فرشتون نے اُٹھائی مٹی — ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعتِ طبع کہان، دل نہ لگا اسمین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شبِ فرقت نکلی — دل نے خوش ہو کے کہا ایک یہ حسرت نکلی
بتکدے مین ہمین اللہ حرم سے لایا — شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی
کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا — اور ہی چہرہ ہُوا اور ہی رنگت نکلی
ڈال کر مُنھ پر نقاب اُسنے کیا مجکو حلال — دمِ آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی
بہرِ نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال — لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی
ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے ندیا — دخترِ رز تو بڑی صاحبِ عصمت نکلی
سیکڑون ڈوب مرے چاہِ ذقن مین تیرے — اِس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی
طور پر برقِ تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش — خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حُسن پرستی کی تجھے حرص امیر
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شبِ وصل کیا مختصر ہو گئی — کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی
شبِ وصل اِدھر سے اُدھر ہو گئی — بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی
نہین ملتی یہ بھی تو دو دو پہر — مری نبض اُسکی نظر ہو گئی
دیا موت نے پیاس مین جامِ آب — کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی

بہت آمد آمد تھی اُس گل کی گرم
پڑا منھ تو ٹھنڈھی خبر ہو گئی

کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ مین
رگِ جان مجھے نیشتر ہو گئی

الٰہی شبِ غم مین اتنا تو ہو
کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی

چُبھی دل مین اُس گل کی باریک بات
رگِ گُل مجھے نیشتر ہو گئی

کرے کون اب اُڑ کے سیرِ چمن
کہ بُلبُل تو بے بال و پر ہو گئی

مین حیران ہون وہ زلف و رُخ دیکھکر
سرِ شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمین سر پٹکتے ہی گذری امیرؔ
یونہین عمر ساری بسر ہو گئی

لذّت جو ملی مرے لہو کی
خنجر نے بلائین لین گلو کی

آنکھین دم قہر جنگجو کی
تیغین ہین بھری ہوئی لہو کی

کی دلشکنی نہ تند خو کی
سختی پہ بھی نرم گفتگو کی

موسیٰ سے کہو کہ چُپ رہین اب
باری ہے ہماری گفتگو کی

روئے مری قبر پر وہ آکر
ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

مُنھ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی

کی جسپہ نگاہ تجکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چوکی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائیگا جنون نہ سر سے بے فصد
ہو فصد مری رگِ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی
سوندھی سوندھی مجھے شبو کی

تن ہی غمِ زُلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہی مو کی

تھا چار طرف اُسی کا جلوہ
کیون نعش ہماری قبلہ رو کی

پلکین دمِ جوش خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اُس رُخ کو مین آئنہ کہون کیا
ہی یہ تو مثال روبرو کی

وہ مست ازل ہون ساقیا مین
مٹی ہی خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش
پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی

لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسیٰ
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردۂ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست وشو کی

بیعتِ پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہی
سلسلۂ ساقیِ کوثر سے ملا دیتی ہی

یہ دمِ رقص وہ پازیب صدا دیتی ہی
بخت خفتہ مری جھنکار جگا دیتی ہی

حیرتِ عشق رُخِ اوج دکھا دیتی ہی
چھت سے آنکھین یہ مریضون کی لگا دیتی ہی

چشم نمناک بھی ہی واقفِ اعجاز مسیح
ابر مُردہ اگر آتا ہی جلا دیتی ہی

بڑھ کے جب بولتی ہی موسمِ گل مین بُلبل
جل کے پھولون مین صبا آگ لگا دیتی ہی

کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہوجائے
یادِ عارض اُسے قرآن کی ہوا دیتی ہی

غم یہ ہی ہجر مین مرنے کی ہوس ہی دل کو
مرگ اُلٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہی

کنجِ عزلت مین مجھے سوجھتی ہی موت ہی موت
بیکسی گورِ غریبان کا پتا دیتی ہی

مانگتے پر نہین لاتی ہی صبا نکہتِ گل
سنکے اِس کان سے اُس کان اُڑا دیتی ہی

پوچھتے ہین جو شبِ ہجر مین ہم شمع سے حال
مُنہ سے کہتی نہین کچھ اشک بہا دیتی ہی

کم نہین قند مکرر سے تمھاری تکرار	کیا کہون کیا مرے کانون کو مزا دیتی ہی
صدمۂ ہجر سے کیونکر نہو نالان مرا دل	ٹھیس لگتی ہی تو چینی بھی صدا دیتی ہی
جان پر صدمہ شب ہجر ہی سونا کیسا	آنکھ لگتے ہی تڑپ دل کی جگا دیتی ہی
پا کے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی	جان دھوکا اسے مہلت جو قضا دیتی ہی
لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر مین نہین	دستک آ آ کے عبث در پہ قضا دیتی ہی
ہی بجا کہیے اگر دولت دُنیا کو پری	ہوشیارون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہی
سامنے جا کے جو کرتا ہون کسی وقت سلام	پھیر لو مُنھ اُنھین پر چک یہ حیا دیتی ہی
پھرتی ہین گردن عشاق پہ دُہری تیغین	ساتھ کیا اُنکی اداؤن کا قضا دیتی ہی
ہم برہنہ فقط اس دور مین ہین ورنہ بہار	ٹوپیان غنچون کی پھولون کو قبا دیتی ہی

کیجیے غور تو دولت بھی پیمبر ہی امیر
کہ کریمون کو خدا سے یہ ملا دیتی ہی

سوچ لے بدعہد وقت انکار کے	دونون لب ہین دو گواہ اقرار کے
بندے ہین حسن ملیح یار کے	ہین نمک پروردہ اِس سرکار کے
مرگئے عشاق چشم یار کے	صدقے اُترے مردم بیمار کے
تیرے ابرو کے اشارے غیر سے	مجکو گہرے زخم ہین تلوار کے
عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے	گر کے نیچے یار کی دیوار کے
باہر اُس یوسف نے جب رکھا قدم	بھر گئے دونون سرے بازار کے
کنہ باری مین مقصر ہو عجز کا	جیت لے بازی کو ہمت ہار کے
نعمت کونین سے دل سیر ہی	ایک بھوکے ہین ترے دیدار کے
زیور اُس گل نے اُتارا میرے بعد	پھول تُربت پر چڑھائے ہار کے
میری حالت پہ گرے ہین بارہا	اشک چشم روزن دیوار کے

آرزو یہ ہی کہ پشتی کی طرح
ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسیٰ سے لینگے روز حشر
کشتے چشمِ سرمگین یار کے

عشق ابرو مین کہان صبر و قرار
چلدیے سب کھینچتے ہی تلوار کے

میکدے مین آئے تو پھنس جاے شیخ
پیچ اُلجھین پانؤن مین دستار کے

مر کے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیب تن کپڑے کیے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی **امیر**
سب ہین دبتے دامنِ پندار کے

آئے بالین پر جو مجھ بیمار کے
خوب روئی موت ڈاڑھین مار کے

موے مژگان گرد چشمِ یار کے
ہین مگس ران مردمِ بیمار کے

دیکھکر زخمون کو جسمِ زار کے
روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے

تیرے مُنھ سے ہان نہین ممنون ہین خوب
صدقے اِس انکار اُس اقرار کے

باغبان مجھپر ہُوا تب مہربان
پھول جب کانٹے ہوئے گلزار کے

ضبط گریہ کیا کرون ای ہم صفیر
پھول کمھلا جائین گے گلزار کے

ہین وہ لاغر باغ مین پھیلا کے پاؤن
سوتے ہین سائے مین نوکِ خار کے

عشق ابرو مین سر اُترا دوش سے
چڑھ گئے ہم دم پر اِس تلوار کے

کھیلتا ہی یار گھر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے مین برہمن دیر مین
سب ہین مجرائی ترے دربار کے

داغہاے عشق کمھلاتے نہین
پھول ہین کس بیخزان گلزار کے

نالۂ عاشق پہ ترچھی کی نگاہ
وار برچھی پر لیے تلوار کے

حادثون سے بیخطر ہین خاکسار
کب دبا سایہ تلے دیوار کے

شمع بالین سے یہ کہدے ای صبا
سر پہ روتا ہی کوئی بیمار کے

پھول کمھلاتے نہین ہین گلفروش
حور کی آنکھین ارم مین دیکھکر
واعظا سمجھا ہی تو دوزخ جسے

ناز پروردہ ہین یہ گلزار کے
رخنے یاد آئے تری دیوار کے
کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگان قد امیر
ہون گے سائے مین علم بردار کے

جو بحر عشق مین ہی وہ آفت رسیدہ ہی
مضمون ضعف ہو قلم آہ سے رقم
مرتا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے
روشن ہی راز عشق ہمارے سکوت سے
بیہوش کردیا مجھے وحشت نے اسقدر
تعریف کرتے ہین بن دندان سے اہل ذوق
روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی
چُن چُن کے رکھ لیے صفت آستین مین شعر
پایا کسی نے ستر محبت نہ آج تک
سر تا قدم وہ شوخ ہی مست شراب حُسن
غافل یہ موت کہتی ہی پیری مین صبح و شام

گرداب مثل موج گریبان دریدہ ہی
سینہ رگون سے صفحۂ مسطر کشیدہ ہی
قاتل کی طرح تیغ بھی مجھسے کشیدہ ہی
اس انجمن مین شمع زبان بریدہ ہی
آہو بھی میرے دشت مین از خود رمیدہ ہی
جو شعر تازہ ہی ثمر نو رسیدہ ہی
ہر تار اشک دام غزال رمیدہ ہی
دیوان مین ہمارے جو مضمون ہی چیدہ ہی
افسانہ عشق کا خبر نارسیدہ ہی
رنگ حنا سے ہاتھ رخ مے کشیدہ ہی
عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہی

گلزار تن سے طائر دل اُڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانۂ مرغ پریدہ ہی

ہر اک عضو بدن پر اپنے عشق یار جانی ہی
جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہی
خدا کو اپنی اپنی داستانین سب سُنائین گے

مرے دفتر کی ہر ہر فرد پر اُسکی نشانی ہی
شکن چہرے پہ نقش پائے طاؤس جوانی ہی
قیامت جسکو کہتے ہین وہ بزم قصہ خوانی ہی

سنبھل اے وحشیو کیا وادیِ وحشت مین کھوگے
تمھارے آبلے کا ہمکو ہین گو زدن مین پانی ہی

عبث برباد کرتی ہی اُڑا کر کوے جانان سے
صبا کیا میرے مشتِ خاک پر نا مہربانی ہی

برنگ شمع جنکو خضر رہ ہی گرم رفتاری
فقط طی ایک شب مین اُنکی راہِ زندگانی ہی

وہ میرے مُہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہین
نئے انداز کی ای نامہ بر یہ بدگمانی ہی

وہ شمع حُسن دوام آنسو بہا جاتا ہی ہر شب کو
ہماری قبر پر روشن چراغ مہربانی ہی

وہ پیاسا ہون کہ مرجاؤن نہ مانگون خضر سے پانی
گئی جب آبرو پھر خاک آبِ زندگانی ہی

بلا مین پھنس کے ای دل کام آئیگی سیہ بختی
زمینِ کوچۂ گیسو مین یہ کملی بچھانی ہی

خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتین بھی
بُرے ہوتے ہو اچھے ہوکے یہ کیا بد زبانی ہی

پسا جاتا ہون بارِ ضعف سے اُٹھا نہین جاتا
وہ لاغر ہون گران مجھپر لباسِ ناتوانی ہی

ہوا ہون زندہ در گور انتہائے ضعف سے یارب
مری چھاتی پہ سل اب تک یہ سنگِ سخت جانی ہی

امیر اِس عاشقی کا لطف ہی فصلِ جوانی مین
اندھیری رات ہین کہنے کے قابل یہ کہانی ہی

خدا نے شان یوسف سے تمھاری شان فضل کی
کھلی سب نقش ثانی سے حقیقت نقش اول کی

کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھکر تحریر کاجل کی
کہ حاجت ہی بیاضِ چشم مین بھی خط جدول کی

چمن کو کون جائے سیر کو ساون کے بادل کی
کہ زنجیرین پڑی ہین پاؤن مین ہین اشکِ مسلسل کی

شبِ وصلت ہین مجھسے جبر اُنپر ہو نہین سکتا
تڑپ جاتا ہی دل فریاد سنکر اُنکی چھاگل کی

جو عشاقِ کمر نالے نہین کرتے تو زیبا ہی
عدم کے جانے والونکو کہان حاجت ہی مشعل کی

ہزارون مضمون کو ہوش مین لاؤ نہین سُنتے
یہ پیچ ہی ایک توڑے مین ہستی ایک بوتل کی

کبھی گیسو کبھی موے کمر مین قید کر رکھا
پنہائی یار نے بیڑی کبھی بھاری کبھی ہلکی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشم نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے دشت مین کیجے سیر جنگل کی

شبیہ ان مردمانِ منکرِ توحید کی کھینچون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجکو چشم احول کی

نجات اندیشۂ امروز فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو آجکی تھی آج ہی کل کی

فراقِ یار مین جاؤن اگر سیرِ گلستان کو
جگر کے پار ہوجائے سنان ہر ایک کوپل کی

تغافل بیٹھگی بیداری طالع کا باعث ہی
کہی یہ سوچ کر تعبیر ہمنے خواب مخمل کی

چھپے گی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھین گے جب وہ بوٹیان بولینگی جنگل کی

جو سونگھے اُس گلِ خوبی کی خوشبو دردِ سر ہوجائے
مگر طینت مین مٹی ہی زمینِ عطر صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دوشالون سے کہین بڑھکر ہی گرمی اپنے کمل کی

صفائے سینۂ جانان پہ لہراتا ہی یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو بیست کردیتی ہی صندل کی

جدا سمجھے جو مجھکو اور تمکو غیر کیا پروا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہی آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھکر ہوجائین گے کانٹے
چمن کی جو روش ہی آجکل جھاڑی ہی جنگل کی

ہم اُسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جانِ زار کھو بیٹھے
عجب امانتِ پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آبرو بھی ترے امیدوار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ مین تھے جو دُرِ شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دے کے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تمسے غیر کا شکوہ
تمھارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سرِ خدنگ نگہ آچکا تھا طائرِ دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزلِ عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بدعہد
ہم آنکھین مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل سے صبر ہم اے جانِ زار کھو بیٹھے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائین لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہی نہ خرد ہی نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین یار کھو بیٹھے

گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار کھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپہ ہوسے فقیر امیر
ذرا سی بات یہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُنسے بیان کوئی
دہن مین میرے قاصد کے مری رکھدے زبان کوئی

کرے کیا باغبان سے راز دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھول سکتا ہی زبان کوئی

نہین کرتا سواے کذب اب سچا بیان کوئی
مگر خم نیل کا بگڑا ہی زیر آسمان کوئی

خط عارض کو اُسکے دیکھکر یہ عیان آتا ہی
دیار حسن مین اُترا ہوا ہی کاروان کوئی

ہزارون خار لاکھون پھول اِس گلشن مین ہین لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دیا ہی خط مگر اب شک سے بچپا کے کہتا ہون
کہین بتلا نہ دے قاصد کو محبت کا نشان کوئی

سواے کعبہ بتخانون مین کیا اپنے قدم جاتے
ملا مسجد سے کے قابل اِدھر کسدن آستان کوئی

نظر مین میرے پھر جاتی ہی صحبت ناوک دل کی
نظر آتا ہی جب گھر مین کسی کے میہمان کوئی

ہدف پیرون کے جا ہین نوجوان مقصود کو پہونچین
نشانے تک نہین جاتا ہی ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار مین گھبرا کے کہتے ہین
اِدھر آنکھین اُدھر آنکھین نقاب اُلٹے کہان کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اُسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اُٹھانا کوہ کا آسان اُٹھانا بات کا مشکل
قوی سمجھا ہی عالم مین نہ سمجھا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان ہی آتا ہی خبر لینے
سرک جاتا ہی جب تن کا جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیان ہین جتنی شلغین ہین درختون کی
کہان باندھے الٰہی اس چمن مین آشیان کوئی

جو بہلاتا ہون فرقت مین محلے والے کہتے ہین
کرو منھ بند کیا سر پہ اُٹھا لوگے مکان کوئی

مزہ تب ہو کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
کہے میری طرح اُسکا بھی ہر دم امتحان کوئی

مجھے یون ڈھونڈھتا پھرتا ہی نادک اُس ستمگر کا
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی

ہمارے عشق کی کیون مثنوی شاعر نہین کہتے
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق مین نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غمزے وصل مین ہر دم نئے
یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان من یا ہم نئے

بیخودی دکھلاتی ہی جلوے مجھے ہر دم نئے
ہی عجب عالم کہ ہر عالم مین ہین عالم نئے

ہر گھڑی دلمین نظر آتی ہین کیا کیا صورتین
رات دن عالم دکھاتا ہی یہ جام جم نئے

دیکھے بھالے ہین یہ کچھ جانے بوجھے ہین یہ رنگ
تم سمجھتے ہو کہ ہم دیتے ہین اُسکو دم نئے

حسن روز افزون بھلا دیتا ہی پہلے قاعدے
روز ہو جاتے ہین اُس محفل مین جا کر ہم نئے

کسطرح تشبیہ دین سنبل سے اُسکو موشگاف
پیچ اُس گیسوے پیچان مین نئے ہین خم نئے

پاتے ہین ہر روز آنکھونکی تری مین لخت دل
گل کھلا یا کرتی ہی ہر روز یہ شبنم نئے

میزبانی کر چکا جود و سخاوت کی بساط
مل رہین گے روز مہمان تجکو ای حاتم نئے

ہی عجب وسعت تصور مین کہ اُسکی حد نہین
بند کین آنکھین تو دیکھے سیکڑون عالم نئے

ہی پھبکتی ہین نکیلی ہین وہ غمزہ نامور
چوٹین آتی ہین نرالی پیچ ہین ہر دم نئے

سامنا ہی روے جانان سے سیہ سے ہو سفید
عید ہی کپڑے بدل ای دیدۂ پرنم نئے

ہر غزل مین تازگی مشکل ہی ای طبع رسا
کہنہ مشقون کو بھی ہاتھ آتے ہین مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہی ای امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین سارے جہان مین غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہی
ای جان تیرے منھ سے نکلنے کی دیر ہی

کیا جانے کس لیے نگہ دیر دیر ہی
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہی

کیا گرمیان ہین آتشِ رنگِ حنا کی واہ
ہاتھون مین اُس پری کے سمندر کا میر ہی

آتے ہین روز دل کی زیارت کو رنج وغم
سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہی

غیرون کو پھاڑ کھائے سگِ یار تو کہون
ای شیر واہ تو ہی تو شیرون کا شیر ہی

آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اُٹھ گئے
ہم جاتے ہین یہان ابھی رخصت مین دیر ہی

تنہا نہ ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم
ہونے دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہی

کر اک نگاہ سینۂ پر داغ کی طرف
پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہی

کیا پہلوان مرگ کو بازو ملا قوی
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہی

اُلفت ہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہی

رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان کبر
باد بروت بام فلک کی منڈیر ہی

جینے سے کیون نہ سیر مرا دل ہوا امیر
ہم نیم جان اُدھر نگہ دیر دیر ہی

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اُس خودسر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

ادھر کم نزع مین مہلت اُدھر بیتابی ورقت
نہ روؤ چپ رہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنیوالونکو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتے ہین مجکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہی بنا یہ جسکو خود بندے
سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کوچے کے سب گم کردہ راہونکو
کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دُنیا مجکو سمجھاتی وہ دُنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ چھلا نشانی کا
اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہی دیکھتے گر شمع روشن میری تربت پر
اُسی دم جا کے گل کردے وہ یہ صرصر کو سمجھاتے

وہ شاہِ حُسن ہی تو عہد اکبر مین اگر ہوتا
نگین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین — کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے
نہ لے جانا ہمین نخوت بڑھانا تمکو حسینو نہین — زبان ہوتی تو آئینے پہ روشنگر کو سمجھاتے
تڑپ کر رو کے اُس محفل مین دونون نے کیا رسوا — دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم تر کو سمجھاتے
امیر آپ کی ہی سودا جوش پر ہمکو اگر ملنا — بنانا بیڑیان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے — ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے
وادیٔ وحشت مین جب رکھا قدم — آکے میرے پانون پر چھالے پڑے
دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت — کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے
دور تھا زندان سے کیا وحشت جنون — چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑے
کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست — ہر جگہ لاکھون مین متوالے پڑے
ہجر مین جب منھ لگایا جام کو — سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے
طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا — یار کے کانون مین جب بالے پڑے
تجکو اک آنسو کی حسرت ہی امیر — کتنے منھ برسے کئی جھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہی — ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہی
دیدار کہان کہ دور ہی حشر — قسمت ابھی اپنی سو رہی ہی
کیا باغ مین دیکھتی ہی شبنم — جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہی
اللہ رے حسن دختر رز — زاہد کے حواس کھو رہی ہی
کیا کشتی و نا خدا کا شکوہ — تقدیر ہمین ڈبو رہی ہی
مقراض کتر کتر کے وہ خط — کانٹے مرے حق مین بو رہی ہی
نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا — سونے دے غریب سو رہی ہی

گلشن مین جو ابر ہو دھوان دھار — میخوارون مین دھوم ہو رہی ہی
اُس تیغ کے مُنھ چڑھے نہ بجلی — کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہی
کیا شوخ ہو جم سکی یاد مژگان — دل مین نشتر چبھو رہی ہی
ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب — تقدیر ہماری سو رہی ہی

احسان ہی امیر چشم تر کا — نامے کی سیاہی دھو رہی ہی

طرفہ پیغام یہ اُلفت کی نظر کہتی ہی — کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہی
آج آتا ہی وہ گل باد سحر کہتی ہی — سچ ہو یارب جو یہ اُڑتی سی خبر کہتی ہی
بلبل و گل مین ہی غماز نسیم سحری — کچھ اُدھر کہتی ہی کچھ جا کے اِدھر کہتی ہی
جوہری کیا ترے دانتون سے ملاتے ہین اسے — پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہی
غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہی دہن — رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہی
یاد پھولون کی دلاتے ہین مجھے ہوے سپید — گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہی
ماہ نو مین ہون یہ اُس تیغ کا ہی دوش پہ قول — بدر مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہی
وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین — عضو تن وجد مین ہین جنبش سر کہتی ہی
شام کا ہی یہ اشارہ کہ ہین رخت سیاہ — چاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہی
بحر عالم مین سفینہ کوئی بچنے کا نہین — ہمہ تن ہو کے زبان موج خطر کہتی ہی
متحمل ہی اگر غم کا تو دل ہی میرا — تیغ رکتی ہی مجھی سے یہ سپر کہتی ہی

کیون زبان تیغ کی خاموش ہی محفل مین امیر — حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہی

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی — اُڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی
شرکت نہ کی ملال مین کس داد خواہ کی — دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہمنے آہ کی

اب دشمنی ہے اسکو تو کچھ راہ راہ کی — سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی
عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر — یہ چھاؤنی ہے فوج غم و درد و آہ کی
عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ — سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی
کھائینگے چڑھین گے جو اس تندخو کے منھ — کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی
اس گل کو کیون نہ پہونچے مین وحشی جو خط لکھون — صحرا مین ڈاک بیٹھی ہے مردم گیاہ کی
بھاری بہت ہے لاؤنگا روز جزا مین رند — رکھوا کے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی
دامن سے کیون چھپاتے ہین بالونکو راہ مین — آندھی نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی
دل سے پتا ملیگا زنخدان یار کا — یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی
ہے رونے سے کام خبر رہ روون کو کیا — تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی
ہین یہ ند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا — پرسش ہے روز حشر اٹھائے گناہ کی
کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئنے مین تم — سونا ملاؤ مہر کا چاندی مین ماہ کی
خرمن ہزار صبر کے اکدم مین جل گئے — بجلی چمک گئی جدھر اسنے نگاہ کی
ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم — آواز آئے اشہد ان لا الہ کی
یارے قلم نے لکھے ترے گیسوؤن کے وصف — خلخال پہنی حلقۂ مار سیاہ کی
کہدونگا سب گناہ مرے مجکو یاد ہین — کیون فرد کا تبان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ ہین دیکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھ سے دل ملے اغیار سے — یار در گذرا مین ایسے پیار سے
ہے حسینون کو خلش مجھ زار سے — پھول کچھ کھٹکے ہوئے ہین خار سے
ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم — عمر بھر رگڑون گلا تلوار سے
لیچلی غربت جو صحرا کی طرف — ملکے ہم روئے در و دیوار سے

نور وہ شمس و قمر مین بٹ گیا		بچ رہا تھا کچھ جو روے یار سے
دورمے آخر ہوا آئی خزان		میکشو اُٹھو چلین گلزار سے
تھے وہ موسیٰ غش پہ غش آیا جنھین		یان تو آنکھین کھُل گئین دیدار سے
گر میان کرنے گئی تھی رات کو		رو کے اُٹھی شمع بزم یار سے
بلبلون کو دیکھکر شیداے گل		وہ بہت اُلجھے گلے کے ہار سے
پھول سب ہنستے ہین شبنم کس لیے		تو چلی روتی ہوئی گلزار سے
لیچلی جھونکے ہوا کے بوے مشک		مُشک تاجر جس طرح تاتار سے
رنج و غم درد و الم ہین غمگسار		جی بہلتا ہی انھین دو چار سے
کیون برستی ہی اُداسی ای صبا		کون گل رُخصت ہوا گلزار سے
چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئے		ذوق وصل و حسرت دیدار سے
بے طرح نرگس کی ہی ہمپر نگاہ		آپ اب باہر چلین گلزار سے
ابرو و مژگان پہ ہوتا ہون نثار	ق	ہی وصیت میرے ہر غمخوار سے
غسل دینا آب خنجر سے مجھے		قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادیِ غربت مین پھرتا ہی امیر
کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے	کاٹیے جو رنگ اِس تلوار سے
مر کے چھوٹا کوہکن آزار سے	پائی چھٹی روز کی بیگار سے
کر چکے قتل اب کہین رُسوا نہو	جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے
اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہی دل	عشق ہی اس آبلے کو خار سے
دیکھنا میرے سیہ خانے کا در	دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے
ہی مثل الیاس احد الراحتین	موت اچھی عشق کے آزار سے

بے سبب چھاگل نہین کرتی ہی شور
یہ بھی نالان ہی تری رفتار سے

طور پر موسیٰؑ سے کہدو ہو شیار
برق چمکی جلوہ گاہِ یار سے

چشم جانان کو ہی دُنبالہ گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلۂ جوّالہ ہی خلخال پا
اُس پری کی گرمیِ رفتار سے

غیرِ حالت سُنکے میری اُف ری ضد
آنکھ اُسنے پھیر لی اغیار سے

ہو جو نا واقف ہم آغوشی کا ڈھنگ
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان
ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہی شوقِ شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے
اُٹھ چلے ہم آستانِ یار سے

مین اُسے پیر مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا درِ خمّار سے

صلحِ کل مین ہی ابھی شرکت کہین تھوڑی سی
اور ای پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدد ای شوقِ سجود المدد ای شوقِ سجود
سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہی جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کبابِ دلِ بریان مین مزہ
چاہیے اُلفتِ خالِ نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشّاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہین تارے
خالیِ افشان سے نہ جائے جبین تھوڑی سی

جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہون مین
دے جگہ دلمین جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقدِ جان دل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہون
لذّتِ درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملکِ ہندو مین ہی کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانۂ خال ہی دکھلا نہ سہی جنسِ جمال
بانٹی چاہیے ای پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہشِ لذت ای چرخ
وقتِ افطار ملے نانِ جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہی اب دیر نہ کر آئے مین
رہ گئی ہی نگہِ بازپسین تھوڑی سی

کوچۂ وہم ہی تاریک بھٹکنے کا ہی ڈر
چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہی نہین گر عادت
اپنے دامن ہی سے لے لیجیے چین تھوڑی سی

عشق گیسو مین مرے دل کا ہی سودا اُلجھا اور
بڑھ گئی بات ابھی ای طفل حسین تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر ای جان جہان
اُسی انداز سے کہ لے کہ نہین تھوڑی سی

کوچۂ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان
پھر جو تسکین ہی دلکو تو وہین تھوڑی سی

شور محشر کا سُنا ذکر جو واعظ سے امیر
ملگئی لذت خال نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کین تھوڑی سی
آگئی نیند دم بازپسین تھوڑی سی

اُڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کوسون
گرد پہونچی جو مری تا سر زین تھوڑی سی

بد دماغی رہے دربان سے یہان تک ہی کہان
لاکھ تیغین ہین نجھے چین بہ جبین تھوڑی سی

ہون وہ کافر کہ جھکا سجدۂ بُت مین سر دست
ابھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی

میرے اشکون سے یہ تر ہی نکل آئے پانی
کھودے مدفن کو اگر مور زمین تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
وا کفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی

سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر نہوتی ہوس تاج و نگین تھوڑی سی

تیری آنکھون کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
لیگئے اُسمین سے یہ آہوے چین تھوڑی سی

ہدیۂ دوست سمجھ کر مین ہوا شکر گذار
روکھی سوکھی جو ملی نان جوین تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہی اُس مہر لقا کے در پہ
دم بدم سائے کی بڑھتی ہی جبین تھوڑی سی

تنگ آئے ہین بہت بیٹھ رہین وان جا کر
اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی

عذر تقصیر ہی تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی

نوک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
رکھ گیا نوک کی صورت گرہ چین تھوڑی سی

بد دماغی کا نشان بھی ہے کچھ ای نقاش
اُسکے نقشے مین بنا چین بہ جبین تھوڑی سی

خم چڑھا جائین تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ اترا		کیا پئین ہمسے خرابات نشین تھوڑی سی
	بتیین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر گھر بنانے کو بہت ہی یہ زمین تھوڑی سی	

جو بعد مرگ مرے دل مین کچھ غبار آئے
عجب نہین ہی کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پئے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
کسی نے بھی نہ سنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے مین گور کے پھینک آئے اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت کے خجلتین بھی دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایک بار بلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایک بار آئے

ہمین تو جان بھی دینے مین ای بتو نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین سمجھے
پے طلب در دولت سے چوبدار آئے

جنون زدون سے عداوت کو کوبلین پھوٹین
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

خلیل سان ہین نہ قائل ہوا ستارون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہی دلمین کیا گھر تمھاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہی چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہی نصیب زاہد مین
حصول کیا ہی جو مطبخ مین روزہ دار آئے

جو ترک غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان کے آپ بڑے ایسے وضعدار آئے

گنہگارون کا چونگ کھیل ہی اُن کو
ادھر ادھر گئے وہ چار ہاتھ مار آئے

جلا ہون یہ فلک سرد مہر کے ہاتھون
لگاؤن ہاتھ تو کافور کو بخار آئے

کہان فلاح کہ اب چاہتا ہی چرخ دنی
در بخیل پہ حاتم امیدوار آئے

یقین ہی ذکر کرے میری جوشش وحشت کا
جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئے

جلا رہے ہین شبِ غم مین اور بھی جگنو
کہان سے اُڑ کے جہنم کے یہ شرارے آئے

کہو نچوڑ کے بھر دون وہ رند میکش ہون
نظر جو شیشۂ خالی دمِ خمار آئے

جنون کی فکر احبّا نے کی امیر تو کیا
یقین ہی آج ہی کل موسمِ بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہی عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان دو بھر غمِ فرقت مین ہی ہمکو لیکن
کون جائے ملک الموت کی منّت کرنے

اُسکو سمجھاتے نہین جاکے کسی دن ناصح
روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا مین نے کہان
حسرتین بولین کہ ہمان کو رخصت کرنے

آگے میخانے مین تھے پیرِ خرابات امیر
اَب چلے مسجدِ جامع کو امامت کرنے

بدقّت بحرِ غم سے کشتیِ جانِ حزین نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اُچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی

عجب انداز سے مقتل مین اُسکی تیغِ کین نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی

زمانہ ہو گیا موجود جسدم ہان کہا تو نے
ہوا نابود عالم جب ترے مُنھ سے نہین نکلی

تعلّی مین کمی کی کب ہماری طبعِ عالی نے
بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی

خُدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا
نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقتِ واپسین نکلی

دکھایا لطف زُلفِ مشکبو مین طرفہ افشان نے
شبِ دیجور مین کیا چاندنی ای مہ جبین نکلی

وہ کشتہ تھا صبیحون کا کہ میری خاکِ تربت پر
کسی نے کوئی بویا تخم شاخِ یاسمین نکلی

وہ کیا پردے سے نکلے جبکہ پیراہن کو غیرت ہو
ہوا چین برجبین دامن جو دیکھی آستین نکلی

جو بجلی ابر مین چمکی کبھی قیسِ حزین سمجھا
سیہ خیمہ سے باہر لیلیِ محمل نشین نکلی

وہ تھا غم دوست سنگِ جور گردون جب پڑا مجھپر
شکستِ شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی

سوالِ وصل اُس بت سے کیا لیکن مین ڈرتا ہون
بنے گی ایک تہمت گی اگر مُنھ سے نہین نکلی

ہوئی بھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی قوس قزح بنکر سر چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل مین امیر اُس روے زیبا کا
پری بنکر ہمارے مُنھ سے آہ آتشین نکلی

رندِ خراب تیرا وہ مے پیے ہوے ہی
مُدت سے جان جسپر زاہد دیے ہوئے ہی

کِس شان سے وہ میکش آتا ہی میکدے مین
قاضی سبُو صُراحی مفتی لیے ہوئے ہی

آتا نہین نظر کچھ گو سامنا ہی اُسکا
کیا پیچ مین تحیّر پر وہ کیے ہوئے ہی

ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساعی
رشتہ کھنچا ہی سوزن مُنھ کو سیے ہوئے ہی

پیرِ مغان وہ کامل مرشد ہی بادہ خوارو
جمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہی

حُرمت مین دُختِ رز کی اصرار ہی جو اتنا
یہ بات کیا ہو رندو واعظ پیے ہوئے ہی

رحم اب امیر پر بھی لازم ہی یار تجکو
کب سے ڈھئی وہ تیرے در پر دیے ہوے ہی

دلِ عاشق مین کیونکر عکسِ روے دلربا ٹھہرے
جمالِ آفتاب آئینۂ شبنم مین کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرے تو قسمت پیچ دے پرکار کی صورت
قدم ہو ایک اگر اپنا رواں تو دوسرا ٹھہرے

جو چشم غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا
تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم نہ کچھ اے خودنما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ڈاک پر اپنا
عزیز احباب پہلے راستے مین جابجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہلِ محشر کی
جدا کر ایک ٹکڑی حسرتِ تو نکی ہم جدا ٹھہرے

زہے حسرت نکالے ہم گئے جب کوے جانان سے
بہت مُڑ مُڑ کے دیکھا دیر تک رو بر قفا ٹھہرے

قضا سیلاب طوفان روح اک کشتی ہی بے لنگر
رُکے رو کے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرائے سے کیا ٹھہرے

زمینِ کوئی جانان بھی عجب دلچسپ تھا تختہ
جہان ٹھہرے ہمارے پانو مثلِ نقش پا ٹھہرے

امامِ سبحہ کے مانند ہم اُس بزم کثرت مین
جو ٹھہرے سب مین ملکر بھی تو سب سے پھر جدا ٹھہرے

کمالِ عجز ہمکو لے اُڑا اوج رسا لیے پر
ہوئے بے بال و پر تو ہم مگر دستِ دعا ٹھہرے

رہے سائے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جدا اُٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے
غبار رنگ آرایش سے روشن دل مبرا ہین
کف آئینہ پر ممکن نہین رنگ حنا ٹھہرے
نکالے جاتے ہین ہر روز اُنکی پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

فنا کیسی بقا کیسی جب اُسکے آشنا ٹھہرے
کبھی اِس گھر مین آنکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھہرے
نہ ٹھہرا وصل کاش اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہانتک دل مرا تڑپے کہانتک دم مرا ٹھہرے
جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے
تہِ خنجر بھی منھ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے
زہے قسمت حسینون کی بُرائی بھی بھلائی بھی
کرین یہ چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے
یہ عالم بیقراری کا ہی جب آغاز اُلفت مین
دھڑکتا ہی دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے
حقیقت کھولدی آئینہ وحدت نے دونو کی
نہ تم ہمسے جدا ٹھہرے نہ ہم تمسے جدا ٹھہرے
دلِ مضطر سے کہدو تھوڑے تھوڑے جب فرض چکیے
ذرا بھکے فدا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے
شبِ وصلت قریب آنے نہ پائے کوئی خلوت مین
ادب ہمسے جدا ٹھہرے حیا تمسے جدا ٹھہرے
اُٹھو جاؤ سدھارو کیون مرے سرہانے پڑتے ہو
ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے اے درد یون مجکو
کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضاے دوا ٹھہرے
ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہین اُٹھی
کوئی دم اور آغوشِ اجابت مین دعا ٹھہرے
خیالِ یار آنکلا مرے دل مین تو یون بولا
یہ دیوانون کی بستی ہی یہان میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقتِ بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزارون سیکڑون مین درد و غم دو آشنا ٹھہرے

سوزِ جگر سے شمع شبستان بغل مین ہی
داغون کی روشنی سے چراغان بغل مین ہی

کیا خوف ہی جو دفترِ عصیان بغل مین ہی
آنکھین سلامت اشک کا طوفان بغل مین ہی

ہمدم کھٹک جو ہوتی ہی سینے مین بار بار
شاید بجاے دل کوئی پیکان بغل مین ہی

کیا خوف زخمِ الفتِ مژگان مین دل ہی شیر
یہ تیر کھائے ہین کہ نیستان بغل مین ہی

تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا
روشن یہ ہی کہ مہرِ درخشان بغل مین ہی

آئی بہار شہر مین کس جا نہین خوشی
ہر طفل باغ باغ گلستان بغل مین ہی

واقف ہین زاہدان ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتون کا پڑھتے ہین قرآن بغل مین ہی

واعظ کتابِ وعظ لیے ہی تو کیا ہوا
بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل مین ہی

کس منھ سے جاؤن داورِ محشر کے سامنے
شرم آتی ہی کہ دفترِ عصیان بغل مین ہی

کافی ہین روشنی کو مجھے داغہاے دل
طاؤس کی طرح سے چراغان بغل مین ہی

شاعر ہین اس زمانے کے دریوزہ گر امیر
نکلے ہین بھیک مانگنے دیوان بغل مین ہی

گرد باد اُٹھ کے سراپردۂ در کسکا ہی
ای جنون خانہ بدوشی مین یہ گھر کسکا ہی

جلوہ خورشید مین یہ پیش نظر کسکا ہی
خاک دامانِ سحر رخنۂ در کسکا ہی

توڑتا ہی جو کوئی پھول تو کہتی ہی صبا
کیا خبر تجھکو کہ یہ دل یہ جگر کسکا ہی

اسطرف منھ نہین کرتا ہی جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار اُدھر کسکا ہی

تو ہی یان رہنے کو آیا ہی نہ مین او غافل
جو ہی دنیا مین مسافر ہی یہ گھر کسکا ہی

برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین
آرزومند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہی

طالبِ غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دلِ فرہاد مین گھر کسکا ہی

دل کے سو ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منھ کو
ضبط سے آہ نہ نکلے یہ جگر کسکا ہی

اُسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہی یہ نورِ نظر کسکا ہی

دل کبھی منزلِ حق ہی کبھی بت کا مسکن
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی یہ گھر کسکا ہی

تیرے گریبان کے اگر ملک مین ای حور نہین
باغ فردوس مین یہ قصر گھر کسکا ہی
عکس آئینہ صفت ربط ہی منھ دیکھیگا
خوب واقف ہون مین دل مین ترے گھر کسکا ہی

لاکھ لاکھ اُس شہِ خوبان کے ہین احسان امیرؔ
عشق منزل تلک اس طرح گذر کسکا ہی

دیر مین کون ہی کعبے مین گذر کسکا ہی
یار کا گھر یہ اگر ہی تو وہ گھر کسکا ہی
تیر پر تیر لگاؤ تمھین ڈر کسکا ہی
سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہی
رہبری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور
کشورِ مصر کو کنعان سے سفر کسکا ہی
تندرستون نے قضا کی ہوے بیمار صحیح
پہلے کیا جانیے دُنیا سے سفر کسکا ہی
خوف میزانِ قیامت نہین مجکو ای دوست
تو اگر ہی مرے پلّے پہ تو ڈر کسکا ہی
جھانک کر میرے سیہ خانے کو کہتا ہی یہ ماہ
تیرہ العظمۃ للہ یہ گھر کسکا ہی
دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہی
کوئی آتا ہی عدم سے تو کوئی جاتا ہی
سخت دونون مین خدا جانے سفر کسکا ہی
چھپ رہا ہی قفسِ تن مین جو ہر طائرِ دل
آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کسکا ہی
کھول کر منھ کو مری گور مین مانند عروس
بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہی
خلد بے شبہ خدا دیگا ہنی آدم کو
باغ مملوکِ پدر غیر پسر کسکا ہی
نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
پھل سے مطلب ہمین کیا کام شجر کسکا ہی
لاش نہ بہرِ شجر کو جہ محبوب گڑی
عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کسکا ہی
صید کرنے سے جو ہو طائرِ دل کے منکر
ای کماندار ترے تیر مین پر کسکا ہی
شوق ہوتا ہی عمارت کا تو مجھ سے عبرت
کہتی ہی گور جھنکا کر کہ یہ گھر کسکا ہی

میری حیرت کا شب وصل یہ باعث ہی امیرؔ
سر بہ زانو ہون کہ زانو پہ یہ سر کسکا ہی

جهان مین هم کوئی دم صورت حباب ہے — خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے
فراق نرگس میگون مین هم خراب رہے — تمام عمر سیہ مست بے شراب رہے
نہ مجکو آئے نہ اُنکو حساب بوسون کا — یہ لین دین الٰہی علی الحساب رہے
نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل — خیال موت کا لازم ہی وقت خواب رہے
پھنسے حساب مین ورز حساب اہل حساب — حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب رہے
وصال مین بھی ندیکھا برا ہو غفلت کا — ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے
نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے — یہ سب رہین نہ رہین عالم شباب رہے
وہ اور ہین جو حسینون کی بزم مین ہین ذلیل — کہین حضور رہے هم کہین جناب رہے
کرین نہ شکوہ دیدار طالب دیدار — کلیم تیہ مین مدت تلک خراب رہے
جلائے دل کو تو اچھی طرح سے آتش غم — مزا کچھ اُسمین نہین خام جو کباب رہے
خدا کا نور چھپانے سے چھپ نہین سکتا — جهان رہے وہ عیان مثل آفتاب رہے
بھر آئیگا دل مینوش دیکھکر خالی — نظر سے دور ہی مینا سے بے شراب رہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہی بہت — ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب ہے
عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعوی عشق — قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

امیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین — مزے شراب کے تا عالم شباب رہے

جهان مین لو ہین جو دور انقلاب ہے — یقین ہی شپرہ کے گھر مین آفتاب رہے
فراق یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر — پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے
وزیر کو سند شاہ کا ہی فرض اعزاز — نبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے
کرم کرے وہ توانا جو نا توانون پر — تو نخل موم کے سائے مین آفتاب ہے

شراب خانے کو ہی قصد تیرے وحشی کا
سُبو کے ہاتھ مین خشتِ خمِ شراب رہے

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہی محسن کو
بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب رہے

رہِ خطا مین بھی چلیے تو راستبازی سے
مُدام زیر قدم جادۂ صواب رہے

غش آئیگا مجھے دیکھا جو دُختِ رز کا جمال
قریب ساغرِ مے شیشۂ گلاب رہے

یقین ہی تاب نہ لائے حرارتِ دل کی
جو وہ گھڑی مری بالین پر آفتاب رہے

قصورِ نفس لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم موردِ عتاب رہے

ملا نہ محفل جانان مین ہمکو اذنِ نشست
برنگ شمع خجالت سے آب آب رہے

مبارک ابلقِ ایام ترک گردون کو
اُسی کے ران کے نیچے یہ بدرکاب رہے

خیالِ رُخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین
کہ شبکو دن کی طرح روبآفتاب رہے

حریص دولتِ دُنیا کا دل ہو کیا خرسند
گذر ہو چُغد کا جسمین وہ گھر خراب رہے

خطاب ہی لبِ ساغر کا محتسب سے امیر
پھرا جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یارِ دلستان سے
نیا رونا ایک دل لائین کہان سے

بگولے خاک سے اُٹھتے ہین ابتک
نہ مرکر بھی دبے ہم آسمان سے

حسین سب بیوفا ہین حضرتِ دل
وفادار آپ لائینگے کہان سے

اِدھر دیکھو حیا کیسی شبِ وصل
اُٹھاؤ بھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسۂ لب سے ہی انکار
کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے

نکلتا ہی مرا دم ڈر نہ جاؤ
خدا حافظ سِدھارو تم یہان سے

خیالِ قامتِ محبوب آیا
مین جی اُٹھا قیامت کے بیان سے

کہان دیر و حرم مین عشق مشرب
یہ لوگ آزاد ہین قیدِ مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ ای دل
جبین اُٹھے نہ اُسکے آستان سے

امیرؔ اسکو نہ دردِ دل سُنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غمِ دلدار مجھے
روئیگا بیٹھ کے تُربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش پیری مین کہان غمکدۂ عالم مین
نظر آتی ہی خوشی خندۂ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی احبّا نے کیا دفن ای روح
تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے

سیل سان جوش مین اُٹھکر جو مین پہونچا در تک
خوف سے بیٹھ گئی دیکھکے دیوار مجھے

گر پڑا دیکھ کے چاہِ ذقنِ اُس یوسف کا
ہل گیا گوشۂ خلوت سر بازار مجھے

روز محشر درِ جنت پہ جو دیکھا رضوان
آ گیا یاد سگِ کوچۂ دلدار مجھے

لال کر دونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہی
مُنھ پر چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہی یہی دل سے کریگی برباد
خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کیا قیامت سے ڈرون عاشقِ قامت ہون مین
ایسے فتنے نظر آتے ہین کئی بار مجھے

سچ ہی مر جانے سے بڑھ جاتی ہی انسان کی قدر
دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے

جوہرِ تیغ مرے دام مین وہ طائر ہون
مُشتری ذبح کرے گا سر بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا ساتھ جنازے کے امیرؔ
رُک رہا جان سکے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعتِ روز ازل بے سر و سامانی ہی
خاص ملبوس مرا جامۂ عُریانی ہی

کون کہتا ہی اُسے برق چمکتی ہی جو برق
کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہی

زلف بڑھکر نہین آتی ہی قدم تک تیرے
قد آدم مری تصویر پریشانی ہی

محو نظارۂ قاتل ہون مین ایسا دمِ ذبح
کہ ہر اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہی

ہاتھ مین نامۂ اعمال کی جا روز جزا
اپنی بخشش کی سند داغ پشیمانی ہی

صورتِ آئینہ کیا نیک و بدِ دہر سے کام	خطِ تقدیر سے خالی مری پیشانی ہی
مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اُترا	کسقدر چُست مرا جامۂ عُریانی ہی
لطفِ ساقی سے حکومت ہی زمانے کی نصیب	کشتیِ مے مجھے اور نگِ سلیمانی ہی
ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہی قاتل	دیکھ گیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہی
معنیِ مطلعِ ابرو تو بتا دین مجکو	تری آنکھون کو جو دعواے سخندانی ہی
مجمعِ عام مین نکلے عبث اے پردہ نشین	کب گوارا تری تلوار کی عُریانی ہی
دیکھکر نقشِ قدم کو ترے کہتا ہی فلک	یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہی
بارہا پر آئے تو بے موت مرین حضرتِ خضر	گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہی
کم نہین آئنہ خانے سے یہ سب بزمِ جہان	جس طرف دیکھیے اِک عالمِ حیرانی ہی

جلوۂ شاہدِ رحمت ہی گناہون سے امیر
دُرّۃ التاجِ کرم اشکِ پشیمانی ہی

صحّت ہوئی مرض سے مگر ناتوان رہے	پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہان رہے
پامال سرکشون کے رہے ہم جہان رہے	دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان رہے
غنچہ کو رکھ کے زخم مین اُس ترک نے کہا	ایسے دہن مین چاہیے ایسی زبان رہے
ممکن نہین کہ دل مین چھپے عشقِ زلفِ یار	آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے
کعبہ بھی چند روز رہا ہی صنم کدہ	چندے خدا کے گھر مین بھی بُت میہمان رہے
تا حشر اُنکو ناز مبارک مجھے نیاز	مانندِ عشق حُسن بھی یارب جوان رہے
یارب چھٹین نہ زلف سے ہم عاشقون کے دل	آباد مومنون سے یہ ہندوستان رہے
دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست	ہو خُم کی خیر مُغ کی سلامت دکان رہے
دو روز بتکدے کی بھی کر آئین چل کے سیر	زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے
دل مین سوا خدا کے نہین جاے غیر خوف	خلوت کیواسطے بھی تو کوئی مکان رہے

چشم کحیل یار نے دم بند کر دیا
سرمے کی گرد مین مرے نالے نہان رہے

مانند مردمک اُسے آنکھو نمین دین جگہ
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے

مین ہون حباب مجکو تعلّی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے

اخفا طبیب سے ہی تپ عشق کا ضرور
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے

لازم ہی فکر دوست مناسب ہی ذکر دوست
جبتک بدن مین جان دہن مین زبان رہے

ہستی مری مٹا نہ سکی نیستی امیر
وہ ذکر خیر ہون کہ جو وردِ زبان رہے

پوشیدہ خط سے جوہر حسنِ بتان رہے
اپنے دھوئین مین اپنے یہ شعلے نہان رہے

مجھ مین ہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
قالب مین رہ کے روح کی صورت نہان رہے

ہم غافلانِ دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے

ہی حُسن مین بھی معنیِ روشن کا خاصہ
دلمین عیان رہے وہ نظر سے نہان رہے

دیر و حرم مین سجدہ درِ دوست پر کیا
سجدے آستان یار پر حاضر جہان رہے

انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
بُو ہو سکے اِس چمن کے گلو نمین نہان رہے

غُربت مین موت آئی ہی تربت بھی خام ہو
کچھ بیکسی کا بعد فنا بھی نشان رہے

کہتا ہی وہ صنم کہ رہین ہم تمہارے گھر
لیکن یہ شرط ہی کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب گرا جب مین بیقرار
مشکل ہی اب زمین نہ آسمان رہے

تکلیف دے خضاب کی ہمکو نہ ای ہوس
کچھ روز ون پیر بھی ہی برسون جوان رہے

کیسی تڑپ ادب سے نہ کی آنکھ سامنے
کتنے درست ہوش دمِ امتحان رہے

شبنم ہمین خدا نے بنایا ہی تجکو مہر
تیرا جو ہو ظہور تو پھر ہم کہان رہے

راضی ہین ہمکو پھیر کے مُنھ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤن بھلا کہان سے دل بے ملال مین
ای دوست غمکدہ تو یہ ہی غم کہان رہے

ای آہ کر مدد یہ کہان تک مخالفت	یا ہم رہین زمین پہ یا آسمان رہے

ہوتا وصال ذرّہ و خورشید کیا امیرؔ
چار آسمان آٹھ پہر درمیان رہے

گلشن مین سرو فوج مین مثلِ نشان رہے	عالم مین سر بلند رہے ہم جہان رہے
یارب حیاے شہرۂ حُسن بتان رہے	نیچی نظر سے حُسن کی اونچی دکان رہے
لازم ہی اُسکے رُخ پہ نمود خطِ سیاہ	ممکن نہین کہ آگ کے نیچے دھوان رہے
حاتم کا داستانون مین ابتک ہی تذکرہ	وہ کام کر کہ نامورون مین نشان رہے
نیرنگ اُنکی شان تجلّی کی دیکھیے	اتنے ہوے عیان کہ نظر سے نہان رہے
زیرِ زمین بھی آہ کی عادت ضرور ہی	قابو مین تا کلید درِ آسمان رہے
گلشن مین مجسے ہی یہ تقاضاے اضطراب	کھٹکا ہو جس شجر مین وہین آشیان رہے
مجسبا نشانہ ڈھونڈھتی ہی بھر تیر یار	کیون رات دن نہ پُشت خمیدہ کمان رہے
یون بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تمام	کشتی مین جیسے ساکن کشتی روان رہے
آیا کبھی ہما نہ سگِ یار اس طرف	برسون لحد مین ڈھیر مرے استخوان رہے
اب دیکھین کیا دکھائے نشیب و فراز دہر	ابتک تو جس زمین پہ رہے آسمان رہے
بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہوے	ہم نبض دشت شل کی طرح سے روان رہے
بیڑہ ہو پار عشق مژہ مین کٹی جو عمر	خنجر کی دھار پر مری کشتی روان رہے

صیّاد ادھر خلاف اُدھر باغبان امیرؔ
ہم بار خاطر قفس و آشیان رہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے	اُسطرف جھوم کے گلزار مین بادل آئے
طالب مرگ بھی ہین منتظر یار بھی ہین	دیکھیے کون شب ہجر مین اول آئے
سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھکر قاتل	تیغ مین بال کمر مین نہ تری بل آئے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دودم پر پڑ جاے
ایک دو اُسکو نظر صورتِ احول آئے

ہجرِ جانان مین کہان صورتِ آرام نصیب
چونک اُٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوشِ وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پر ہون دل اہل تماشا پامال
کبک و طاؤس کو تیری سی جو چھل بل آئے

وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہے یاد
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجکو
دردِ سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین دو روز کے جینے پہ ہے ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دودِ آہِ دلِ پُر سوز جو ہم نذر کرین
چشمِ جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شبکو
ہر قدم غول دکھانے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک نہ ہانین نہ رہین کانٹون کی
پانون چھپانے کے لیے ہاتھ مین چھاگل آئے

لوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ
ہی عجب شاخ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشق زلف سیہ یار نے مارا ہے امیر
سایہ کرنے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

دردِ عارض ہو دوا گر تو تجھے کل آئے
پانون گھس جائین جو سر تک مرے صندل آئے

دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے

ہائے ضعف آج اگر مُنھ سے نکالون آواز
جلد آئے جو مرے کان ملک کل آئے

واہ رے شوق شہادت جو قیامت آئی
لوگ محشر کو گئے ہم سوے مقتل آئے

کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
دیکھ عارض پہ کہین تم کے نہ کاجل آئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیا
سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے

وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دل کو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آئے

توبہ کرتی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی — خوب ہی مجھ پہ برستے ہوئے بادل آئے

سر سے اوڑھو نہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہی — بنکے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آئے

پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے — باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر

پھول کمبخت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط — اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط

یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط — مین نے کہا کہ دعوی اُلفت مگر غلط

کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوش گریۂ بے اختیار جھوٹ — آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ

زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ — تاثیر آہ و زاری شبہائے تار جھوٹ

آوازۂ قبول دعائے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا — ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمائیے تو نہ یہ سچ نہ وہ بجا — سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون دروغ — ہان دل کے پیچ و تاب سے سوز جنون دروغ

ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ — ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہین سب بناؤ یہ ہمین فقرے نہ دیجیے — ساقی صبیح ہو تو صبوحی نہ پیجیے

دوڑائیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا ہین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین
صاحب شکار کے لیے یہ سب غریب ہین
بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین
اظہار پاک بازی و ذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرمیان
ہم بر سر زمین ہین وہ بالاے آسمان
کرتے ہین مہر جب کبھی ہوتے ہین مہربان
لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان
احمق نہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دلنشین
اس جھوٹ کی ہی بندہ نواز انتہا کہین
جسکا نہ سر نہ پانون ہوا اسکا ہو کیا یقین
سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین
ہمکو سمجھتے ہو کہ ہی انکی کمر غلط

شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہی
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہی
تم دن کو دن کہو تو مین سمجھون کہ رات ہی
کہنا اداکو تیغ خوشامد کی بات ہی
سینے کو اپنے اسکی سمجھنا سپر غلط

تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانونگا مین کبھی
نادان بنا رہے ہین ہین آپ واہ جی
کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہی دل لگی
مٹھی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی
جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہی نیکنام
یہ کون بک رہا ہی اگر ہم ہوے تمام
صاحب یہی ہی مگر تو بندے کا ہی سلام
پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہی کچھ کلام
کہتے ہو جان دی ہی سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین لو وہ مر گیا
بیڑے مین عاشقون کے عجب کام کر گیا

سر پٹیٹین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا ۔ ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا
مرنے کی اپنے روز اُڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تانیے ۔ فقرون مین ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیے
کیا مرض ہی کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے ۔ آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیے
ہی نظم و نثر اہل سخن سربسر غلط

اُس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا ۔ الزام اُٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزارہا
کہتا نہ تھا امیر کہ اظہار ہی بُرا ۔ یہ کچھ سُنا جواب مین ناظم ستم کیا
کیون یہ کہا کہ دعوے اُلفت مگر غلط

رباعی

گھر کھُدنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے ۔ روتی ہی لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہوکر ۔ یا گھر ہوتا ہی آج رخصت ہم سے

رباعی

ہر گھر مین شرابی ہی الٰہی توبہ ۔ ہر در پہ کبابی ہی الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر ۔ کیا خانہ خرابی ہی الٰہی توبہ

رُباعی

زاہد ہوکر جو شغل مے چھوڑ دیا ۔ اللہ رے فساد خون بدن پھوڑ دیا
فریاد ہی مجھ شکستہ دل کی یارب ۔ توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اورون کو تو دُنیا مین قضا نے مارا ۔ دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
پر صورت مرگ و زیست اپنی ہی جُدا ۔ اُس لب نے جلایا تھا اونے مارا

رباعی

کمرے مین توشب وہ ماہ سیما آیا
اُس پر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑوا دیے پردے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہی جو دم بھرتے ہین ہر دم اُسکا
قتّال زمانہ ہی تکلم اُسکا
کیا تیغ دو دم ہی اُسکی تحریک دو لب
کیا نیمچہ ہی نیم تبسّم اُسکا

رُباعی

مُشکل سے تجھے اُو گل رعنا پایا
کونین مین پھر کر ترا کوچہ پایا
دُنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
صغرا کبرا سے یہ نتیجا پایا

رباعی

آنکھون سے ہی رنگ مے پرستی پیدا
پلکون سے ہی شان پیشدستی پیدا
کچھ حاجت مے نہین کہ ہی آپ سے آپ
اِن پتلیون سے ہی سیاہ مستی پیدا

رباعی

سُنتا ہون ہوا جلوہ نما عید کا چاند
ہی اُسکی جُدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابروے پرخم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ سمجھون کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہو کر
دل زندۂ جاوید ہی مُردا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھکو گردون
گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رُباعی

ایسا ہون مین باوفا جو ہون کُشتۂ ناز
ہڈی سے بنے شانہ بس سوز و گداز
وہ شانہ یقین ہی ہمہ تن ہو کے زبان
دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہان دشت مین ہم لیتے ہین
تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہی ایسی
آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین
جلسے وہین رندان خوش اوقات کے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سنتے سنتے
زہاد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے
بگڑے ہوے کیا کام بناتے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس
تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے
دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم
آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمین گلشن سے اجی ہاتھ لگے
کھل جاے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو
گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نام خدا لکھا ہی
القاب جدا شوق جدا لکھا ہی
ملجائے یقین ہی مرض غم سے نجات
نامہ نہین تعویذ شفا لکھا ہی

رباعی

مٹ جاؤنگا غم مین جان کھوتے کھوتے
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہی شمع صفت اگر یہی سوزش دل
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم مجرم
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہی طبیعت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہی منصف یہین
نکلے اُلفت کرے عداوت ایسی
شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
تحفے کیے منظور نظر تک نہوئے
قاصد کی خبر سُنی خبر تک نہ ہوئے

رباعی

آئی ہی شبِ ہجر رلانے کے لیے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہی عالم
مین ایک نہین سب کے مٹانے کے لئے
آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لئے

رباعی

کیا تیری جُدائی مین ستم دیکھتے ہین
اُس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رباعی

خواہان طرب ہی جسے اِدراک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش
آرام تہِ گنبدِ افلاک نہین
جُز دُردِ تہِ جام یہان خاک نہین

رباعی

غائب بہت اے جانِ جہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دلمین ہو تم
مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
معلوم نہین یہ کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے یارون سے گرمجوشی کیسی ۔ گندم دکھلا کے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھین جو پھری ہمسے نظر ۔ صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے ۔ اغیار سے اخلاص رُکھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اس طرح الگ ۔ گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون ۔ کچھ دل مین نہین دلکو یہ سمجھاتا ہون
ہوتا ہی کبھی اگلی محبت کا اثر ۔ سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اُٹھالے ہم سے ۔ تمنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچتاؤگے آخر کو کہے دیتے ہین ہم ۔ دُنیا مین کہان چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو ۔ بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو ۔ لین نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باہمم شرف الدولہ ذی حشم ۔ جنکی بہادری پہ ہی شمشیر تک گواہ
تشبیہ نقش پاے مبارک سے دون اگر ۔ پھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خذف ۔ ذرّے ہون آفتاب پڑے جس طرف نگاہ
رونق بھی بادشاہی اختر نگر کی اور ۔ جبتک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ
اچھون کے اچھے ہوتے ہین سچ ہی جہان مین ۔ یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ

ہین رنگ و بوسے باغ شرف دختر و پسر — دونون دُرِ یگانۂ دریاے عز و جاہ
دونون کی شادیان ہوئین ایوان نے پائی زیب — گلشن کا رنگ جشن سے محفل پُر اشتباہ
عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب — محروم ایک فیض حضوری سے خیر خواہ
لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر — مشہور ہی جہان مین کہ دل سے ہی دلکو راہ
دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی — اشعار کچھ زبان پر آئے دمِ پگاہ
دوان و صوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم — دی عیش نے صدا کہ مبارک کہے الٰہ
پایا ہی اس چراغ سے اُس شمع نے فروغ — اُس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے — نرگس کو لائی گل کے قرین باد صبح گاہ
تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیر — یہ مہ قرین بزہرہ و زہرہ قرین ماہ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت — جنکے رُخ سے مقتبس ہر بار چاند
اُنکے دخت و طفل دونون ارجمند — ایک سورج ایک بے تکرار چاند
عقد دونون کے ہوے دل نے کہا — آئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حُسن — لوٹنے کو دُرِ غلطان کو میانہ مل گیا
لوح پیشانی سے صفحہ ہوگیا عرش آستان — مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا
دانت شرما کر نکل آئے صدف کے بحر مین — موج کو زلفِ پریشانی کا شانہ مل گیا
کیا صفا ہی جتنے نقطے تھے وہ موتی بنگئے — ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا
محو مدحت اُڑ کے جا بیٹھا نہالِ فکر پر — مرغ زرّین قلم کو آشیانہ مل گیا
بندش صاف آئینہ ہی خود نمائی کے لیے — شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا
حال سے ہی اوج نجم مشتری روشن امیر — جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

ایضاً

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد — ہی سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ — اور وصف انکے ہین باہر حیطۂ ترقیم سے
نظم اک غنچہ ہی انکی بوستان طبع کا — نثر اک گل ہی بہار روضۂ تعلیم سے
اب ہوئے ہین مخزن اخبار مین گوہر فشان — ہونگے مفلس مالدار اس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ بھرا ہی ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن — گفت در گوش دلم ہاتفے از غیب سخن
چار بر گیر بتعداد حروف از مخزن — نصف یکبارہ بیفزا و دو بارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیر آبادی

چو ام منشی دیوان اکرم — کرم احمد چو مقبول خدا باد
سفر اندر صفر فرمود زین دہر — بچشم حور خاکش توتیا باد
جہان از رحلتش ویران شد و خلد — ہمین مقدم او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیر دامن خیر النساء باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور

مبارک ہوا ے شاعران سخندان — چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت — معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان

امیر اُسکی تاریخ کہنے کے خاطر — ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان
ندا غیب سے اُسکے کانون مین آئی
کہ افکار نواب **یوسف علیخان**

قطعہ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمائش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی — ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیئے
تاریخ مین امیر تکلف ہی کیا ضرور — راز و نیاز عاشق و معشوق جانیئے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی سترھوین ہی — کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر — رضوان نے کہا کہ داخلِ خلد ہوا

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہی نواب کو صحت ہوئی — پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اُسکی سواری کا تزک — چشم نرگس بن کے شرمائی بہار
آمد آمد جب سواری کی ہوئی — دھوم اُڑی آئی بہار آئی بہار
سنگ یہ اُسکی سواری کا جما — ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
کرتی ہی بادِ بہاری کے حضور — ہر قدم پر جبہہ فرسائی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین — بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

یہ بدیہہ ہوگئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تمہید جشن صحت بندگان والامقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر باداے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبانِ شاہدِ عیش ۔ کہ ہوئی صبح عید شام اُمید
عید کا چاند چرخ پر نکلا ۔ مل گئی قفل آرزو کی کلید
دور دورِ قران سعد آیا ۔ ہین ہم آغوش مشتری ناہید
یوسفِ عہد کو ہوئی جو شفا ۔ مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دونو ہم رنگ کی اسے کہیے ۔ جشن صحت ادھر اُدھر ہی عید
عید سے عید ہی خوشی سے خوشی ۔ ہی عجب ساعت سعید و حمید
اصل مقصود جشن صحت ہی ۔ عیدِ ماہِ صیام ہی تمہید
دھوم ہی ہر طرف مبارک ہو ۔ وصل مین وصل اور دید مین دید
ہمہ تن چشم و گوش ہی عالم ۔ کہ یہ عالم نہ دید ہی نہ شنید
دیکھکر بخشش و نوال حضور ۔ چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے زُہرہ و شون نے وہ پائے ۔ اطلسِ چرخ جنکے آگے مزید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر ۔ کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم
جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعۂ تاریخ جشن صحت

شرف وان مہر کو ہی یان عروج ماہ دولت ہی ۔ عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہی

لکھتے سال ہمایون ہاتھ آتا ہو امیر ایسا	مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہی

قطعۂ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا	جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریانِ من
تا ازین دنیا دل از دست و دستار کار رفت	رفتن او وجلہ برہم زد سر و سامانِ من
تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان	چاک شد مانند دامانِ سحر دامانِ من
شکر نعمتہاے او ایمان خود دانستہ ام	ذکر او تا بودہ ام بود ست حرزِ جانِ من
بسکہ از شور و فغانم محشری برپا شدہ است	پیشود شورِ قیامت ہر نفس قربانِ من
گریہ ام در ماتمش رنگِ فراوانی گرفت	می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر دلہا گفت امیر
مسند آراے جنان شد یوسفِ دوران من

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفی آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے	تخت پر جب جلوس فرمایا
فرط بالیدگی سے وقت جلوس	پایۂ عرش تخت نے پایا
عرشیون نے کہا مبارک ہو	فرشیون کے سرون پہ یہ سایا
سایہ اُس سایۂ الٰہی کا	ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تخت دولت پہ ماہ دولت نے	مہر ہو کر جلوس فرمایا
مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا	ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان دُرِ انجم	طبقِ ماہتاب مین لایا

نور سے طور ہو گئی کوٹھی
پرتو حُسن بانے یہ چمکایا
کیون نہ خوش ہون محمّدی مشرب
عہد خلقِ محمّدی آیا
اس سلیمان نے خلق سے اپنے
خاتمِ دل پہ نقش بٹھلایا
جی اُٹھا جس سے چار ہا تین کین
رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
چھک گئے مے گشتان بزم سوال
جام جود و کرم جو چھلکایا
نئے سر سے جوان ہوا اقبال
نخل دولت مراد برلایا
ہی یہ سرتاج تاجدارون کا
اسپر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہی امیر سال جلوس
دور دورِ فلاح خلق آیا
۱۲۸۱ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین
نور فیضِ کبریائی سے جو مالا مال ہین
وصل گئی ہی نور کے سانچے مین تاریخ ای امیر
آفتابِ آسمانِ دولت و اقبال ہین

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رامپور

آن گرامی گوہرِ قدسی نفس
رحلت از دنیاے فانی چون نمود
گفت امیر سخت جان سال رحیل
صاحبِ ایمان سراپا خیر بود

ایضاً

اللہ نے جو وصف عطا اُنکو کیے تھے
وہ آ نہین سکتے ہین قیاس بشری مین
رحلت کی امیر اُنکی کہی مین نے یہ تاریخ
ہا اللہ ملک تھے وہ لباسِ بشری مین

ترجیع بند

قاصدِ خوش خبر از رحمتِ غفار آمد
بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد

قطرہ زن آمد و باد ست گہر بار آمد
ہمچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہین
جھومتے ہین جو شجر سرو ہوا کھاتے ہین
جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہین
رقص کرتے ہین تو طاؤس یہ چلاتے ہین

تند و پُر شور سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مُژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان ہین نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی
پھر ہوا سرو چلی وجہ یہی اُسکی ہوئی
نہین معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کُہسار آمد
میکشان مُژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو
سیر کا وقت ہی گردان کے دامن کو چلو
دیکھنے شاہدِ مقصود کے جوبن کو چلو
بیٹھنا گھر مین مناسب نہین گلشن کو چلو

تُند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہی
لطف برسات کا ہی زور گھٹا چھائی ہی
ہر روش ناچتے ہین مور گھٹا چھائی ہی
صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہی

تُند و پُر شور سیہ مست ز کُہسار آمد
میکشان مُژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین مے کی دُکانون کی خدا داد ہوئین
خاطرین قید غم دہر سے آزاد ہوئین
اُڑ چلین بوتلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

تُند و پُر شور و سیه مست ز کهسار آمد
میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلا کے سُنائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی
ہان ہین ہان کوندھ کے بجلی نے ملائی کیسی
تھی تمنا جو تمھین آج بر آئی کیسی

تند و پُر شور و سیه مست ز کهسار آمد
میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرح کا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو
شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سرمو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہی پہلو

تُند و پُر شور و سیه مست ز کهسار آمد
میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ چلے
مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے
خانقہ مین ہی جو زاہد سوے میخانے چلے
زور جبتک کہ چلے بادۂ مستانہ چلے

تُند و پُر شور و سیه مست ز کهسار آمد
میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہی زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشاے تری
ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہی پری
کشت اُمید ہوئی بادہ پرستونکی ہری

تُند و پر شور و سیه مست ز کهسار آمد
میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
فضل خالق نے کیا کھُل گئے امید کے در
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر
کہدو سرکارون سے میخوارون کو کردین یہ خبر

تُند و پُر شور و سیه مست ز کهسار آمد
میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

رخ جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئین گے ۔۔۔ جتنے زہاد ہین میخوار نظر آئین گے
لالہ رو صاحب آزار نظر آئین گے ۔۔۔ زعفران زار چمن زار نظر آئین گے

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھو یہ کہ احوال یہان کا کیا ہی ۔۔۔ کر سکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہی
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہی ۔۔۔ یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہی

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے میکش ہین امیر اُنکو سُنا دے یہ پیام ۔۔۔ دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
کہ اُنھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین مدام ۔۔۔ فیض سے اُنکے سُناتا ہی یہ تکو لب جام

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت فزا رہے ۔۔۔ جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہلِ صفا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلقِ خدا رہے ۔۔۔ مسجود جب تلک حرمِ کبریا رہے

قربان ہو تجپہ عید سعادت فدا رہے
بالائے فرق سایۂ بالِ ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے ۔۔۔ جب تک فروغ زہرۂ و نورِ سہا رہے
جب تک جہان مین چار عناصر کی جا رہے ۔۔۔ جب تک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

مثلِ زمین سپہر ترے زیر پا رہے
سر پر مدام سایۂ دست خدا رہے

مسجد و اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر
جبتک کہ معتکف رہین محراب مین بشر
جبتک نمازیون کے جھکین مسجد و نہین سر
جبتک وظیفہ خوان رہین زہاد ہر سحر

یارب صفِ انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر
غنچے کھلین نسیم سے جبتک کہ ہر سحر
جبتک دماغ چشم کو دین رنگ و بو ثمر
شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتلک گہر

خندان گلِ مراد ہو فضلِ خدا رہے
نخلِ مراد مین ثمرِ مدعا رہے

جبتک کہ ابر تر سے چمن فیضیاب ہو
جبتک صدف مین گوہرِ با آب و تاب ہو
جبتک کہ ماہ آئینۂ آفتاب ہو
جبتک کہ سنگ معدن لعل خوش آب ہو

ہر وقت درفشان کفِ جود و سخا رہے
اِس ابر سے جہان چمنِ دلکشا رہے

آباد جبتلک ہی جہان مین جہانِ علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوشِ بیان علم
جبتک کوئی زمین ہی کوئی آسمانِ علم
جبتک کہ بحث علم کرین طالبانِ علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرزِ کلام عیسیِ معجز نما رہے

جبتک کہ فوج نجم پہ ہی تیغ مہر تیز
صد ادا ربعہ مین رہے جبتلک ستیز
جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
جبتک دلون کو آب کرے خون رستخیز

فرقِ حسود زیر سُمِ بادپا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا رہے

جبتک جہان مین گردش لیل و نہار ہی
شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہی

جبتک کہ گرم معرکۂ گیر و دار ہی
کچھ جبر جبتلک کہ ہی کچھ اختیار ہی

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوا رہے
اقبال حاضر در دولت سرا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہی بلبل کے دلمین داغ
پروانہ جبتلک کہ رہے عاشقِ چراغ
جبتک ہی فاختہ کو تمنائے سرو باغ
آشفتہ عشق مہ سے ہی تا کبک کا دماغ

عارض پہ جانِ جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستۂ زلفِ دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جبتک نگاہِ یار کو شاعر سنان کہین
جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

مثل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اُسکا جگر نشانۂ تیرِ قضا رہے

جبتک صدف مین قطرۂ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے
تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوئے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہی گل گلمین رنگ و بو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہی چار سو
جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہی آب جو
جبتک کہ گل ہی جام ہر اک غنچہ ہی سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے
اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

ایسا جہان مین حکم کا سکہ بٹھا دیا
اس درجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا
نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے سہا رہے
نام آورون کے نام رہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو
ہر روز زور بازوے قدرت زیادہ ہو

فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو
عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانون کو قوت نصیب ہی
کانون کو جبتلک کہ سماعت نصیب ہی

جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہی
آنکھون کو جبتلک کہ بصارت نصیب ہی

جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے
اُسکو کسی سے کام نہ تیرے سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تعلقہ دار سندیلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و نصیر
کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر

چھپا ہی مطبع دیوان امیر احمد کا
کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر

کرین مطالعہ اُسکا بدیدۂ انصاف
کھنچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر

جو واسطی کو ہوئی فکر از پے تاریخ
کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان من تصنیف انیف افصح الفصحا امیر الشعرا استاذ الاساتذہ مقتدانا مولٰنا حضرت مفتی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ القدیر مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب الارشاد معلّی القاب عالی جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع دام اقبالہ باہ جولائی ۱۹۱۸ء بار ہفتم طبع ہوا

قطعہ تاریخ طبع سابق از مورخ کامل منشی بھگواندیال صاحب

عاقل ایجنٹ مطبع

یہ حضرت امیر کا دیوان جانفزا
شایع ہوا ہی نام خدا کیا یہ زین و زیب

عاقل ہی سال ہجری کی ہیکاز جستجو
لکھو بیاض دل پہ کہ ہی نظم دلفریب
۱۳۱۰ھ

دیگر ولہ

سرور روان روح پرور یہ ہی
کلام امیر سخنور یہ ہی

اگر فکر عاقل ہے تاریخ کی
تو لکھو عجب نظم دلبر یہ ہی
۱۳۱۰ھ

ایضاً عیسوی

چھپا مفتی امیر احمد کا دیوان کیا اعلیٰ
کہ ہر اک شعر اسکا بس فصاحت میں ہی بے ہمتا

عبث کرتے ہو عاقل فکر تاریخ مسیحی کی
لکھو تم شوق سے زیبا عجب نظم معیشت زا

نام کتاب	قیمت
بہارستان سخن - اس مین تین اُستادون کا کلام ہی ہمطرح وہم ردیف وہم قافیہ غزلین شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدر علی آتش - ۳- مہدی حسین خان آباد بڑے معرکہ کا مجموعہ ہی - ہر ایک اُستاد نے زور طبیعت دکھایا ہی بہہ دیگر ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہے -	۷ر ۳پا
دیوان رند - مسمے بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -	۹ر۶ پا
دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان رند گویا شاگرد خواجہ وزیر	۳ر۹ پا
دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ منور خان غافل -	۴ر
دیوان ذوق - از نتیجہ فکر سخنور عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق -	۴ر۳ پا
دیوان لطف - پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفۂ حافظ لطف علیخان بریلوی -	۲ر
ایضاً لغت سروری - غزلیات تمام	

نام کتاب	قیمت
ردیفون کی از بہار نمائے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری -	۴ر۳ پا
دیوان نیاز - از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -	۲ر
دیوان شہیدی مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص	۳ر۳ پا
دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ یہ مختلف مقامات مین چھپا اور بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسی طرح ہی کیون نہو برے عالی ما - مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہی جنکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہی یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا -	۳ر۶ پا
دیوان قلق - مسمے بہ مظہر عشق کلام اُستاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -	۶ر۳ پا
دیوان جرار - مصنفۂ مرزا حسین بیگ جرار -	۳ر۹ پا
دیوان واسطی - نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ -	۶ر

+۱۲۰۱۷۵۳

قیمت	نام کتاب
۵ر	دیوان سحر سامری -
۴ر	دیوان مروان صفے -
۲ر۳پا	دیوان ضامن از سید ضامن علی شاہ
۲ر	دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن
عہر	دو السانین مجمع البحرین -
۴ر	اکسیر سخن -
ار۶پا	دیوان بہار عرب -
۷ر	چمنستان جوش - دیوان نواب محمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان -
۴ر۶پا	مجمع الاشعار - غزلہائے اردو فارسی اساتذہ -
۱۱ر۶پا	چمن بینظیر - اشعار اردو فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین -
ار	گلدستۂ امانت - جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین -
ار۹پا	دیوان مناقب خیر البشر -
۸ر	کلیات آتش
۲ر	دیوان بختاور -

قیمت	نام کتاب
۸ر	دیوان عیش معروف بہ تکمین معرفت

کتب کلیات و دواوین فارسی

قیمت	نام کتاب
عار	کلیات حزین - مجموعۂ نوادر روزگار سے ہی جسمین چند رسائل ہین - ۱- سوانح عمری حضرت مصنف - ۲- تواریخ سلاطین - ۳- قصائد نعتیہ ائمہ اطہار علیہم السلام - ۴- دیوان مصنف - ۵- مثنویات صغیر دل و چمن انجمن - ۶- مثنویات خرابات - ۷- فرہنگ نامہ - ۸- تذکرۃ العاشقین مصنفہ شاعر عدیم النظیر شیخ محمد علی حزین -
عار	
صہر	کلیات خاقانی - جسمین قصائد عربی و فارسی و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہی - ایسا کلیات اس جامعیت کے ساتھ کمیاب ہی جو اس مطبع مین محشی ہو کر مع حل معانی اشعار عربی کے دو جلد مین چھپا ہے -